محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

شتر مرغ کا اغوا

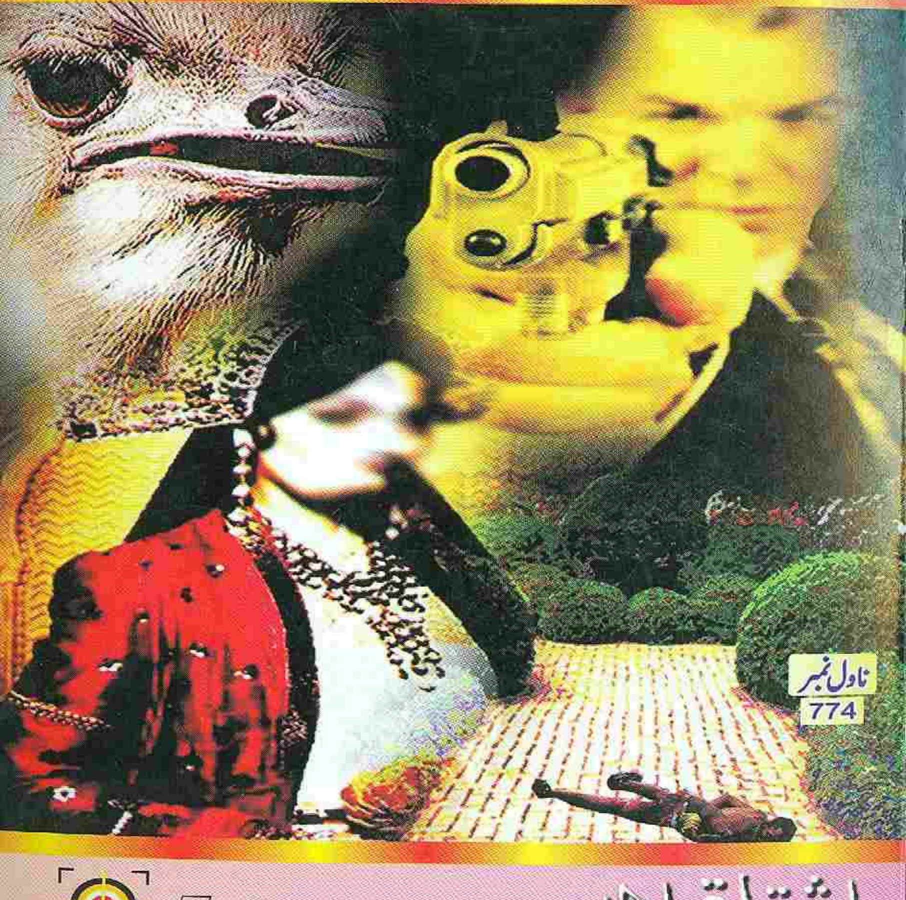

ناول نمبر
774

اشتیاق احمد

Atlantis Publications

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسپکٹر جمشید پارٹی، انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز

شتر مرغ کا اغواء

اشتیاق احمد

اٹلانٹس پبلکیشنز

ندیم

Atlantis Publications

تفریح بھی، تربیت بھی

اٹلانٹس پبلکیشنز صحت مند، اصلاحی اور دلچسپ کہانیوں اور ناولوں کی کم قیمت اشاعت کے ذریعے ہر عمر کے لوگوں میں مطالعے اور کتب بینی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

ناول	شتر مرغ کا اغواء
نمبر	انسپکٹر جمشید سیریز نمبر 774
پبلشر	فاروق احمد
قیمت	210 روپے

ISBN 978-969-601-002-9

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اٹلانٹس پبلکیشنز کی پیشگی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کے کسی حصے کی نقل، کسی قسم کی ذخیرہ کاری جہاں سے اسے دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہو یا کسی بھی شکل میں اور کسی بھی ذریعے سے ترسیل نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتاب اس شرط کے تحت فروخت کی گئی ہے کہ اس کو بغیر ناشر کی پیشگی اجازت کے، طور تجارت یا بصورت دیگر مستعار دوبارہ فروخت نہیں کیا جائے گا۔

ناول حاصل کرنے اور ہر قسم کی خط و کتابت اور رابطے کیلئے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

اٹلانٹس پبلکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیو B-16 سائٹ، کراچی۔
0300-2472238, 32578273, 34228050
ای میل atlantis@cyber.net.pk
www.inspectorjamshedseries.com

nned And Uploaded By Muhammad Nade

ایک حدیث

جو شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے، یا
صرف اللہ کے لیے اپنے بھائی کی
زیارت کرے تو ایک پکارنے والا بہ آواز
بلند کہتا ہے کہ تمہیں مبارک ہو اور تمہارا
چلنا خوش گوار ہو، تمہیں جنت میں
ٹھکانا نصیب ہو۔

ندیم

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

☆ یہ وقت عبادت کا تو نہیں۔
☆ آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا۔
☆ آپ نے کسی کو وقت تو دے نہیں رکھا۔
☆ آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں، پہلے عبادت اور دوسرے کاموں سے فارغ ہولیں، پھر ناول پڑھیں۔

اشتیاق احمد

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دو باتیں

السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ! میں نے لکھنا شروع کیا تو اس بات کا احساس تک نہیں تھا کہ یہ لکھنا مجھے کہاں لے جائے گا... یا میں اس لکھنے کو کہاں لے جاؤں گا۔ قطعاً احساس نہیں تھا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے... شروع میں تو ایک چھوٹی سی کہانی خواہش کے تحت لکھی تھی کہ چلو جس طرح دوسروں کے نام کہانیوں پر چھپتے ہیں... کسی رسالے میں میرا بھی نام نظر آجائے گا... کہانی لکھی اور چھپ گئی ...اس پر اپنا نام دیکھ کر اس طرح خوش ہوا جیسے کسی بچے کو بہت خوب صورت اور قیمتی کھلونا پکڑا دیا جائے... پہلی کہانی، سب کو دکھاتا پھرا... پھر دوسری کہانی شائع ہوئی تو اور زیادہ خوش ہوا۔ اس طرح اوپر تلے بیس پچیس کہانیاں چھپ گئیں۔ یہ میرے لیے حیرت انگیز بھی تھا اور خوش گوار ترین بھی... ایسے میں افسانہ لکھنے کی سوجھی... سوچا، بچوں کے لیے لکھنا بھی کوئی کام ہے ... چلو بڑوں کے لیے کوئی افسانہ لکھتے ہیں... حالانکہ خود ابھی اتنی عمر کا نہیں تھا... 23،24 سال کا تھا... پہلا افسانہ فریم چھپا۔ پھر نئی کار اور پھر کہانیوں کی طرح افسانے چھپتے چلے گئے... میں اس پر اور پھول گیا ... آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک رومانی ناول لکھ مارا... پبلشر نے رومانی ناول پسند تو کیا، لیکن یہ کہا کہ یہ ناول ہم آپ کی بیوی کے نام سے شائع کر سکتے ہیں... کیونکہ آج کل خواتین کے لکھے ہوئے ناول بک رہے ہیں... میں نے اس بات کو ناپسند کیا تو انہوں نے کہا اچھا آپ پہلے بچوں کے لیے ایک ناول لکھ کر لائیں... ناول سو صفحات کا ہو اور جاسوسی ہو۔

یہ ایک پیش کش تھی ... مجھے معلوم نہیں تھا کہ میری زندگی کا دھارا یہ پیش کش بدلنے والی تھی ... خیر ناول لکھا ... وہ چھپا... دوسرا ناول فیروز سنز نے چھاپا، تیسرا شیخ غلام علی اینڈ سنز نے ... حیرت اور خوشی مجھے آگے ہی آگے لے جا رہی تھی ... پھر شیخ غلام علی کو اور فیروز سنز کو اور ناول لکھ کر دیے ... تقریباً دونوں اداروں سے 36 کے قریب ناول چھپ گئے تو شیخ غلام علی کے ہاں ملازمت بھی مل گئی ... حیرت کے کندھوں پر میرا سفر رواں دواں رہا... پھر حیرت کا ایک جھٹکا اس دن لگا جب شیخ غلام علی کے منیجر نے بلایا۔ وہاں ایک شخص بیٹھا تھا... وہ کراچی میں کتابوں کا ڈیلر تھا ... منیجر نے بتایا کہ یہ کراچی کے ہماری کتابوں کے ڈیلر ہیں ... اورآپ سے ملنا چاہتے ہیں... میں نے حیران ہو کر ان سے پوچھا، فرمایئے... اس نے کہا ... آپ کی کتابیں بچے بہت پسند کر رہے ہیں۔ اس نے کچھ اور باتیں بھی کیں۔

میں نے کچھ اور قدم آگے بڑھائے... اپنا ادارہ شروع کر دیا... آپ سب جانتے ہی ہیں کہ اس ادارے نے کس قدر تیزی سے ترقی کی... کس قدر باقاعدگی سے کتابیں شائع کیں... یہ ایک تاریخ ہے ... ایک ریکارڈ ہے کہ ہر ماہ کی 20 تاریخ کو کتابیں ہر حال میں اسٹالوں پر پہنچتی تھیں... ایک دن بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوتا تھا... جب کہ ایسی باقاعدگی سے کوئی رسالہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تک نہیں پہنچ سکا.... الحمدللہ!

پھر اس طرح دس سال گزر گئے... اب کچھ لوگوں نے کہنا شروع کیا... آپ کے ناول اب بھی بہت اچھے ہیں... لیکن ان میں دس سال پہلے والی بات نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ اپنے پرانے انداز پر قائم رہوں... لیکن ہر پانچ دس سال بعد یہ بات مجھ سے کہی جانے لگی... اب آپ کے ناولوں میں وہ مزہ نہیں رہا۔

میں سوچتا تھا... یہ بات کیوں ہے... لیکن کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی... بلکہ اکثر کہنے والے یہ بھی کہتے تھے... ایسی کوئی بات نہیں...ناول اب پہلے سے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ مزید دس سال گزر گئے... کچھ اب بھی یہ کہتے تھے... پہلے والا مزہ نہیں... جو بالکل شروع کے ناولوں میں تھا۔

اس طرح دور بدلتا رہا... ناول چھپتے رہے... بکتے رہے... پسند اور ناپسند کا سلسلہ ساتھ ساتھ چلتا رہا...دو تین بار یہ بات فاروق احمد صاحب نے بھی کہی... میں پہلے سے زیادہ توجہ سے لکھنے کی کوشش کرتا رہا... ابھی ایک ماہ پہلے انہوں نے فون کیا اور کہا:

''میرے ذہن میں کچھ باتیں ہیں... میں کچھ فرق واضح کرنا چاہتا ہوں... جو آپ کے پرانے اور نئے ناولوں میں ہے...''

یہ بات پہلی بار کسی نے کہی تھی... یعنی یہ تو بہت سے پڑھنے والے کہتے تھے... کہ آپ کے ناول اب پہلے جیسے نہیں رہے یا ان میں پہلے جیسا مزہ نہیں رہا... لیکن یہ بات کوئی نہیں بتاتا تھا کہ فرق کیا واقع ہوگیا ہے... انہوں نے فون پر تقریباً پندرہ منٹ تک وہ فرق گنوائے اور میں حیران ہو کر سنتا رہا...وہ فرق واقعی درست تھے۔ ان کے خاموش ہونے پر میں نے کہا ...اب جو ناول لکھوں گا تو یہ سب باتیں سامنے رکھ کر لکھوں گا۔

چنانچہ شتر مرغ کا اغوا اپنے اصل انداز کو آواز دے کر لکھا ہے... یہ آپ بتائیں میں اس انداز میں لکھ پایا ہوں یا نہیں۔

اور اب کچھ ذکر لاہور انٹرنیشنل بک فیئر کا۔ سات آٹھ ماہ پہلے فاروق احمد صاحب نے فون کیا۔ انہوں نے فون پر بتایا کہ کراچی میں ایکسپو سینٹر میں تین روز کیلئے کتاب میلہ لگایا جا رہا ہے...ہمارا بھی ارادہ ہے کہ آپ کی کتابوں کا اسٹال لگایا جائے، میں نے ان سے کہا کہ رہنے دیں، اخراجات بے تحاشہ ہونگے اور کتابیں بہت کم فروخت ہونگی...فاروق احمد ٹھہرے کاروباری آدمی اور میں غیر کاروباری... انہوں نے میری بات نہ مانی اور وہاں اسٹال بک کرالیا... مقررہ تاریخوں میں اسٹال لگایا گیا... اس کے بعد فاروق صاحب کا فون موصول ہوا...بہت زیادہ پر جوش انداز میں کہہ رہے تھے ''میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ ہمارے اسٹال پر پانچوں دن صبح سے شام تک کس قدر ہجوم رہا اور لوگوں نے کتنی زیادہ کتابیں خریدیں''۔ میں یہ سن کر بہت حیران ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے اس وقت یہ گمان کیا تھا کہ فاروق احمد مبالغہ آرائی سے کام لے رہے ہیں... اتنا رش ہوا نہیں ہوگا۔خیر! بات آئی گئی ہوگئی...میں اس بات کو تقریباً بھول گیا کہ اچانک مارچ کے آخری ہفتے میں ان کا فون آیا۔ کہہ رہے تھے لاہور میں ایکسپو سینٹر میں بھی کتاب میلہ لگ رہا ہے،۷ اپریل سے ۱۱ اپریل۔اور ہم بھی وہاں اسٹال لگا رہے ہیں۔ مجھے بہت حیرت ہوئی، میں نے ان سے کہا کہ ایسا نہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کریں آپ کو بہت نقصان ہوگا۔ ہنس کر کہنے لگے ... ''کاروبار میں یہ سب چلتا ہی رہتا ہے... بلکہ اس بار ہم نے پروگرام طے کیا ہے کہ ان پانچ دنوں میں ایک دن کے لئے آپ بھی اسٹال پر آئیں گے۔ صبح سے رات تک وہاں پر موجود رہیں گے اور جو لوگ ناول خریدیں گے، آپ ان پر اپنی دستخط کر کے دیں گے، آپ آجائیں گے نا!''۔

میں نے کہا، آنے کا کیا ہے... آجاؤں گا... لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ یہ کام نہ کریں... لیکن وہ فاروق احمد ہی کیا جو بات مان جائیں... کہنے لگے نہیں یہ کام تو اب ہوگا۔ کتاب میلہ شروع ہونے سے پہلے بھی وہ مسلسل فون پر تاکید کرتے رہے کہ آپ ۱۰ اپریل کو آجائیے گا... ہم نے اخبارات اور رسائل میں اشتہار دے دیا ہے اور انٹرنیٹ اور فیس بک پر بھی اعلان کرلیا ہے وغیرہ... میں ہر بار انہیں اطمینان دلاتا رہا۔ ۱۰ اپریل کو میں صبح سویرے جھنگ سے لاہور کے لئے روانہ ہوا... ۹ بجے کے قریب لاہور پہنچا۔ وہاں ناشتہ کیا اور ۱۰ بجے کے قریب ایکسپو سینٹر کی طرف روانہ ہو گیا... کیونکہ فاروق صاحب نے بتایا تھا کہ آپ کو ساڑھے گیارہ بجے پہنچنا ہے... اللہ کی مہربانی سے ۱۱ بجنے میں ایک منٹ باقی تھا جب میں ایکسپو سینٹر پہنچ گیا۔ میں نے موبائل پر ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ہال نمبر ایک کے دروازے پر آجائیں۔ وہاں میرے نائب اسامہ موجود ہیں، وہ آپ کو اسٹال پر لے آئیں گے اور میں بھی اپنے ہوٹل سے نکل کر ایکسپو سینٹر کی طرف آرہا ہوں... چند منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔ ہال کے گیٹ پر ایک کافی صحت مند صاحب انتظار کرتے نظر آئے... میں سمجھ گیا کہ یہی اسامہ ہیں... انہوں نے بھی اندازہ لگا لیا کہ یہ میں ہوں... وہ مجھے اسٹال پر لے آئے ... وہاں ان کے دو اور اسٹاف ممبر نظر آئے ... عمر ریاض اور شگفتہ... ان سے علیک سلیک ہوئی جلد ہی فاروق صاحب آگئے... ان سے مصافحہ ہوا اور بات چیت شروع ہوئی... انہوں نے بتایا کہ کل شمالی علاقوں کے اسکولوں کے پرنسپلز اور ٹیچرز پر مشتمل ایک ٹیم ایک امریکن این۔ جی۔ او کی قیادت میں یہاں ہمارے اسٹال پر آئی تھی۔ ان کی لیڈر کا نام تھا جین تھامس۔ ان لوگوں نے کئی ہزار کی تعداد میں ہماری کتابیں اپنے اسکولوں کی لائبریریوں کے لئے خریدیں۔ مجھے یہ سن کر بہت حیرت ہوئی۔

بہر حال اس وقت تک ہال میں خریداروں کا رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ اکا دکا لوگ ادھر اُدھر آتے جاتے نظر آرہے تھے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ اتوار کا دن ہے... لاہور کے لوگ گیارہ بارہ بجے تک سوتے رہتے ہیں... یہ خیال درست ثابت ہوا ... خریداروں کے نہ ہونے کی وجہ سے فاروق صاحب بھی پریشان سے نظر آئے، انہوں نے ان حالات میں نمائش کا چکر لگانے کی تجویز پیش کی۔ میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا... تقریباً ایک گھنٹے بعد قارئین کی آمد شروع ہوگئی... پھر آہستہ آہستہ اُن کی آمد میں تیزی آنے لگی۔ ظہر کے وقت تو قارئین کا ایک ہجوم نظر آرہا تھا... آنے والے تمام خواتین و حضرات مجھ سے بہت گرم جوشی سے مل رہے تھے اور کتابوں پر دستخط کروا رہے تھے... چند موقع ایسے بھی آئے جب مجھ سے ملاقات کرنے کے لئے کئی لوگ بیک وقت انتظار کر رہے تھے۔ ان میں میرے بہت سے پرانے قارئین جو اب بڑے ہو چکے تھے اپنے بچوں کے اور خاندان کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ساتھ موجود تھے... تقریباً سبھی آنے والے خواتین و حضرات نے یہ بات ضرور کہی۔ "ہم تو جی!... بچپن سے آپ کے ناول پڑھ رہے ہیں اور ہمارا خیال تھا کہ اب آپ نہیں لکھ رہے... یہ تو اب ہمیں پتا چلا کہ آپ آج بھی ناول لکھ رہے ہیں اور وہ شائع بھی ہو رہے ہیں۔"

سبھی یہ بات کہتے رہے... اُس دن لاتعداد قارئین تھے اور سبھی کا اصرار تھا کہ نئے ناولوں کی آمد کے بارے میں ہمیں مطلع کیا جاتا رہے۔ اس روز غلام رسول زاہد ایس ایس پی اسلام آباد بھی وہاں تشریف لے آئے... ان سے بہت خوش گوار ملاقات رہی... وہ بھی اس قدر ہجوم کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے... اسلام آباد واپس پہنچ کر دو تین دن بعد انہوں نے اس سلسلے میں فون پر اپنی حیرت بھی ظاہر کی...

رات کو ساڑھے نو بجے تک میں دستخط کرتے کرتے اور قارئین سے ملتے ملتے تھک کر چور ہو چکا تھا... اس قدر برا حال تھا کہ بیان نہیں کر سکتا، لیکن قارئین سے ملاقات کی خوشی اس بری حالت پر غالب آتی رہی... درمیان میں نے صرف نمازیں ادا کیں... اور بس۔

یہ تھا ایکسپو سینٹر لاہور کا حال... آپ یہ سن کر یقیناً خوش ہوئے ہونگے... انشاء اللہ آئندہ پروگرام کراچی میں ہوگا... یعنی دستخط کرنے والا۔

بلکہ

"دیکھ رہے ہو فاروق۔"

"ہاں! کیوں نہیں، نیشنل پارک میں ہرطرف خوش نما نظارے ہی نظارے ہیں ...دیکھوں نہ تو کیا کروں۔"

"غلط سمجھے... اس سمت میں دیکھو... وہ ..." محمود نے اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا۔

"تنگ نہ کرو بھائی، بیل کو آواز نہ دو ... مجھے ابھی میتھس کے سوال بھی حل کرنے ہیں..." فاروق نے منہ بنایا۔

"اچھی بات ہے، تم سوال حل کرو... میں چلا اس کے پیچھے۔"

"کیا مطلب ... کس کے پیچھے۔" اب تو فاروق سے بھی رہا نہ گیا۔ اس نے محمود کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو ایک عورت پارک کے بیرونی دروازے کی طرف جاتی نظر آئی:

"اس عورت میں کیا خاص بات ہے بھلا۔" اس نے منہ بنایا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"پارک میں جو گھرانے پکنک منانے آتے ہیں نا... وہ کھانے پینے کی ڈھیروں چیزیں لے آتے ہیں... سب تو ان سے کھائی نہیں جاتیں... ان چیزوں کے لیے یہاں ایک جگہ بنائی گئی ہے... بچی کچی بلکہ زبردستی بچائی کھچائی چیزیں لوگ وہاں ڈھیر کر دیتے ہیں... صبح سویرے میونسپل کارپوریشن کی گاڑی آتی ہے تو اٹھا لے جاتی ہے..." محمود بتانے لگا۔

"لیکن تم مجھے یہ باتیں کیوں بتا رہے ہو... یہ کوئی انوکھی بات تو ہے نہیں... نہ اس میں کوئی نیا پن ہے نہ چلبلا پن۔"

"توبہ ہے تم سے۔" محمود جھلا اٹھا۔

"حالانکہ توبہ اللہ سے کرنی چاہیے۔"

"وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے گی... میں چلا... تم بیٹھے باتیں بگھارتے رہو۔" محمود اٹھتے ہوئے بولا۔

"باتیں ایک اکیلا نہیں بگھار سکتا... اس کے لیے دوسرا ہونا ضروری ہے... اور دوسرے ظاہر ہے تم ہو۔"

"اب تم سے کون مغز مارے۔"

یہ کہتے ہی محمود وہاں سے چل پڑا... فاروق نے بھی بلا کی تیزی سے اپنا بستہ سمیٹا اور اس کے پیچھے لپکا۔ ساتھ ہی اس نے کہا:

ندیم

"میری بات درمیان میں رہ گئی... اور وہ یہ کہ مجھ سے مغز بھی تو تم ہی مار سکتے ہو۔"

"تنگ نہ کرو بھائی..."

"آخر اس عورت میں کیا خاص بات ہے۔"

"اس نے اس ڈھیر میں سے کچھ اٹھا کر چھپایا ہے... اپنی چادر کے اندر۔"

"اوہ!" فاروق چونکا۔

اب دونوں اس کا تعاقب کرنے لگے:

"نہ جانے یہ کہاں جائے گی یا اس کا گھر کتنی دور ہوگا... آخر ہم اس کا تعاقب کیوں کریں۔"

"مجھے یہ معاملہ پراسرار لگ رہا ہے... تم تعاقب نہیں کرنا چاہتے تو گھر کا راستہ لو... میں آجاؤں گا۔"

"خیر اب میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔"

"بس تو پھر چلتے رہو۔ تیل دیکھو، تیل کی دھار دیکھو۔" محمود مسکرایا۔

"یہ کام تو خود کرلو... جو نظر آئے... مجھے بتا دینا۔" فاروق جل کر بولا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دونوں قدم اٹھاتے رہے... عورت ادھر ادھر دیکھے بغیر گویا ناک کی سیدھ میں چلی جا رہی تھی ... اس کی رفتار بھی اچھی بھلی تھی ۔ دونوں کو تیز چلنا پڑ رہا تھا... عصر کا وقت ہونے والا تھا اور یہ سردیوں کے دن تھے... سرد ہوا ان کا مزاج پوچھ رہی تھی ۔

"کیا خیال ہے، شدید سردی کے دنوں میں نیشنل پارک آنے کا پروگرام بند نہ کر دیں ۔" فاروق بڑبڑایا ۔

"سردیوں کی شامیں اداس ضرور ہوتی ہیں ، لیکن پارک کا اپنا ہی مزہ ہے ۔"

"اچھا بھائی ..."

اسی وقت عورت ایک موڑ مڑ گئی... وہ ایک گلی میں مڑی تھی... اس گلی کے دوسرے سرے پر ایک اور سڑک تھی۔ اب وہ اس پر آ گئی... اور کچھ دور جا کر اس نے سڑک عبور کی اور سامنے ہی ایک گلی میں داخل ہوگئی... انہوں نے دیکھا، وہ کچے پکے سے ایک گھر میں داخل ہو رہی تھی ۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کر لیا ۔دونوں نے دائیں بائیں دیکھا... گلی میں ان کے علاوہ کوئی نہیں ... سردی سب پر اثر انداز ہو رہی تھی ... لوگ گھروں میں دبکے ہوئے تھے :

"اب کیا ارادہ ہے ۔" فاروق بولا ۔

ندیم

"دیکھنا چاہتا ہوں ... یہ عورت وہاں سے کیا اٹھا کر لائی ہے ۔ تم ذرا میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ... کوئی گلی میں داخل ہو تو اشارہ کر دینا ...میں دستک دینے والا انداز اختیار کر لوں گا ..." اس نے دبی آواز میں کہا ۔

"ورنہ تم کیا کرو گے ۔"

"اندر ہونے والی بات چیت سننا چاہتا ہوں۔"

"اوہ !" فاروق کے منہ سے نکلا...ادھر محمود نے کان دروازے سے لگا دیا۔اندر سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دینے لگی ... وہ غور سے سنتا چلا گیا... آخر اس نے دروازے پر ہاتھ دے مارا ۔ دستک کی آواز نے فاروق کو بھی چونکا دیا ۔

"یہ کیا... اندر جانے کا ارادہ ہے ۔"

"ہاں! اب یہ کرنا ہوگا۔" محمود کھوئے کھوئے انداز میں بولا ۔

"تم نے اندر کیا سنا ۔"

عین اسی وقت دروازہ کھل گیا ... اسی عورت کا چہرہ نظر آیا:

"کیا بات ہے بچو !" اس کا لہجہ نرم تھا...قدرے حیرت بھی شامل تھی اس میں ۔

"آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"کیوں ... کس لیے ؟" وہ جلدی سے بولی ۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں الجھن بھی نظر آئی ۔

"یہ بھی بتائیں گے ... آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ۔"

"اچھی بات ہے... آؤ۔" اس نے کہا اور انہیں اندر داخل ہونے کا راستہ دے دیا ...ادھر وہ اندر داخل ہوئے، ادھر اس نے دروازہ بند کر دیا ۔

انہوں نے دیکھا، وہ گھر کے صحن میں تھے... صحن کے ایک طرف لکڑیوں والا چولہا نظر آیا ۔ اس میں راکھ موجود تھی ۔ چولہے کے اوپر ایک چھت تھی ... جو باقی صحن پر نہیں تھی ۔ چولہے پر ایک مٹی کی ہانڈی رکھی تھی ۔ دوسری طرف ایک چارپائی بچھی تھی ۔عورت نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا :

"بیٹھیں ... اور مجھے بتائیں... آپ کون ہیں، کس لیے آئے ہیں... میں پہلے ہی بتائے دیتی ہوں... میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکوں گی۔"

"ہم ایسی کوئی نیت لے کر نہیں آئے... فکر نہ کریں ۔" محمود نے جلدی سے کہا ۔

اب اس کے چہرے پر ہلکا سا اطمینان نظر آیا :

" ذرا جلدی بتائیں...آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" اس کے لہجے میں بے قراری تھی ۔

"آپ نیشنل پارک میں کس لیے گئی تھیں ۔"

"کک... کیا !!!" اس کے منہ سے نکلا ۔

"ہم نے آپ کو وہاں دیکھا ہے ...اس جگہ جہاں لوگ بہت سی بچی ہوئی چیزیں ڈال جاتے ہیں ۔"

"اوہ ہاں! آپ نے ٹھیک دیکھا... میں... میں... بیوہ ہوں اور میرے تین بچے ہیں...ابھی چھوٹے ہیں ... کام کاج کرنے کے قابل نہیں... اور میرا کوئی سہارا نہیں ... میں اس دنیا میں بے آسرا ہوں... میں نے لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرنے کی بھی بہت کوشش کی ... ہر کوئی کہتا ہے... پہلے کسی سے اپنی ضمانت دلواؤ... پھر رکھیں گے ... کیونکہ گھر کے ملازم عام طور پر گھر کی قیمتی چیزیں چرا لے جاتے ہیں... اب میں ضمانت کہاں سے دوں۔ ایک خاتون نے اپنے گھر میں بہت مشکل سے کام دیا ہے ... لیکن وہ بس اتنے پیسے دیتی ہیں کہ بچوں کے اخراجات ہی مشکل سے پورے ہوتے ہیں... ان حالات میں آخر میں کیا کروں... نیشنل پارک ہمارے گھر کے نزدیک ہی ہے... مجھے کسی نے بتایا تھا کہ لوگ وہاں پکنک منانے آتے ہیں تو کھانے کی بہت سی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بچی ہوئی چیزیں وہاں ڈال جاتے ہیں... بس میں ان میں صاف چیزیں اٹھا لاتی ہوں۔" یہ کہتے ہوئے خاتون کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے... پھر آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے ... انہیں یوں لگا جیسے وہ آنسو ان کے دل پر گر رہے ہوں اور باقاعدہ ٹپ ٹپ کی آواز آ رہی ہو ...

"آپ کے حالات جان کر بہت رنج ہوا... آپ کا مسئلہ کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے، ہم آپ کو ایک بہت اچھے گھر میں ملازمت دلوا دیتے ہیں... وہاں کام بھی زیادہ نہیں ہوگا ... یہ جان کر اور دکھ ہوا کہ آپ کے خاوند فوت ہو گئے ہیں۔" محمود دکھ بھری آواز میں کہتا چلا گیا۔

"وہ فوت نہیں ہوئے۔" خاتون نے جلدی سے کہا۔

"تب پھر؟" دونوں ایک ساتھ بولے... ان کی نظریں خاتون پر جم گئیں۔

"امی ہم بھی آ جائیں... اب تو آپ کا خوف دور ہو گیا ہوگا۔"

صحن میں نظر آنے والے اکیلے کمرے کے دروازے کے پیچھے سے آواز آئی:

"ہاں بچو ... آ جاؤ۔" وہ بولیں۔

پھر کمرے کا دروازہ کھلا اور بارہ چودہ سال کے تین بچے باہر

آ گئے... ان میں دو لڑکے تھے اور ایک لڑکی ... وہ بہت بھولے بھالے، خوب صورت بچے تھے۔ ان کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے... ظاہر ہے وہ دروازے سے لگے اپنی ماں کی باتیں سن رہے تھے:

"السلام علیکم۔" تینوں نے ایک ساتھ کہا۔

"وعلیکم السلام!" وہ بھی ایک آواز میں بولے۔

پھر انہوں نے دونوں لڑکوں سے ہاتھ ملائے... لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھا... اگرچہ وہ ان سے عمر میں اتنے زیادہ بڑے نہیں تھے:

"آپ کیا بتا رہی تھیں... آپ کے خاوند فوت نہیں ہوئے... اور ہاں... یہ مکان؟"

"یہ میرے خاوند نے بہت مدت پہلے خریدا تھا ... وہ ایک پرائیویٹ ادارے میں ملازمت کرتے تھے۔"

"ہوں... انہیں کیا ہوا تھا؟"

"انہیں... وہ کہتے کہتے رک گئی... پھر رونے لگیں... تینوں بچے بھی رونے لگے ... اب تو محمود اور فاروق گھبرا گئے۔

"آپ... آپ سب اس طرح کیوں رو رہے ہیں... آپ نے بتایا ہے، آپ بیوہ ہیں... لیکن ساتھ ہی آپ کہہ رہی ہیں... آپ کے خاوند فوت نہیں ہوئے... یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

انہوں نے کوئی جواب نہ دیا ... بس روتے رہے ... ان دونوں نے بھی سوچا... انہیں رونے دیا جائے تاکہ دلوں کا بوجھ ہلکا ہو جائے... نہ جانے ان پر کیا افتاد ٹوٹی تھی ... کہ وہ اس طرح رونے لگ گئے تھے اور بتا نہیں پا رہے تھے...انہیں اس طرح روتے دیکھ کر خود انہیں اپنے دل پگھلتے محسوس ہو رہے تھے... آخر کافی دیر بعد بچوں کی والدہ نے کہا:

'' ہم لوگ بنگال کے رہنے والے ہیں ۔ بنگلہ دیش بننے پر یہاں آئے تھے... میرے ماں باپ اس وقت کے ہنگاموں میں مارے گئے تھے... میں کسی طرح بچ نکلی ... اور یہاں پہنچنے میں کامیاب ہوگئی... اس وقت میری عمر دس سال تھی ... ایک نیک عورت نے مجھے اپنے گھر میں جگہ دی ... وہ بہت غریب تھی... پھر اٹھائیس سال کی عمر میں اس نے میری شادی کرا دی ... میرے خاوند اس مکان میں رہتے تھے ... اس طرح میں یہاں آ گئی... ہم دونوں اپنی زندگی سکون سے گزارنے لگے ... میرے ہاں یہ تین بچے ہو گئے ... ہمارا گھر چھوٹا تھا... گھرانہ بھی چھوٹا تھا... تنخواہ بھی کم تھی... لیکن صبر شکر سے خوشی خوشی زندگی کے دن گزر رہے تھے کہ ۔''

''کہ کیا ۔'' وہ بڑی طرح بے چین ہو گئے۔

'' کہ... وہ دن آگیا ... جس دن میری دنیا اندھیر ہو گئی ۔''

'' آخر کیسے... اوہ اب بات سمجھ میں آئی... آپ کے خاوند کسی حادثے کا شکار ہو گئے ... یہی نا۔''

''نہیں ! یہ بات بھی نہیں ... بلکہ ۔'' وہ پھر کہتے کہتے رک گئیں۔

'' بلکہ کے بعد آپ پھر رک گئیں... مہربانی فرما کر جلدی بتائیں ۔'' محمود بے چین ہوگیا ۔

'' بلکہ... انہیں کسی نے قتل کر دیا ۔''

'' کیا !!! '' وہ چلا اٹھے۔

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شتر مرغ

سب انسپکٹر اکرام چند فائلیں تھامے انسپکٹر جمشید کے کمرے میں داخل ہوا:

"السلام علیکم سر۔"

انسپکٹر جمشید ایک اخبار پر نظریں جمائے ہوئے بیٹھے تھے... انہوں نے نظریں اٹھائے بغیر کہا:

"وعلیکم السلام! آؤ اکرام بیٹھو... میں ذرا یہ خبر پوری پڑھ لوں۔"

"شکریہ سر۔" اس نے کہا اور ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا... اس نے دیکھا... انسپکٹر جمشید اس خبر کو بہت زیادہ دلچسپی سے پڑھ رہے تھے... ان کے چہرے پر حیرت تھی... آخر انہوں نے سر اوپر اٹھایا، پھر بولے:

"اکرام یہ فائلیں رکھ دو... انہیں کچھ دیر بعد دیکھ لیں گے اور یہ خبر پڑھو۔"

انہوں نے اخبار کا رخ اس کی طرف کر دیا اور خبر پر انگلی سے اشارہ کیا۔ اکرام خبر پڑھنے لگا... خبر یہ تھی:

"ایک شتر مرغ کی گمشدگی نے سیٹھ اکرم خان کو بدحواس کر دیا۔" نیچے تفصیل درج تھی۔ "مشہور صنعتکار سیٹھ اکرم کا ایک شتر مرغ گم ہوگیا۔ اس کی گمشدگی سے انہیں شدید صدمہ پہنچا ہے۔ وہ ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹر ان کی دیکھ بھال کر رہے ہیں... ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ سیٹھ اکرم خان شتر مرغوں کی تجارت کے لیے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کے لوگ ان سے شتر مرغ خریدنے کے لیے آتے ہیں... ایسے لوگ یا تو خود شتر مرغ پالنے کے شوقین ہوتے ہیں یا وہ چڑیا گھروں کو فروخت کرتے ہیں... سیٹھ اکرم اس کاروبار کے لیے بہت مشہور شخص ہیں۔"

خبر ختم کرکے اکرم نے ان کی طرف دیکھا:

"میں سمجھا نہیں سر!"

"کیا نہیں سمجھے۔" وہ دھیرے سے مسکرائے۔

"اس خبر میں حیرت کی کیا بات ہے۔"

"وہ شتر مرغوں کے اتنے بڑے بیوپاری ہیں... تو آخر ایک شتر مرغ کی گمشدگی نے ان پر اس قدر اثر کیوں ڈالا... آخر ایک

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شتر مرغ کی قیمت کتنی ہوگی... لاکھ ... دو لاکھ یا دس بیس لاکھ... کاروبار میں تو اکرام نفع نقصان چلتا ہی رہتا ہے..."

"ہوسکتا ہے سر... وہ بہت زیادہ قیمتی ہو یا ان کا اپنا ذاتی طور پر پالتو شتر مرغ ہو۔"

"لیکن ان سب باتوں کے باوجود میں الجھن محسوس کر رہا ہوں۔ ویسے اکرام تم کبھی اس شخص سے ملے ہو؟"

"نہیں سر! مجھے شتر مرغوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"کیوں نہ ہم اس سے ایک شتر مرغ خریدیں۔"

"جی... کیا فرمایا آپ نے..." مارے حیرت کے اکرام کے منہ سے نکلا۔

"آؤ چلیں اکرام... ان فائلوں کو واپسی پر دیکھ لیں گے۔"

"جو حکم سر... لیکن میرا خیال ہے... ہم وقت ضائع کریں گے۔"

"اصل میں بات یہ ہے اکرام کہ مجھے شتر مرغوں میں بہت دلچسپی ہے... میں اپنے گھر کے باغ میں ایک عدد شتر مرغ گھومتا پھرتا دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"حیرت ہے سر... آپ نے پہلے تو کبھی ایسی خواہش ظاہر نہیں

کی۔"

"بھئی میں انسان ہوں... بس ہوگئی پیدا خواہش۔"

"چلیے پھر۔" اکرام نے قدرے بے زاری سے کہا۔

انہوں نے اس کی بے زاری کو صاف محسوس کیا، لیکن مسکرا کر رہ گئے... کہا کچھ نہیں۔ سیٹھ اکرم کا شتر مرغوں کا فارم شہر سے قدرے باہر تھا... لیکن ان کا دفتر شہر ہی میں تھا... اخبارات میں اس کی طرف سے شتر مرغوں کے اشتہارات شائع ہوتے رہتے تھے اور یہ اشتہارات ان کی نظروں سے گزر چکے تھے... لہٰذا انہیں معلوم تھا کہ اس کا دفتر کہاں ہے اور فارم کہاں۔

"سر! میں اپنی جیپ نکالوں۔"

"نہیں بھئی... تمہاری جیپ میں سرکاری پٹرول ہوتا ہے۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں سر... آپ تو اپنی کار میں سرکاری پٹرول ڈلواتے نہیں... اور ہم اس وقت آخر سرکاری کام سے جا رہے ہیں... لہٰذا آپ میری جیپ پر چلیں۔"

"نہیں! ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا یہ کام سرکاری ہے یا نہیں... فی الحال تو ہم ایک عدد شتر مرغ خریدنے جا رہے ہیں اور دفتر کا وقت پہلے ہی ختم ہو چکا ہے... اگرچہ ہم دونوں ابھی تک دفتر میں بیٹھے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تھے... ہمارے علاوہ بس ایک ڈی آئی جی نثار احمد خان صاحب ہیں... وہ بھی وقت ختم ہونے کے باوجود دفتر میں اپنا کام کر رہے ہیں۔"

دونوں کمرے سے نکلے... انہیں نکلتے دیکھ کر بابا فضل اٹھ کھڑا ہوا:

"ہم جا رہے ہیں... کچھ دیر بعد واپس بھی آئیں گے ... لیکن آپ اب مزید نہ ٹھہریں اور چلے جائیں۔"

"جی... جی بہتر!" بابا فضل نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔ انہوں نے اس کی طرف نظر بھر کر دیکھا۔

"خیر تو ہے ... آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔"

"جی وہ... میں... وہ۔"

"بابا فضل ... جو بات ہے ... بے دھڑک کہہ دو۔"

"لڑکے والے تقاضا کر رہے ہیں... کہ بس اب بیٹی کا نکاح دے دو... لیکن بیٹے! میرے پاس ابھی انتظام نہیں ہے۔"

"اوہ اچھا... میں سمجھ گیا ... آپ فکر نہ کریں... جو مجھ ہو سکے گا، کروں گا... کچھ خان رحمان سے مدد لے لیں گے... اور ہاں پروفیسر داؤد بھی کچھ ضرور کر دیں گے ..."

"اللہ آپ کی عمر دراز کرے ... میری ساری فکر دور کر دی۔"

"بس آپ چلے جائیں... پتا نہیں ہم کتنی دیر میں واپس آئیں

ندیم

گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

اور پھر وہ کار میں بیٹھ گئے۔ ان کا سفر سیٹھ اکرم خان کے دفتر کی طرف شروع ہوا ... تقریباً بیس منٹ بعد وہ ایک کافی بڑی عمارت کے سامنے رکے... دونوں کار سے اترے ... دروازے پر ایک سفید لباس والا شخص کرسی پر بیٹھا تھا... انہیں دیکھ کر وہ چونک اٹھا... پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا:

"سیٹھ اکرم خان تشریف رکھتے ہیں۔"

"جی ... جی ہاں۔ سیدھے چلے جائیں... سامنے والا کمرہ انہی کا ہے۔"

وہ اندر داخل ہوئے... اندر عمارت کافی جدید نظر آئی... انہیں ایک پختہ راستہ طے کرنا پڑا... یہ سرخ اینٹوں کا تھا... اس کے دونوں طرف پھولوں کے پودے لگائے گئے تھے اور ان پودوں کے دوسری طرف سبز گھاس تھی ...روش عبور کر کے وہ ایک کشادہ برآمدے میں داخل ہوئے ... اس کے دونوں طرف بڑے بڑے کمرے تھے۔ ان میں ملازم کام کرتے نظر آئے... وہ سیدھے چلتے ہوئے سامنے والے کمرے تک پہنچے... دروازے پر اکرم خان کے نام کی تختی لگی تھی ...انہوں نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دیکھا... تختی ہاتھی دانت کی تھی اور اس کے گرد سنہری حاشیہ بھی تھا... انسپکٹر جمشید بڑبڑائے:

"آدمی باذوق لگتا ہے۔"

اس کمرے کے دروازے پر ایک چپراسی موجود تھا۔ اس کے چہرے پر اداسی تھی نہ جانے کیوں:

"ہمیں سیٹھ اکرم خان سے ملنا ہے۔"

"جی ضرور... اندر تشریف لے جائیں۔" اس نے بااخلاق لہجے میں کہا۔

دونوں اندر داخل ہوئے... انہوں نے دیکھا... ایک خوب صحت مند آدمی بڑے سائز کی پرتکلف کرسی پر بیٹھا تھا...وہ آگے کی طرف جھکا ایک فائل پر کچھ لکھ رہا تھا... ان کے قدموں کی آواز سن کر اس نے سر اوپر نہ اٹھایا... گویا وہ کام میں بہت محو تھا... اب اکرام کو کھنکارنا پڑا۔ تب اس نے سر اٹھایا:

"اوہ! معاف کیجیے گا..." یہ کہتے ہوئے وہ کرسی سے ذرا سا اٹھا اور ہاتھ آگے بڑھادیا... دونوں نے اس سے ہاتھ ملایا... انہوں نے دیکھا... اس کی آنکھیں بہت بڑی بڑی اور باہر کو ابلی ہوئی سی تھیں...ان میں ایک خاص چمک تھی... چہرہ گول اور بھرا ہوا تھا...

ٹھوڑی میں گڑھا تھا...ہاتھ بھی بڑے بڑے اور بہت بھاری بھرکم نظر آئے:

"تشریف رکھیے! میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔"

"میں ایک شتر مرغ خریدنا چاہتا ہوں۔"

"اس کے لیے آپ کو فارم جانا پڑے گا... وہاں میرے منیجر جالینوس موجود ہوں گے ... وہ آپ کو شتر مرغ دکھائیں گے ... میرا مطلب ہے... آپ غلط جگہ آ گئے ...آپ کو سیدھا وہیں جانا چاہیے تھا۔"

"ہمیں معلوم نہیں تھا... دراصل ہم نے آج اخبار میں شائع ہونے والی خبر پڑھی ہے... آپ کے ایک شتر مرغ کے گم ہو جانے کی خبر..."

"اوہ ہاں... بس کیا بتاؤں... میرے لیے یہ واقعہ حد درجے عجیب اور تکلیف دہ ہے ... آج تک ایسا نہیں ہوا۔"

"شکریہ! ہم نے آپ کو زحمت دی ... ہم فارم چلے جاتے ہیں۔"

"شکریہ! آپ نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔"

"میں انسپکٹر جمشید ہوں... اور یہ میرے ماتحت سب انسپکٹر اکرام ہیں... ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

’’اوہ... اوہ ... جناب معاف کیجیے گا ... میں آپ کو پہچانتا نہیں... کس کے ایسے نصیب کہ کنواں خود اس کے پاس چل کر آجائے... کیا آپ میرے لیے میرا شتر مرغ تلاش کر کے نہیں دے سکتے۔‘‘

’’تو آپ ایسا چاہتے ہیں۔‘‘

’’جی ہاں... اگر ایسا ہو جائے تو کیا ہی بات ہے ... وہ شترمرغ مجھے بہت عزیز تھا ... میں نے اپنے لئے پالا تھا...میرا مطلب ہے، وہ برائے فروخت نہیں تھا...‘‘

’’پھر بھی آخر وہ ایک شتر مرغ تھا... اس کے لیے اتنا کیا پریشان ہونا۔‘‘ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

’’اگر آپ پرائیویٹ سراغرساں ہوتے تو میں آپ سے کہتا ... آپ جو فیس کہیں گے، میں دوں گا ... بس آپ میرا شتر مرغ تلاش کر دیں...‘‘ وہ بولا۔

’’آپ نے پولیس میں رپورٹ درج کرائی۔‘‘

’’جی ہاں... لیکن مجھے ان سے کوئی امید نہیں۔‘‘

’’خیر... ہم سوچیں گے کہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں یا نہیں... دراصل ہم لوگوں کی سرکاری مصروفیات بھی تو ہیں نا... بہرحال پہلے ہم آپ کا

فارم دیکھیں گے... اپنے لیے ایک شتر مرغ پسند کریں گے۔‘‘

’’میں... میں آپ کو دس لاکھ روپے دے سکتا ہوں۔‘‘ اس نے اٹک اٹک کر کہا۔

’’کیا کہا... دس لاکھ روپے ... ایک شتر مرغ کے؟‘‘ مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا۔ اکرام بھی دھک سے رہ گیا۔

’’ہاں! بس... وہ میرے لیے اس سے بھی کہیں بڑھ کر قیمتی تھا... یا پھر آپ کسی پرائیویٹ سراغرساں کا پتا بتا دیں، جو یہ کام کر سکے. لیکن پرائیویٹ جاسوس عام طور پر خطرناک ثابت ہوتے ہیں، بجائے فائدے کے ان سے نقصان ہو جاتا ہے۔ یہ دیکھیے ... میں آپ کے ہاتھ جوڑتا ہوں. میرا شتر مرغ تلاش کر دیں۔‘‘

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ آواز سے رونے لگا ... دونوں بڑی طرح بوکھلا گئے... ایسے میں ایک آواز ابھری:

’’یہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟‘‘

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

زرد آدمی

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے ۔ انہیں بہت زبردست جھٹکا لگا تھا... یہ ایک ایسی خبر تھی جس نے انہیں حیرت زدہ تو کیا ہی تھا... ان کے گھرانے کو دیکھتے ہوئے حد درجے غمزدہ بھی کر دیا تھا... وہ خاتون کی طرف دیکھتے رہے ... آخر محمود نے کہا:

''محترمہ ! آپ نے تو ہمیں ہلا کر رکھ دیا ... آپ اس قدر مصیبت زدہ ہیں... پہلے تو یہ بتائیں... آپ کا نام کیا ہے ۔''

'' میرا نام شہزادی مہرالنسا ہے ...اب میں آپ کو کیا بتاؤں... انقلابات ہیں زمانے کی ...میں مغل خاندان سے ہوں... اور میرا تعلق شاہی خاندان سے ہے ... میری امی بتایا کرتی تھیں... ہم شہنشاہ اورنگزیب کے بھائی دارا شکوہ کی اولاد میں سے ہیں۔''

'' اوہ !'' دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

چند لمحے خاموشی میں گزر گئے... ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا

کہ کیا بات کریں...ایک عجیب سی کیفیت سے دوچار ہو کر رہ گئے تھے ۔ ان کا جی چاہ رہا تھا کہ پلک جھپکتے میں اس خاتون اور اس کے بچوں کے غم دور کر دیں۔ ان کے چہروں پر خوشیاں بکھیر دیں... وہ کھیلتے ، کودتے ، ہنستے مسکراتے اور کھاتے پیتے نظر آئیں...ان کے سارے ہی غم نچوڑ کر پھینک دیں... آخر محمود نے کہا:

'' آپ کے شوہر کا کیا نام ہے ۔''

'' محمد ادریس خان ۔''

'' اور وہ کس ادارے میں کام کرتے تھے ...''

'' وہ ایک پرائیویٹ ادارے میں ملازم تھے ۔''

'' اور یہ کب کی بات ہے ۔''

'' تین سال ہو چکے ہیں۔''

'' تو کیا ... ان کا قاتل پکڑا گیا تھا ۔''

'' جی ... نہیں... پولیس قاتل کو نہیں پکڑ سکی تھی... سچ پوچھیں تو پولیس نے کوئی کوشش کی بھی نہیں ... مجھ غریب کے لیے کیوں کوشش کرتی ... ہو سکتا ہے ، ان کا قاتل کوئی بہت بااثر شخص ہو ... اس نے پولیس کو تفتیش کرنے سے روک دیا ہو ... انہیں رشوت کھلا دی ہو ... میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتی... صرف اتنا کہہ سکتی ہوں کہ پولیس نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مجرم کو پکڑنے میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی۔"

"آپ ... مہربانی فرما کر مکمل تفصیل سنائیں۔" فاروق بے چین ہو گیا۔

"لیکن کیوں... آپ دونوں اس طرح کرید کرید کر کیوں پوچھ رہے ہیں... آپ دونوں ابھی بچے ہیں... اور باتیں بڑوں جیسی کر رہے ہیں۔" مہرالنسا کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"غغ... غلطی ہوگئی۔" فاروق بوکھلانے کے انداز میں بول پڑا۔

"غلطی ہوگئی... یہ کیا بات ہوئی۔" وہ اور زیادہ حیران ہو کر بولیں۔

"جج... یہ... یہ تو پتا نہیں۔" وہ گڑبڑا گیا۔

"یہ تو پتا نہیں ... کیا پتا نہیں۔" وہ بے ساختہ ہنس دیں... کہاں تو وہ حد درجے غمگین نظر آ رہی تھیں۔ کہاں ان کا چہرہ کھل اٹھا... اس لمحے محمود اور فاروق نے ایک انجانی خوشی محسوس کی... محمود نے جلدی سے کہا:

"آپ اس کی باتوں پر نہ جائیں... اس کی ذرا مذاق کی عادت ہے۔"

"جی ہاں! لہٰذا آپ اب اس کی باتوں پر چلی جائیں۔" فاروق

نے بڑا سا منہ بنایا۔

وہ پھر ہنس پڑیں... اور اس مرتبہ تو ان کے تینوں بچے بھی ہنس دیے:

"میں آپ کو بتاتا ہوں... ہمارے والد محکمہ سراغ رسانی میں ہیں... اس لیے ہم ایسی باتیں کر لیتے ہیں۔"

"اوہ ... اوہ ... ام... می... کک... کہیں یہ وہ تو نہیں۔" خاتون کا بڑا بیٹا بول اٹھا۔

"شکر ہے ... آپ نے بڑے وہ نہیں کہا۔" فاروق کے منہ سے نکلا۔

"اس میں شک نہیں کہ آپ بہت دلچسپ ہیں۔" مہرالنسا کے بڑے بیٹے نے کہا۔

"شش شکریہ۔" فاروق شرما گیا۔

"ہم ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے ... کام کی بات رہ گئی... آپ ہمیں اپنے شوہر کے بارے میں مزید بتائیں۔"

"ان کا نام محمد ادریس خان تھا... مجھے ان کے بارے میں کچھ زیادہ معلوم نہیں... جس خاتون نے مجھے سہارا دیا تھا... بس انہوں نے یہ رشتہ کرایا تھا... نکاح ہوا اور میں ان کے گھر میں آ گئی... مجھے صرف بتایا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گیا تھا کہ آپ کی شادی جس شخص سے ہو رہی ہے، اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں، وہ بھی آپ کی طرح دنیا میں اکیلے ہیں... اس طرح آپ دونوں کی زندگی اچھی گزرے گی، کیونکہ آپ ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کریں گے ... مجھ پر تو ان خاتون کے ویسے بھی احسانات تھے... لہٰذا میں نے اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں کیا... مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ وہ ایک پرائیویٹ ادارے میں کام کرتے ہیں، مناسب تنخواہ ہے، آسانی سے گزر بسر ہو جائے گی ... اس خاتون کی تمام باتیں درست نکلیں... ادریس واقعی بہت اچھے شوہر ثابت ہوئے... میرا ان کا تقریباً دس سال ساتھ رہا... مجھے ان سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی... وہ بہت اچھے تھے..." یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"ٹھیک ہے، ہم سمجھ گئے... اب اس حادثے کے بارے میں بتائیں اور اگر وہ تاریخ بھی بتا سکیں جس روز انہیں قتل کیا گیا تو اور اچھا ہے... اس طرح ہم آسانی سے ریکارڈ نکلوا سکیں گے۔"

"ہاں کیوں نہیں... میں آپ کو ساری تفصیل سناؤں گی ... لیکن آپ کا پروگرام کیا ہے۔"

"آپ کے شوہر کا قاتل آزاد پھر رہا ہے ... ہم اس کا سراغ لگائیں گے... اسے قانون کے حوالے کر دیں گے۔"

"نن نہیں... آپ یہ نہ کریں... بس حالات سن لیں... قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش ہرگز نہ کریں۔" یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں خوف سمٹ آیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" اس مرتبہ محمود اور فاروق دونوں بولے۔

"نن نہیں... آپ... آپ نہیں جانتے۔" وہ اور زیادہ ڈرے ڈرے انداز میں بولیں۔

"ہم جان بھی کیسے سکتے ہیں ... ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ سے بات شروع کی ہے، لیکن یہ تو بتائیں، ہم کیا نہیں جانتے۔"

"جن دنوں یہ واردات ہوئی تھی... انہی دنوں مجھے ایک نامعلوم شخص کی طرف سے دھمکی ملی تھی... اس نے کہا تھا... خاموشی اختیار کرو... خاوند مارا گیا ... اب کہیں اپنے بچوں سے نہ ہاتھ دھو بیٹھو پولیس اسٹیشن کے چکر نہ لگاؤ... اسی میں تمہاری بھلائی ہے ... ورنہ ہم تمہارے تینوں بچوں کو غائب کر دیں گے ... بس اس پیغام کے بعد میں نے چپ سادھ لی تھی... بس یوں سمجھ لیں... میں نے ان بچوں کی خاطر شوہر کا خیال دل سے نکال دیا تھا... اس خواہش کا گلا گھونٹ دیا تھا کہ میرے شوہر کا مجرم سلاخوں کے پیچھے نظر آئے۔"

"اوہ ... اوہ۔" وہ دھک سے رہ گئے... پھر محمود نے چونک کر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

پوچھا۔

''اور اس نے یہ دھمکی کیسے دی تھی۔''

''وہ ... وہ ایک خط دروازے کے نیچے سرکا گیا تھا... میں نے خط کھولا تو اس میں یہی دھمکی لکھی تھی۔ اور پھر فون بھی کیا گیا تھا... فون کرنے والے بھی کم و بیش خط والے الفاظ ہی دہرائے تھے... اس زمانے میں ہمارے گھر فون بھی لگا ہوا تھا جو بعد میں بل ادا نہ کئے جانے کی وجہ سے کٹ گیا تھا۔'' انہوں نے بتایا۔

''اور وہ خط؟'' فاروق نے جلدی سے کہا۔

''وہ... وہ میرے پاس ہے۔''

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات ... وہ خط ہمیں دکھائیں۔'' محمود پرجوش لہجے میں بولا۔

وہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں...جوں کی توں بیٹھی رہیں:

''آپ کو کیا ہوا... کیا آپ ہمیں وہ خط نہیں دکھانا چاہتیں۔''

''ہاں! یہی بات ہے۔'' وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولیں۔

''میرے خیال میں آپ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں... ہم یہاں باقاعدہ پروگرام کے تحت نہیں آئے... ہم نے تو آپ کو نیشنل پارک کے اس گوشے سے کچھ اٹھاتے دیکھا اور آپ کے تعاقب

میں یہاں آگئے... جب کہ آپ کے شوہر کے قتل کا واقعہ تین سال پہلے کا ہے، ظاہر ہے... قاتل ہر وقت آپ کے گھر پر نظریں تو جمائے بیٹھا نہیں رہتا ہوگا... لہٰذا آپ ڈریں نہ... اور وہ خط نکال لائیں۔''

''نہیں! میں آپ کو وہ خط نہیں دوں گی ... اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اس معاملے کو یہیں تک رہنے دیں... اس سلسلے میں کچھ نہ کریں، یہ میرے بچوں کی زندگی کا سوال ہے۔''

دونوں چند سیکنڈ تک ان کی طرف دیکھتے رہے، پھر محمود نے کہا:

''آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں... قانون آپ کی حفاظت کرے گا...''

وہ یہ سن کر طنزیہ انداز میں مسکرائیں، پھر بولیں:

''یہ آپ کہہ رہے ہیں... آپ تو چلے جائیں گے ... اور قانون کے رکھوالے سو جائیں گے ... پھر میرے بچوں کو ان لوگوں سے کون بچائے گا۔''

''ٹھیک ہے... ہم پہلے آپ کی حفاظت کا سامان کریں گے... پھر آپ سے کہانی سنیں گے اور جب تک آپ کا اطمینان نہیں ہو جائے گا... آپ سے کچھ نہیں پوچھیں گے۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ایسے میں دروازے پر دستک ہوئی... مہرالنسا بہت زور سے اچھلیں ۔انہیں اس طرح اچھلتے دیکھ کر بچے خوف سے کانپنے لگے... محمود نے جلدی سے کہا:

"آپ بلاوجہ ڈر رہے ہیں... بھلا ان لوگوں کو کیسے معلوم کہ اندر ہم کیا بات چیت کر رہے ہیں... یہ تو آپ کا کوئی پڑوسی ہوگا۔"

"نن نہیں..." وہ کانپ کر بولیں۔

"اچھی بات ہے... ہم ابھی آپ کا اطمینان کرا دیتے ہیں۔"

"نن... نہیں... خدا کے لیے دروازہ نہ کھولیے گا۔"

"پوچھ تو لیں کہ باہر کون ہے... آپ بلاوجہ ڈر رہی ہیں۔"

"ٹھ... ٹھیک ہے... صرف پوچھ لیں... دروازہ نہ کھولیں۔"

محمود نے سر ہلا دیا اور اٹھ کر دروازے پر آیا:

"باہر کون صاحب ہیں۔"

"یہ میں ہوں... بی بی مہر النسا... آپ کی پڑوسن... رشیدا۔"

"دیکھا آپ نے... آپ بلاوجہ ڈر رہی تھیں۔"

"ٹھیک ہے... کھول دیں دروازہ..." مہرالنسا ڈرے ڈرے انداز میں مسکرا دیں۔

ادھر محمود نے چٹخنی گرا دی... دروازہ آہستہ آہستہ کھلا... پھر ایک

عورت اندر داخل ہوئی... اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی محمود اورفاروق بڑی طرح اچھلے... مارے خوف کے اس کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا:

"آپ... آپ کو کیا ہوا۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

اس نے کوئی جواب نہ دیا... بس اچانک ہی اوندھے منہ گری... اس وقت انہیں اندازہ ہوا... اسے کسی نے دھکا دیا تھا۔

ان کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ گئیں... دروازے پر ایک بالکل زرد سے رنگ کا آدمی کھڑا نظر آیا... وہ برسوں کا بیمار نظر آرہا تھا... اور اتنا کمزور دکھائی دے رہا تھا کہ جیسے ابھی گر کر مر جائے گا... انہوں نے اس کے ہونٹ ہلتے دیکھے... بہت باریک آواز ان کے کانوں میں آئی:

"معافی چاہتا ہوں... اور یہ جو خاتون گری ہیں... میں نے انہیں دھکا نہیں دیا... بس ان کی کمر پر ہاتھ لگا دیا تھا... صرف ہاتھ لگا نے سے بھلا کوئی گرتا ہے... لیکن ان محترمہ کو کون سمجھائے... خیر چھوڑیں... اس کی بجائے آپ سمجھ جائیں۔" یہ کہتے وقت وہ بہت ہی عجیب سے انداز میں مسکرایا... جیسے کسی بات پر معافی مانگنے والا کوئی مسکراتا ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' ہم سمجھ جائیں ... لیکن کیا۔'' محمود کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

'' بس یہی کہ اس خاتون کو میں نے دھکا نہیں دیا... میرے صرف ہاتھ لگانے سے یہ گر پڑی ہے۔''

'' آپ... آپ ہیں کون۔''

'' اوہ ہاں! یہ تو میں نے بتایا ہی نہیں۔''

یہ کہتے ہوئے وہ اندر آ گیا اور اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا ... اس وقت نہ جانے کیوں... محمود اور فاروق کو حد درجے خوف محسوس ہوا... انہوں نے گھبرائے ہوئے انداز میں مہرالنسا کی طرف دیکھا تو ان کا رنگ فق نظر آیا... انہیں اپنی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے پایا تو وہ بولیں:

'' وہ... وہ... وہی آواز۔''

ان کی آواز سے اس قدر خوف ٹپک رہا تھا کہ خود وہ دونوں بھی خوف زدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے ... ایسے میں وہ زرد رو آدمی خاتون کی طرف بڑھا:

☆☆☆☆☆

رات کا چوکیدار

ان کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔ انہوں نے دیکھا، وہاں ایک شریف صورت انسان بہت ہی نفیس قسم کے لباس میں کھڑا تھا... آنکھوں پر سنہری فریم کی عینک تھی:

'' اوہ تنولہ... خوب موقعے پر آئے... اندر آ جائیں نا ...باہر کیوں کھڑے رہ گئے۔'' محمد اکرم خان نے خوش ہو کر کہا۔

'' ان حضرات کو دیکھ کر رک گیا ... ہو سکتا ہے، میری آمد انہیں ناگوار گزرے۔''

'' آپ تشریف لے آئیں... اس بات کی پروانہ کریں کہ ہمیں آپ کی آمد کیسی لگی ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے سرسری انداز میں کہا... لیکن دراصل وہ اس شخص کی طرف بہت غور سے دیکھ رہے تھے... اس کا چہرہ انہیں عجیب سا لگا تھا اور انہیں یہ خیال بھی آ رہا تھا کہ اسے کہیں دیکھا ہے ... اتنے میں وہ اندر آ گیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"آپ کی تعریف ؟"

" یہ میرے بہت ہی قریبی دوست ہیں ذاکر تنولہ صاحب ۔"

انہوں نے ہاتھ ملائے... ساتھ ہی اکرم خان نے کہا :

"اور تنولہ ... تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ انسپکٹر جمشید ہیں اور یہ ہیں سب انسپکٹر اکرام ... محکمہ سراغرسانی سے ۔"

"اوہو اچھا... لیکن بھئی ... ان حضرات کا یہاں کیا کام ... کیا تم سے کوئی جرم سرزد ہوگیا ہے... اگر ایسی بات ہے تو میں تمہاری وکالت کے فرائض انجام دوں گا ۔"

" اوہ ہاں! انسپکٹر صاحب !میں یہ تو بتانا ہی بھول گیا کہ تنولہ صاحب وکیل ہیں اور بہت اچھے وکیل ۔"

"خوب خوب !یہ جان کر خوشی ہوئی ۔"

" لیکن بھئی ... تم روکیوں رہے تھے ۔" ذاکر تنولہ کے لہجے میں حیرت تھی ۔

ادھر انسپکٹر جمشید اس شخص کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے... اور ان کی چھٹی حس ان سے بار بار کہہ رہی تھی کہ یہ شخص چالباز ہے ... اس سے بچ کر رہنا چاہیے ۔"

"تم تو جانتے ہی ہو ... جاگو گم ہوگیا ہے ...مجھے اس سے کتنی

محبت تھی ... لوگ کتے پاتے ہیں ، بلیاں پالتے ہیں... طوطے پالتے ہیں... اور بھی کئی جانور پالتے ہیں... لیکن میرا شوق تو بس شتر مرغ پالنے کا ہے ... اور تمام شتر مرغوں میں سے مجھے سب سے زیادہ عزیز بس جاگو تھا ۔" اس نے تیزی سے کہا ۔

" تو آپ کے گم شدہ شتر مرغ کا نام جاگو تھا ۔" انسپکٹر جمشید نے کہا ۔

" ہاں جی ... "

" اور آپ چاہتے ہیں... میں آپ کا شتر مرغ تلاش کردوں ۔"

" جی ہاں! آپ جو معاوضہ کہیں گے ، دوں گا ۔"

" مسٹر اکرم خان ... میں ایک سرکاری ملازم ہوں ۔" ان کا لہجہ سرد ہوگیا ۔

" اوہ ہاں! مجھے بہت افسوس ہے ... تب پھر آپ میرے حال پر رحم کریں... کسی پرائیویٹ سراغرساں کے بارے میں مجھے بتادیں۔"

" پرائیویٹ سراغرساں ہیں تو سہی... لیکن وہ ملک کے دور دراز حصے میں رہتے ہیں... خیر... میں دیکھوں گا... کہ ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں... آپ نے بتایا ہے ... مسٹر ذاکر تنولہ وکیل ہیں... کیا یہ وکالت کرتے بھی ہیں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"جی ... جی نہیں...یہ امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتے ہیں اور میرے شتر مرغ بیرون ملک بھی بھجواتے ہیں ... آپ یوں سمجھ لیں کہ میرا کاروبار ان کے ذریعے بھی ہوتا ہے ۔"

"اوہ اچھا! اب سمجھا... اچھا اب یہ بتائیں کہ آپ کا شتر مرغ گم کیسے ہوا ... کچھ تفصیل بتائیں... شاید میں یہاں بیٹھے بیٹھے بتا دوں کہ وہ کس نے چرایا ہے ... یا کس کے پاس ہے ۔"

"کک... کیا واقعی ۔"

"ہاں! یہ عین ممکن ہے ... لیکن پہلے آپ تفصیل سنا دیں۔"

"جی اچھا ... میں اس شتر مرغ کو فارم میں نہیں رکھتا تھا... بلکہ وہ میری کوٹھی کے باغ میں ہی رہتا تھا... وہیں ہم اس سے کھیلتے تھے... دوڑتے تھے...ہم سب سے بہت مانوس تھا ۔"

"پھر وہ کیسے گم ہوا... اور گم ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں۔"

"آج تیسرا دن ہے ... تین دن پہلے ہم نے اسے باغ میں گھومتے پھرتے دیکھا تھا ...اس کے بعد ہم صبح کے وقت باغ میں گئے تو وہ کہیں بھی نظر نہ آیا... ہم نے پورا باغ چھان مارا ۔"

"اور کوٹھی کا بیرونی دروازہ ؟" انہوں نے پوچھا۔

"بیرونی دروازہ اندر سے بند ملا تھا ۔"

ندیم

"پھر وہ کس راستے سے باہر گیا ... یا اسے کس راستے سے باہر لے جایا گیا ۔"

"ابھی تک یہ بات معلوم نہیں ہو سکی ۔" اس نے ٹھنڈی سانس لی ۔

"کیا مطلب ؟ کیا آپ نے اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج نہیں کرائی تھی ۔"

"کرا چکا ہوں... ایک پولیس آفیسر میرے باغ کا اور کوٹھی کا جائزہ لے جا چکے ہیں... لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آسکا کہ شتر مرغ کیسے غائب ہوا ہے۔"

"اوہو اچھا... آئے تو ہم تھے ایک عدد شتر مرغ خریدنے ... الجھ گئے اس معاملے میں... خیر اب ہمیں آپ کا باغ دیکھنا پڑے گا ..."

"گویا آپ اس معاملے کو اپنے ہاتھ لے رہے ہیں۔" اس نے خوش ہو کر کہا ۔

"یہ ہوسکتا ہے... ابھی یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا ۔"

"چلیے خیر... امید تو ہو چلی ہے ... آئیے میں آپ کو باغ دکھا دوں... تنولہ تم ہمارے ساتھ چلنا پسند کرو گے یا یہیں بیٹھنا ۔"

"بلکہ میں واپس چلوں گا ... اس وقت تو تم ان حضرات کے ساتھ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مصروف ہو ... ویسے میں دعا کرتا ہوں... کہ تمہارا گم شدہ شتر مرغ مل جائے۔"

"شکریہ تنولہ۔"

اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھا دیا ... پہلے سیٹھ اکرم خان سے ہاتھ ملایا، پھر ان کی طرف بڑھایا... جونہی انسپکٹر جمشید نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ... انہیں ایک جھٹکا سا لگا ... ان کے دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا... اتنے میں وہ ہاتھ چھڑا کر اکرام کی طرف بڑھا چکا تھا۔ اور پھر وہ گھر سے نکل گیا۔

"یہ آپ کے دوست کب سے ہیں۔"

"کافی مدت سے ... جب سے میں نے شتر مرغ کا کام شروع کیا تھا... بس اسی وقت سے یہ میرے دوست بن گئے تھے ...یعنی پہلے ہمارا کاروباری تعلق قائم ہوا ... اور یہ تعلق دوستی میں بدل گیا ... کیوں... آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"میں ان کے بارے میں الجھن میں مبتلا ہو گیا ہوں اور اب میں آپ کا شتر مرغ والا کیس اپنے ہاتھ میں لے رہا ہوں۔"

"واہ ... یہ ہوئی نا بات ... لیکن اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ اس کی چوری میں ذاکر تنولہ کا ہاتھ ہے... تو یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی ...

کاروباری معاملات میں اور دوستی کے اعتبار سے ذاکر بہت اچھے انسان ہے۔"

"خیر خیر ... آپ ان کا پتا لکھوا دیں اور ہمیں اپنا باغ دکھا دیں ... اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ ہم آپ کا شتر مرغ تلاش کر سکتے ہیں یا نہیں۔"

"آئیے ... میں بہت زیادہ خوشی محسوس کر رہا ہوں اور مجھے زبردست امید ہو چکی ہے کہ جاگو اب مل جائے گا۔"

"اللہ نے چاہا تو۔" وہ بولے۔

پھر وہ اس کے دفتر سے نکل آئے... باہر اس کی شاندار کار تیار کھڑی تھی:

"آپ اپنی کار یہیں چھوڑ دیں... میں آپ کو اپنے ساتھ یہیں لے آؤں گا۔"

"جی نہیں ! اس طرح وقت ضائع ہو گا ... آپ اپنی کار میں چلیں... ہم اپنی میں چلیں گے۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔"

اور پھر دونوں کاریں سیٹھ اکرم خان کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئیں... سیٹھ اکرم کی کار ان سے آگے تھی... کیونکہ انہیں تو راستہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

معلوم تھا نہیں:

'' کیا خیال ہے اکرام ۔'' انسپکٹر جمشید نے ایک نظر اس پر ڈالی ۔

'' کیا آپ ڈاکر تنولہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔''

'' ہاں! مجھے لگتا ہے ، میں نے اسے کہیں دیکھا ہے... اور میں شدید الجھن محسوس کر رہا ہوں...لہٰذا میں اپنی الجھن دور کرنا چاہتا ہوں۔''

'' تب پھر ... آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں ۔''

'' کیوں نہ ہم اس کے دفتر میں اس سے ایک ملاقات کریں۔''

'' آپ کا مطلب ہے ... باغ دیکھنے کے بعد ۔''

'' یہ ضروری نہیں... اس سے ملاقات ہم کل کسی وقت کر لیں گے ... باغ دیکھ کر گھر کا رخ کریں گے ... تا کہ بیگم کی نہ سننی پڑیں۔''

اکرام مسکرا دیا ... جلد ہی سیٹھ اکرم خان کی کار ایک عالیشان کوٹھی کے گیٹ پر رکی... اس کے پیچھے ہی وہ بھی رک گئے ... دروازے پر ایک لمبا تڑنگا چوکیدار موجود تھا ... اس نے انہیں دیکھتے ہی زور دار انداز میں سلام کیا اور گیٹ کھول دیا ۔ سیٹھ اکرم خان کی کار اندر داخل ہوگئی... اس کے پیچھے وہ بھی اندر آگئے ...دائیں طرف باغ نظر آیا...روش پر ہی سیٹھ اکرم کار سے اتر آئے:

'' آیئے ... یہ ہے میرا باغ... یہیں وہ شتر مرغ گھوما پھرا کرتا تھا۔'' یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔

'' حیرت ہے ...آپ کو اس سے اتنی محبت تھی ۔''انسپکٹر جمشید بولے۔

'' بس کیا بتاؤں ۔'' وہ اتنا کہہ کر رک گئے ۔

اب تینوں باغ کی طرف بڑھے... انہوں نے دیکھا... باغ بہت طویل وعریض تھا... اس میں صرف پھولوں کے پودے ہی نہیں تھے ،بلکہ پھل دار درخت بھی تھے اور ان پر اس وقت بھی پھل موجود تھے :

'' واقعی !آپ کا باغ بہت خوب صورت ہے ...'' انسپکٹر جمشید نے تعریف کی ۔

'' لیکن اب یہ اتنا خوب صورت نہیں رہا ... جب اس میں میرا جاگو ہوتا تھا ...اس وقت یہ بہت خوب صورت لگتا تھا... نہ جانے ... میرا جاگو کہاں ہوگا ۔'' سیٹھ اکرم خان نے سرد آہ بھری۔

''آپ کی حالت دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کا جاگو تلاش کر کے دوں گا۔''

'' کیا واقعی ۔'' وہ خوش ہوگیا ... چہرہ کھل اٹھا۔

'' ہاں! اللہ نے چاہا تو ۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا... اور یہ باغ آپ کو تحفے میں دے دوں گا۔''

'' اس کی ضرورت نہیں... اللہ کی مہربانی سے میرا بھی ایک باغ ہے... وہ اتنا بڑا تو نہیں... لیکن میں نے اس میں دنیا بھر سے پودے منگوا کر لگوائے ہیں۔''

'' اوہو اچھا... پھر تو کسی دن میں آپ کا باغ دیکھوں گا۔''

'' ضرور... کیوں نہیں۔''

اب انہوں نے باغ کا چکر لگایا... اس کے گرد اونچی چار دیواری تھی... کوئی چور اس چار دیواری پر چڑھ کر اس طرف چھلانگ نہیں لگا سکتا تھا... البتہ سیڑھی کے ذریعے ضرور ادھر اتر سکتا تھا... یہی دیکھتے ہوئے انہوں نے اکرم خان سے پوچھا:

'' رات کے وقت گیٹ آپ اندر سے بند کرتے ہیں؟''

'' جی ہاں! بالکل۔''

'' اور چوکیدار۔''

'' رات کو گیٹ اندر سے بند کر کے تالا لگا دیا جاتا ہے... چوکیدار رات کے وقت اندرونی حصے میں رہتا ہے۔''

'' دن رات ایک ہی چوکیدار؟''

'' جی نہیں... رات کو دوسرا ہوتا ہے... عشا کے وقت اس کی ڈیوٹی شروع ہوتی ہے۔''

'' ہوں... ٹھیک ہے... تالے کی چابی کس کے پاس رہتی ہے۔''

'' چوکیدار اندر سے تالا لگا کر چابی مجھے دے دیتا ہے۔''

'' آپ تالے کو چیک کرتے ہیں؟'' انہوں نے پوچھا۔

'' پہلے کبھی ایسی بات تو ہوئی نہیں تھی... اس لیے میں تالا چیک نہیں کرتا رہا ہوں۔''

'' مطلب یہ کہ اگر اس معاملے میں چوکیدار ملوث ہو تو اس نے اس رات چابی تو آپ کو ضرور دی تھی... لیکن تالا لگایا نہیں تھا... اور اگر لگایا تھا تو پھر اس کے پاس دوسری چابی رہی ہوگی...''

''آپ... آپ کا مطلب... اس چوری میں چوکیدار کا ہاتھ ہے۔''

'' چوکیدار شریک ضرور ہے... مجھے حیرت ہے... آپ کے علاقے کے پولیس آفیسر نے اسے کیوں چیک نہیں کیا۔''

'' وہ یہاں آئے ضرور تھے... بس باغ کا چکر لگا کر چلے گئے تھے۔ دراصل ان کی نظر میں یہ کوئی اہم چوری نہیں ہے۔''

'' خیر... ہم چوکیدار سے ملاقات کریں گے... اور آپ کو بتائیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گے... اس کا اس معاملے میں ہاتھ ہے یا نہیں۔"

"بہت بہت شکریہ ... کیا میں اسے ابھی بلاؤں۔"

"نہیں! اسے شک ہو جائے گا... ویسے بھی اس کے آنے کا وقت قریب ہے... لہٰذا ہم اس کا انتظار کیے لیتے ہیں۔"

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔" سیٹھ اکرم خان نے خوش ہو کر کہا۔

"ویسے اس سارے معاملے میں سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ آخر کسی کو آپ کا شتر مرغ چرانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"اس پر تو میں خود بھی حیران ہوں۔"

"آج کل ایک شتر مرغ آپ کتنے کا فروخت کرتے ہیں... میرا مطلب ہے... بہت اچھا شتر مرغ جسے چڑیا گھر والے بھی خریدنے کی خواہش کریں۔"

"پانچ لاکھ روپے تک میں فروخت کر دیتے ہیں ہم لوگ۔"

"اور آپ کا اپنا شتر مرغ؟"

"میں تو خیر اسے فروخت کرنا پسند ہی نہیں کر سکتا... ہاں کسی وجہ سے فروخت کرنا پڑ جائے تو دس لاکھ روپے میں فروخت کر دوں گا۔"

"اب دیکھیے ...صرف دس لاکھ روپے کی بات تھی... اور آپ اسے تلاش کرنے کے بدلے ہمیں دس لاکھ تک دینے کے لیے تیار ہیں

... یہی بات ہے نا۔"

"جی ہاں بالکل!"

"لیکن جس نے وہ چرایا ہے... اسے کوئی اس کے دس لاکھ نہیں دے گا... اسے مشکل سے پانچ لاکھ... بلکہ تین لاکھ روپے ملیں گے... تو ایک لاکھ روپے کی چیز چرانے کی کسی کو کیا ضرورت تھی... کیا یہ بات عجیب نہیں... جب کہ اس میں پکڑے جانے کا بہت زیادہ خطرہ ہے... ظاہر ہے... شتر مرغ کوئی عام چیز نہیں... نہ اسے خریدنے والے عام لوگ ہیں... لہٰذا فوراً پتا چلایا جاسکتا ہے کہ کس نے کس کے ہاتھ فروخت کیا ہے... تو کیا شتر مرغ چوری کرنا بے وقوفی نہیں ہے۔"

"میں تو یہی سمجھتا ہوں... لیکن چور کو یہ بات کون سمجھائے۔"

اتنے میں اکرم خان کا ملازم چائے لے آیا:

"اس وقت ہم چائے نہیں پیتے... بلکہ آج ہماری چائے کا وقت گزر چکا ہے... ہم روزانہ شام کے پانچ بجے اپنے گھر میں سب کے ساتھ چائے پیتے ہیں... آج میرے بیوی بچے چائے کی میز پر میرا انتظار ہی کرتے رہ گئے ہوں گے..."

"لیکن جب آپ نے آج چائے ابھی تک نہیں پی... تو اس صورت میں آپ کو یہاں چائے پی لینی چاہیے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' جی نہیں... ہم اس وقت ڈیوٹی پر ہیں، چائے نہیں پئیں گے ... آپ شوق فرمائیں۔''

'' اور آپ ؟ '' اس نے قدرے حیران ہو کر اکرام کی طرف دیکھا۔

'' میں بھی آخر ان کا ماتحت ہوں ۔'' اکرام مسکرایا۔

اس نے چائے شروع کر دی... پھر کچھ دیر بعد اکرم خان نے چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا :

'' حیرت ہے ... آج ابھی تک شام والا چوکیدار نہیں آیا... میں پتا کرتا ہوں... آپ یہیں ٹھہریں ۔''

'' جی نہیں ! آپ پتا نہ کریں... اکرام جا کر پتا کر آتے ہیں۔'' انہوں نے جلدی سے کہا۔اور اکرام کو اشارہ کیا ۔ وہ جلدی سے اٹھ کر باہر نکل گیا ...ایک منٹ بعد ہی وہ واپس آکر بولا :

'' رات کا چوکیدار ابھی تک نہیں آیا...دن والا چوکیدار حیران پریشان کھڑا ہے ... اس کا کہنا ہے ... آج تک ایسا نہیں ہوا ۔''

'' اوہ ! '' ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

☆☆☆☆☆

وہی آواز

'' وہی آواز ... کیا مطلب ؟ '' محمود نے جلدی سے پوچھا۔

'' وہ ... جس نے تین سال پہلے دھمکی دی تھی کہ میں خاموشی اختیار کروں۔''

'' اوہ ! ان دونوں کے منہ سے نکلا ۔

'' ٹھیک یاد رکھا میری آواز کو ... اچھا کیا ... لیکن پھر... یہ کیوں آئے یہاں ... '' اس کی آواز سرسرائی۔

'' م... میں نے... میں نے نہیں بلایا ۔''

'' اس میں شک نہیں ۔'' محمود نے فوراً کہا اور زرد آدمی اور مہرالنسا کے درمیان آ گیا ۔

'' کس میں شک نہیں ۔'' اس بار اس کی آواز سانپ کی پھنکار جیسی تھی۔

''انہوں نے ہمیں نہیں بلایا ۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"تو پھر تم کس لیے آئے ہو یہاں۔" وہ محمود کی طرف گھوم گیا... اس وقت محمود نے اس کی طرف دیکھا...اس کی آنکھوں میں نارنجی سی روشنی تھی ... محمود کو جھرجھری سی آ گئی۔

" آپ نے اپنے بارے میں نہیں بتایا ... آپ کون ہیں۔" اس کے پیچھے سے فاروق کی آواز سنائی دی۔

"یہ بتا تو رہا ہوں... اپنے بارے میں... کیا تم نے ابھی تک سنا نہیں...میں وہی ہوں... جس نے اس خاتون کو تین سال پہلے فون کیا تھا، دیکھ لو ... اسے اب تک میری آواز یاد ہے ... اب تم دونوں بھی زندگی بھر یاد رکھو گے ..."

" ارے جاؤ... بہت دیکھے ہیں تم جیسے... اور نہیں تو کیا۔" فاروق نے ہاتھ نچایا ... دل میں اگرچہ اسے بھی خوف محسوس ہو رہا تھا ...جس انداز میں عورت گری تھی ، اس سے ہی وہ خوف محسوس کیے بغیر نہیں رہے تھے... اور اس کے بعد وہ جس انداز سے اندر آیا تھا...وہ بھی بہت عجیب تھا... دیکھنے میں وہ بالکل مریل سا تھا ... عین اس لمحے دروازے پر دستک ہوئی ... دستک عجیب انداز کی تھی ... دستک کے فوراً بعد زرد آدمی کی آواز سنائی دی :

" ہاں! کیا ہے۔"

"بس... باہر کوئی خطرہ دور دور تک نہیں ...میرا مطلب ہے ... آس پاس کوئی نظر نہیں آ رہا۔"

" تو پھر تم بھی اندر آ جاؤ ۔اے لڑکے ... چل دروازہ کھول۔" اس نے حد درجے حقارت کے انداز میں کہا :

"کس سے کہا۔"محمود چلا اٹھا۔

" تجھ سے اور کس سے ... چل ... دروازہ کھول۔"

"سوری! دروازہ تم خود کھولو۔" محمود نے کندھے اچکائے۔

" تم باہر ہی ٹھہرو... ذرا یہ لڑکے اڑیل پن کر رہے ہیں... پہلے ان کے مزاج درست کر دوں۔"

" بہت اچھا باس۔"

" تم... تم اور میرا مزاج درست کرو گے ... گھاس کھا گئے ہو۔" محمود ڈرے ڈرے انداز میں ہنسا۔

" آواز تو تمہاری بھیک مانگ رہی ہے ... اور گھاس میں کھا گیا ہوں... واہ ... سنا تم نے شہزادی مہرالنسا ... کیا کہہ رہے ہیں تمہارے یہ ہمدرد... خیر پہلے ان کا انجام تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ ہمدردوں کی مدد کیسے لی جاتی ہے۔"

" میں نے کہا نا... انہوں نے ہمیں نہیں بلایا ... ہم خود

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

آئے ہیں: " محمود نے قدرے جھلا کر کہا۔

" اس صورت میں تمہیں سزا ملے گی ..."

" یہ شخص بلاوجہ بڑھ بڑھ کے باتیں بنا رہا ہے... فاروق اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔"

" میں کیوں لگا ڈرنے ... تمہیں لگ رہا ہوگا ڈر، میں تو بنا دوں گا اس کی چٹنی۔"

" نن ... نہیں ... نہیں۔" مہرالنسا نے لرزتی آواز میں کہا۔

" آپ ڈریں نا ... یہ پیلو میاں آپ کا اور ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔"

" ہاں اور کیا۔"

عین اس لمحے اس زرد آدمی کا ہاتھ محمود کی گردن کی طرف بڑھا... جیسے وہ اس کی گردن دبوچ لینا چاہتا ہو۔ محمود یک دم ترچھا ہوگیا اور اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا... اسے یوں لگا جیسے اس کی کلائی پر گوشت نام کو بھی نہ ہو اور صرف ہڈی اس کے ہاتھ میں آئی ہو:

" یار تم آدمی ہو یا ڈھانچہ۔"

دوسرے ہی لمحے محمود کو معلوم ہوگیا کہ وہ آدمی ہے یا ڈھانچہ ... کیونکہ اس نے ایک جھٹکا مار کر اپنی کلائی بہت آسانی سے چھڑالی تھی...

محمود کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی:

" اب کیا خیال ہے۔"

" ایسا تو میں بھی کرسکتا ہوں۔"

" کیا کرسکتے ہو۔"

" اپنی کلائی چھڑا سکتا ہوں۔"

" لاؤ ... اپنی کلائی۔"

محمود نے کلائی اس کی طرف کر دی ... اس نے کلائی پکڑلی ... اب پھر محمود کو یوں لگا جیسے ہڈیوں نے اس کی کلائی پر ہاتھ جما دیا ہو:

" ہاں! چھڑاؤ اب۔" وہ بولا۔

محمود نے ایک جھٹکا مارا ... اس کے منہ سے نکلنے والی چیخ نے فاروق کو لرزا دیا ... اسے اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے ... اس نے دیکھا محمود کی کلائی اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی... اور اس کی آنکھیں مارے تکلیف کے باہر کو ابلی پڑ رہی تھیں:

" فف... فاروق۔"

" گھبرانا نہیں... " فاروق پکارا۔ ساتھ ہی اس نے اچھل کر اس کے سر پر اپنے دائیں ہاتھ کی ہڈی ماری ...یہ وار ایسا تھا کہ اچھے اچھوں کو زمین دکھا دیتا تھا، لیکن اس وقت ایسا نہ ہو سکا ... فاروق کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی ...وہ اپنا ہاتھ بغل میں دبا تے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا ... دوسری طرف محمود کی جان نکلی جا رہی تھی ... اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی کلائی کسی لوہے کے شکنجے نے جکڑ لی ہو :

'' رر... رر... رو ... بوٹ ...'' فاروق کے منہ سے بمشکل نکلا ۔

'' کیا ... یہ ... یہ روبوٹ ہے ۔'' محمود چلا اٹھا... اس کی آنکھوں میں خوف اور زیادہ سمٹ آیا ۔

'' ہاں اور کیا ... میں نے ہاتھ کی ہڈی اس کے سر پر ماری تو بالکل یوں لگا جیسے لوہے پر دے ماری ہو ۔'' فاروق نے تکلیف دہ آواز میں کہا ۔

''اور میری کلائی بھی... واقعی روبوٹ نے جکڑ رکھی ہے ۔''

'' ہاہاہا۔'' زرد آدمی ہنسا ، ساتھ ہی اس نے محمود کی کلائی چھوڑ دی... اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ لڑکھڑا تا ہوا دیوار سے جا لگا ... اب وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا ... یوں جیسے میلوں دور سے دوڑ کر آیا ہو ۔

'' تو میں تمہیں روبوٹ نظر آرہا ہوں... یہ دیکھو ۔''

اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی چاقو کھلنے کی آواز گونج اٹھی... گراری والے چاقو کی آواز بھی کس قدر ہولناک ہوتی ہے ... اس آواز کو سن کر مہرالنسا اور ان کے بچے تھر تھر کانپنے لگے ۔ اپنی ماں سے لپٹ

گئے ... اور ماں نے ان کے گرد اپنے بازوؤں کا ہار بنا لیا ... اگرچہ یہ ہار زرد انسان سے کسی طرح بھی محفوظ رکھنے کے قابل نہیں تھا ... لیکن یہ ایک فطری عمل تھا :

اس نے چاقو کی دھار اپنی ایک انگلی کے سرے پر رکھی اور چاقو کھینچ دیا... فوراً ہی اس کی انگلی سے خون نکل پڑا :

'' یہ دیکھو... بے وقوفو ! کہیں روبوٹ سے بھی خون نکلتا ہے ۔''

اب انہیں معلوم ہوگیا کہ ان کا واسطہ کسی روبوٹ سے نہیں، انسان سے ہے ... اس لیے محمود اور فاروق کو کسی قدر حوصلہ ہوا ... لیکن ساتھ ہی انہیں خیال آیا کہ یہ شخص روبوٹ نہ ہوتے ہوئے بھی روبوٹ ہے ... اس کی گرفت روبوٹ سے کسی طرح کم نہیں ۔

اب وہ مہرالنسا کی طرف بڑھا... اس کا انداز ہولناک تھا... وہ بظاہر کمزور ترین سا انسان اس وقت انہیں دنیا کا خوفناک ترین اور طاقتور ترین انسان لگا :

'' آج کے بعد ... اگر تم نے کسی سے بھی رابطہ کیا ...اپنے شوہر کے قتل کے سلسلے میں کوئی بات کسی سے کی ... تو میں پھر یہاں آؤں گا اور تم چاروں کو زندہ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا ...''

اتنا کہتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور گھر سے نکل گیا ... اس کے چلے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جانے کے بعد چند منٹ تک موت کا سناٹا چھایا رہا... بس ان کے زور زور سے سانس لینے کی آوازیں آتی رہیں۔ پھر اچانک شہزادی مہرالنسا کے دونوں ہاتھ اٹھے... اس نے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے اور روتے ہوئے بولیں:

"خدا کے لیے یہاں سے ابھی اور اسی وقت چلے جائیں... مجھے اپنے شوہر کے قاتل سے کوئی سروکار نہیں... اللہ تعالیٰ اسے سزا دیں گے ... میں بہت کمزور ہوں... چلے جائیں... جلدی سے چلے جائیں... دیکھئے! میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔"

چند سیکنڈ تک دونوں پتھر کے بتوں کی طرح ان کی طرف دیکھتے رہے، پھر محمود نے کہا:

"آپ پریشان نہ ہوں ... ہم جا رہے ہیں... لیکن اگر آپ اجازت دیں تو جانے سے پہلے ہم آپ سے ایک بات کہنا چاہتے ہیں۔"

"کہیے!" ان کے ہونٹ ہلے۔

"ہم آپ کو اپنے گھر لے چلتے ہیں... اللہ کی مہربانی سے وہ بہت محفوظ جگہ ہے ... آپ وہاں بالکل حفاظت سے رہیں گے ...ہمارے والد اس زرد آدمی کو بھی دیکھ لیں گے اور اس قتل کے راز سے بھی

پردہ اٹھا دیں گے، وہ معلوم کر لیں گے کہ آپ کے شوہر کو کس نے اور کیوں قتل کیا تھا... اس طرح قاتل قانون کی گرفت میں ہوگا اور آپ باقی زندگی اس کے خوف سے بے فکر ہو جائیں گے ... آپ سوچ لیجیے گا... ہم آپ سے کسی وقت آ کر پوچھ لیں گے۔"

"نن نہیں... اس کی ضرورت نہیں، بس آپ جائیں۔"

"آؤ فاروق چلیں... اچھا اللہ حافظ ... اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ کی مدد فرمائے..."

"آمین!" فاروق نے جلدی سے کہا اور پھر دونوں اس گھر سے نکل آئے... انہوں نے ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔

"اللہ کا شکر ہے... جان بچی... میں تو سمجھ رہا تھا... آج ہم گئے کام سے۔" فاروق اپنا دائیں ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"پتا نہیں... وہ زرد انسان کیا چیز تھا۔" محمود بڑبڑایا۔

"تھا نہیں... ہے..."

اب وہ تیز تیز قدم اٹھا رہے تھے۔ ان دنوں پارک تک وہ پیدل آنے جانے لگے تھے... کار کا استعمال بہت کم کر دیا تھا... پھر جونہی انہوں نے گھر کے دروازے کی گھنٹی بجائی... دروازہ فوراً ہی کھل گیا... انہوں نے فرزانہ کی حیرت زدہ آواز سنی:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"ہائیں! یہ کیا۔"

"کہاں کیا ... ہٹو... راستہ دو۔" فاروق نے جل کر کہا ... وہ ان کا راستہ روکے کھڑی تھی ، دونوں ہاتھ دوروازے کی چوکھٹ پر تھے... وہ انہیں بہت غور سے دیکھ رہی تھی ... اچانک وہ بولی :

"کہیں سے مار کھا کر آرہے ہو۔"

"کیا مطلب ... یہ تم نے کیسے کہہ دیا ہے۔" دونوں اندر داخل ہونا بھول گئے۔

"میں تو یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ تم کسی کے گھر گئے تھے... وہاں مار کھائی ہے۔"

"حد ہوگئی ... آئیں بڑی اندازے لگانے والی ... یہ کیسے کہہ دیا تم نے کہ ہم کسی گھر میں تھے۔"

"اور وہ گھر کسی غریب کا ہے ... شاید کسی غریب عورت کا۔"

"ہائیں ہائیں فرزانہ ... تم تو آگے ہی آگے بڑھتی جارہی ہو... تمہارے پر کاٹنے پڑیں گے۔ اب تم پہلے راستہ دو ... دروازے پر کھڑے ہو کر یہ باتیں نہیں کی جاسکتیں۔" محمود نے قدرے جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔

"تشریف لایئے... ابھی تو امی جان کے سوالات کے جوابات بھی

آپ کو دینے ہیں... اور ان میں سے پہلا سوال یہ ہے کہ آج اتنی دیر کہاں لگا دی..." یہ کہتے ہوئے فرزانہ نے ان کا اور زیادہ غور سے جائزہ لیا ... پھر ہنس پڑی۔

"اور اب ہنسی کس خوشی میں ہو۔" فاروق جل گیا۔

"وہ عورت جس کے گھر میں تم دونوں گئے... غالباً پچاس پچپن سال کی ہوگی ... گویا شادی شدہ ہے ... اس کے بچے بھی ہیں... لیکن مار کھانے والی بات سمجھ میں نہیں آئی...ایک عورت اور اس کے بچوں سے مار کھا کر آرہے ہو ... یہ بات میرے حلق سے نہیں اتر رہی۔" فرزانہ طنزیہ انداز میں کہتے کہتے رک گئی۔

"کیا ہے فرزانہ ! کیوں ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہو... یہ تو دیر سے آئے ہی ہیں۔ آج تمہارے ابا جان بھی اب تک نہیں آئے... تین بار چائے گرم کر چکی ہوں۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی ... پھر وہ باہر نکلتی نظر آئیں۔

"آپ کے یہ دونوں لاڈلے آج کسی عورت سے مار کھا کر آئے ہیں..."

"کیا کہا ... مار ... وہ بھی عورت سے۔" وہ چلا اٹھیں۔

عین اس لمحے کسی نے دروازے پر دستک دی ... دستک کا انداز

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

عجیب سا تھا ... وہ جونہی دروازے کی طرف مڑے ... ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ۔

☆☆☆☆☆

وہ آدمی

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا :

'' چوکیدار کے نہ آنے سے اس بات کا امکان پیدا ہوجاتا ہے ... کہ شتر مرغ کی گم شدگی میں اسی کا ہاتھ ہے ... اور یہ کام ظاہر ہے اسی سے لیا جا سکتا تھا ، کیونکہ رات کو گیٹ کے دروازے کو اندر سے وہی تالا لگاتا تھا اور تالا لگا کر چابی آپ کو دے دیتا تھا... لیکن اس رات اس نے یہ کیا ہوگا کہ تالا لگایا ہی نہیں... بس چابی آپ کو دے دی اور رات کو شتر مرغ چرانے والے اپنے پروگرام کے مطابق آگئے... اس نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا اور وہ شتر مرغ لے گئے...'' انسپکٹر جمشید کہتے چلے گئے ۔

'' آپ کا مطلب ہے ...شتر مرغ کی چوری کا پروگرام پہلے ہی طے کر لیا گیا تھا ۔'' سیٹھ اکرم مارے حیرت کے بولے ۔

'' بالکل ... چوکیدار کی گمشدگی اس طرف اشارہ کر رہی ہے ۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ابھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے... کیونکہ ہم نے ابھی اس کے گھر والوں سے نہیں پوچھا۔" اکرام بولا۔

"ہم وہاں بھی جائیں گے اکرام..."

پھر وہ سیٹھ اکرم کی طرف گھومے "سیٹھ صاحب! آپ صرف ہمارے ایک سوال کا جواب دے دیں۔"

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ... آپ کے خیال میں اس شتر مرغ کو چرا کر چور کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے... آخر ایک شتر مرغ کتنا قیمتی ہو سکتا ہے۔آپ کے نزدیک تو وہ اس لیے قیمتی ہے کہ وہ آپ نے پالا ہوا تھا اور پالتو چیز سے ظاہر ہے، انسان کو محبت ہوتی ہے... وہ اس کی جدائی بہت زیادہ محسوس کرتا ہے... لیکن جن لوگوں نے اسے چرایا ہے... وہ کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔"

"ہوسکتا ہے...وہ اس کی مجھ سے کئی گنا زیادہ قیمت طلب کرنا چاہتے ہوں۔"

"ہاں! اس بات کا امکان ہے...خیر... آپ ہمیں وہ تالا دکھا سکتے ہیں اور وہ چابیاں بھی۔"

"جی ہاں! کیوں نہیں..." یہ کہہ کر انہوں نے اپنے ملازم کو آواز دی... ملازم فوراً آن موجود ہوا۔

"تمہیں معلوم ہے... چوکیدار فیاض جانی گیٹ والا تالا کہاں رکھتا ہے۔"

"جی ہاں۔"

"وہ تالا اٹھا لاؤ۔" سیٹھ اکرم بولے۔

"جی نہیں۔" انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے۔

"جی کیا مطلب... جی نہیں۔"

"ہاں! تالا وہاں سے ہم خود اٹھائیں گے... کیونکہ اس پر چوکیدار کی انگلیوں کے نشانات ہوں گے اور ہمیں ان کی ضرورت پیش آسکتی ہے..."

"اوہ اچھا... چلو شانی... وہ جگہ دکھاؤ... جہاں تالا رکھا جاتا ہے۔"

وہ شانی کے ساتھ دروازے کے ساتھ والے کمرے میں آئے...اس وقت سیٹھ اکرم خان نے کہا:

"یہ چوکیدار کا کمرہ ہے... یعنی تالا لگا کر وہ اس کمرے میں بیٹھ جاتا ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"ہوں... اور تالا۔"

"تت تالا ..." ملازم کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"کیوں... کیا بات ہے۔"

"یہ رہی وہ جگہ ... جہاں تالا رکھا رہتا ہے۔" اس نے تالے کے لیے بنائی گئی مخصوص جگہ کی طرف اشارہ کیا۔

"تالا یہاں موجود ہے...اور چوکیدار آج آیا نہیں...اسے اسی روز چیک کرنا چاہیے تھا ...یہ اس پولیس آفیسر کی زبردست کوتاہی اور غیر ذمے داری ہے ... جو موقع واردات دیکھنے آیا تھا ... اس معاملے میں چوکیدار ملوث ہے اور اب وہ اپنے گھر میں نہیں ملے گا ... لیکن ہمیں دیکھنا تو بہرحال پڑے گا. . .اکرام اس تالے کو اپنے قبضے میں کر لو۔"

اکرام نے اپنے بیگ میں سے ایک خاص قسم کا لفافہ نکالا اور ایک چمٹی بھی نکالی ۔ اس چمٹی سے تالے کو اٹھایا اور اس لفافے میں ڈال دیا ... لفافے کا منہ بند کر کے اس نے وہ اپنے بیگ میں رکھ لیا ۔ اس عمل کو سیٹھ اکرم خان نے حیرت زدہ انداز میں دیکھا... آخر ان سے رہا نہ گیا:

"ان انسپکٹر صاحب نے تو تالے کے بارے میں پوچھا تک نہیں

اور نہ انہیں چوکیدار پر شک گزرا تھا ۔ بس انہوں نے تو صرف یہ کہا تھا ... دن کے اوقات میں شتر مرغ گیٹ کھلا دیکھ کر کہیں نکل گیا ہے ... بھلا شتر مرغ کو کوئی چرانے لگا ... میں نے انہیں بتایا بھی کہ شتر مرغ اتنا کم قیمت بھی نہیں ہے اور اتنا روز مرہ کا جانور یا پرندہ بھی نہیں جس کو سڑک سے گزرتے دیکھ کر لوگ نظر انداز کر دیں ، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی تھی... بس ٹال کر چلے گئے تھے کہ وہ شتر مرغ کو تلاش کریں گے ۔ اگر وہ اس وقت چوکیدار کو چیک کر لیتے ... تو شاید میرا شتر مرغ مل جاتا۔"

"ہاں! یہی بات ہے ... لیکن آپ فکر نہ کریں... ہم اب بھی اسے تلاش کر لیں گے ... آؤ اکرام اب چلیں... اس کیس پر کام ہم اب کل شروع کریں گے ...ہاں... ان سے چوکیدار کے گھر کا پتا لے لو۔"

"بہت بہتر سر۔"

پتا نوٹ کر کے وہ باہر نکل آئے...پہلے انہوں نے اکرام کو اس کے گھر پہنچایا ...پھر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے ...پھر جونہی انہوں نے اپنی گلی کا موڑ مڑا... وہ بڑی طرح چونکے ... کوئی ان کے دروازے پر جھکا ہوا تھا۔ انہیں بہت حیرت ہوئی ... عین اسی لمحے انہوں نے اسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سیدھا ہو کر وہاں سے جاتے دیکھا... وہ گلی کے دوسری طرف جا رہا تھا ... ان کی گلی کو دو سڑکیں لگتی تھیں... اب چونکہ وہ پیدل تھا، اس لیے انہوں نے کار اپنے گھر کے سامنے کھڑی کی اور اتر کر پیدل اس کے پیچھے چل پڑے... انہوں نے دیکھا، اس وقت تک وہ سڑک پر پہنچ چکا تھا ... اب انہیں تیز چلنا پڑا... جب وہ سڑک تک پہنچے تو وہ شخص انہیں کہیں بھی نظر نہ آیا... انہوں نے چاروں طرف دیکھا... ادھر ادھر کوئی گاڑی تیزی سے جاتی نظر نہ آئی کہ یہ خیال کیا جاسکتا کہ وہ اس میں بیٹھ کر چلا گیا ہوگا... انہیں کافی حیرت ہوئی کہ وہ اس قدر جلد کیسے غائب ہو گیا ... وہ کھڑے سوچتے رہے... لیکن کچھ سمجھ نہ آیا... آخر انہیں خیال آیا ... اور انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ سڑک کے کنارے پہلے سے ایک ٹیکسی کھڑی تھی... وہ اس نے وہاں رکوائی ہوئی تھی... اس نے ٹیکسی والے سے کہا ہوگا کہ میں ابھی آیا... پھر وہ گھر کے دروازے پر کوئی کارروائی کرکے فوراً سڑک پر چلا گیا اور ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا... جب کہ انسپکٹر جمشید کسی کار کی تلاش میں نظریں دوڑا رہے تھے... اب ٹیکسیاں تو کئی آجا رہی تھیں... گویا کسی ایک ٹیکسی کے پیچھے کار دوڑانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں... انہوں نے افسوس کے انداز میں گردن کو جھٹکا دیا... ایسے میں انہیں خیال آیا... بالکل ساتھ ہی ایک گلی مڑ رہی تھی۔ انہوں

نے سوچا... وہ ضرور اس گلی میں گیا ہوگا۔ اتنی جلدی غائب ہونے کی یہی وجہ ہو سکتی تھی... ان کے قدم گلی کی طرف اٹھ گئے... یہ ان کا اپنا علاقہ تھا، لیکن ان گلیوں میں آنے جانے کا انہیں کبھی موقع نہیں ملا تھا، ان کی زندگی ہی ایسی تھی... اس زندگی میں مصروفیات ہی مصروفیات تھیں... وہ تو بعض اوقات کھانا کھانا بھی بھول جاتے تھے۔

اب وہ اس گلی میں چلے جا رہے تھے... آگے گلی بند نظر آئی... لیکن دائیں طرف اس میں ایک اور گلی نکل رہی تھی... انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... اس میں داخل ہو گئے... اس طرح وہ بہت دیر تک گلیوں میں بھٹکتے رہے... لیکن وہ شخص انہیں نظر نہ آیا... اب پھر وہ اپنے پہلے خیال پر آگئے... یہ کہ وہ شخص ٹیکسی میں بیٹھ کر کبھی کا جا چکا ہے اور وہ لکیر پیٹ رہے ہیں۔ آخر وہ واپس مڑے... پھر جونہی اپنے دروازے پر پہنچے... انہیں اندر کی آوازوں نے چونکا دیا، وہ دروازے پر دستک دیتے دیتے رک گئے۔

O

انہوں نے دیکھا... ایک خط دروازے کے نیچے سے اندر سرکایا جا رہا تھا... محمود تیزی سے آگے بڑھا:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"خبردار محمود! دروازہ نہ کھولنا ... یہ کوئی خطرناک معاملہ ہے ... لفافے اندر سرکانے والے کی یہ چال ہو سکتی ہے، یعنی جونہی ہم لفافے کو اندر آتے دیکھیں گے، فوراً دروازہ کھولنے کی کوشش کریں گے تاکہ معلوم ہو، یہ حرکت کون کر رہا ہے ... اور جونہی ہم دروازہ کھولیں گے، ہم پر حملہ کر دیا جائے گا... یا ایک بم اندر پھینک دیا جائے گا..." فرزانہ بلا کی تیزی سے کہتی چلی گئی۔

"شش شکریہ فرزانہ۔"

"تو بے چارے شکریہ کے دو ٹکڑے کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

پھر جونہی محمود خط اٹھانے کے لیے جھکا ... فرزانہ پھر چلائی:

"کیا کر رہے ہو۔"

محمود ٹھٹک کر رک گیا ... حیرت زدہ انداز میں اس کی طرف مڑا:

"کیا ہوگیا ہے تمہیں..." اس کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"جاسوسی کا دورہ پڑ گیا ہے۔" فاروق ہنسا ... پھر خود ہی چونک کر بولا۔

"ہائیں! یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"تم خط کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔"

"تمہارا مطلب ہے ... لفافے پر انگلیوں کے نشانات ہوں گے..."

"ہو بھی سکتے ہیں... ہم نشانات کیوں ضائع کریں۔"

"ٹھیک کہتی ہو۔"

اب محمود نے لفافے کو ایک کنارے سے پکڑ کر اسے اٹھایا ... اسی طرح وہ اسے میز تک لے آیا۔ اس پر پاؤڈر ڈالا گیا ... لیکن انگلیوں کے نشانات لفافے پر کہیں بھی نظر نہ آئے:

"اس کا مطلب ہے ... وہ اتنا بیوقوف نہیں تھا۔" محمود بڑبڑایا۔

"اللہ کا شکر ہے ... کچھ نہ کچھ تو تھا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔ محمود اسے گھور کر رہ گیا۔

محمود نے پروفیسر داؤد کا دیا ہوا ایک ننھا سا آلہ اس لفافے پر رکھا... اس سے انہیں معلوم ہوگیا کہ لفافے میں کوئی خطرناک مادہ کم از کم نہیں ہے ...اب انہوں نے لفافہ کھولا ... اندر سے ایک خط برآمد ہوا ...اس پر لکھا تھا:

"مہرالنسا سے دور رہو... ورنہ زرد موت مارے جاؤ گے۔"

بس صرف یہ الفاظ تھے ... فرزانہ نے حیران ہو کر یہ الفاظ پڑھے... پھر بڑبڑانے کے انداز میں بولی:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"زرد موت کیا مطلب ... جلدی بتاؤ... یہ زرد موت کیا ہے۔"

"نہیں بتائیں گے ... پہلے تم بتاؤ۔" محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

"میں بتاؤں ... لیکن کیا۔"

"یہ بتاؤ... تم نے کیسے کہہ دیا کہ ہم ایک عورت کے گھر گئے تھے... مار کھانے والی بات تو خیر تم کہہ سکتی ہو ... ہماری حالت ہی ایسی ہو رہی ہے، لیکن یہ تم نے کیسے کہہ دیا کہ ہم ایک غریب گھر میں گئے تھے ...اور حد تو یہ ہے کہ تم عورت کی عمر تک بتا رہی ہو ... چلو جلدی بتاؤ... ورنہ ہم بھی کچھ نہیں بتائیں گے۔"

"اچھی بات ہے ، بتائے دیتی ہوں... میرا کیا جاتا ہے ... سنو... مار کھاتے ہوئے فاروق ضرور اس گھر کے چولھے کے پاس گر گیا تھا... تمہارے بالوں میں راکھ موجود ہے ... اور راکھ آج کل کسی غریب گھر کے چولہے میں ہی ہو سکتی ہے ... کیونکہ یہ دور گیس کے چولہوں کا دور ہے ... گھروں میں اب راکھ نہیں ہوتی ..." فرزانہ پرجوش انداز میں کہتی چلی گئی۔

"چلو خیر... اس بات کا اندازہ تو تم نے راکھ سے لگا لیا ... یہ کیسے کہہ دیا کہ وہ عورت پچاس پچپن سال کی تھی۔"

"تمہارے کپڑوں پر ایک بال کمر کی طرف لگا ہوا ہے ... جب تم

گرے تھے... تو یہ بال فرش پر سے تمہارے کپڑوں پر لگ گیا ہوگا... اور یہ بال سنہری رنگ کا باریک بال ہے ... اس میں چمک ہے ... سفید نہیں ہے ... ایسا بال پچاس سال کی عمر کی عورت کا ہوتا ہے ..."

"اوہ۔" ان کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"اور اب تو میں یہ بھی بتا سکتی ہوں... اس عورت کا نام شہزادی مہر النسا ہے۔"

"یہ بات تو خیر تم نے اس خط کی تحریر پڑھ کر کہی ہے۔" محمود نے کھسیا کر کہا۔

"چلو یونہی سہی ... باقی باتیں تو تحریر پڑھ کر نہیں کہیں۔" فرزانہ نے اسے گھورا... پھر بولی:

"اب بتاؤ...یہ کیا چکر ہے ... تم تو نیشنل پارک گئے ہوئے تھے، اس عورت کے گھر کیسے پہنچ گئے ... اور یہ زرد موت کیا ہے۔"

"یار فاروق۔"

"کہو۔" فاروق مسکرایا۔

"اس شیطان کی خالہ کو سب کچھ بتانا پڑے گا۔" محمود نے بُرے بُرے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہم چھپا کر کریں گے بھی کیا ... بتا دو۔" فاروق نے کہا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

محمود نے ساری تفصیل سنا دی ... بیگم جمشید اور فرزانہ بہت دلچسپی سے ساری بات سن رہی تھیں۔ پھر جب زرد آدمی کا ذکر شروع ہوا تو فرزانہ چونک گئی ... بیگم جمشید کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔ اور ان کی مرمت کی تفصیل سن کر بیگم جمشید کا رنگ اڑتا چلا گیا ... آخر محمود نے اپنی بات پوری کر ڈالی ... تب وہ بولیں:

"اُف مالک! یہ تفصیل تو بہت خوفناک ہے ... آخر وہ زرد انسان کیا چیز ہے۔"

"وہ کم از کم روبوٹ نہیں ہے ... اس نے اپنی انگلی سے خون نکال کر دکھایا تھا ..."

"کک ... کیا کہا ... خون ...۔" فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"ہاں خون ... میں نے فون نہیں کہا ...۔" محمود جھلا اٹھا۔

"اوہو ... ارے بابا ... اس کے خون کا قطرہ محفوظ کیا یا نہیں۔"

"اس کی انگلی سے اتنا خون نہیں نکلا تھا ... کہ نیچے گرتا ..."

"اوہ اچھا خیر۔"

عین اس لمحے دروازے پر دستک ہوئی ... ان کے چہروں پر رونق آ گئی ... کیونکہ انداز انسپکٹر جمشید کا تھا .. محمود نے فوراً دروازہ کھول دیا:

"دروازہ کھولنے سے پہلے تم نے یہ کیوں نہیں پوچھا ... کہ باہر

کون ہے۔"

"دستک دینے کا انداز صاف آپ کا تھا۔" محمود نے جواب دیا۔

"لیکن کوئی میری نقل کر سکتا ہے۔" انہوں نے ناراضگی کے انداز میں کہا۔

"اوہ ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

اس دوران وہ ان کا جائزہ لے چکے تھے ... ان کے منہ سے حیرت کے انداز میں سیٹی نکل گئی ... ساتھ ہی وہ بولے:

"جلدی بتاؤ ... کیا گزری ... کہیں دیر نہ ہو جائے۔"

"جی ... کیا فرمایا ... کہیں دیر نہ ہو جائے۔"

"ہاں! آؤ ... بیٹھ کر بتاؤ ... اور بیگم ... چائے۔"

"وہ تو کب کی ٹھنڈی ہو چکی ... تین بار گرم بھی کر چکی ہوں۔"

"اوہ ہاں! مجھے افسوس ہے ... خیر ... چائے کو چھوڑو ... تم بھی بیٹھ کر ان کی کہانی سن لو۔"

"میں سن چکی ہوں ... اس لیے میں چائے بناتی ہوں ... اس دوران یہ اپنی بات پوری کر لیں گے۔"

"او کے۔"

اور پھر وہ اپنی کہانی سنانے لگے ... ان کے خاموش ہونے پر وہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بولے:

"وہ خط مجھے دکھاؤ۔"

انہوں نے خط ان کے سامنے رکھ دیا... تحریر پڑھ کر بڑی طرح اچھل پڑے... ان کے چہرے پر خوف دوڑ گیا:

"جلدی کرو ... ان کی زندگی خطرے میں ہے ...اور ... بیگم معاف کرنا... تمہاری چائے پھر رہ گئی۔"

یہ کہتے ہوئے انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

☆☆☆☆☆

ہولناک لمحات

"بچو! مجھے ڈر لگ رہا ہے ... رات کی تاریکی پھیل چکی ہے ... اور اس زرد آدمی کا چہرہ رہ رہ کر میری آنکھوں میں گھوم رہا ہے... کاش ہم ان دونوں کو روک لیتے... وہ... وہ کس قدر دلیر ہیں۔" مہر النسا کی آواز ابھری۔

"دلیر تو ہیں امی جان! لیکن اس زرد آدمی کے مقابلے میں تو وہ کچھ بھی ثابت نہیں ہوئے۔"

"ہاں! وہ ... وہ کس قدر عجیب آدمی تھا... اتنا زرد آدمی مین نے تو اپنی زندگی میں کبھی دیکھا نہیں ... یوں لگتا ہے ... جیسے اس کے جسم میں خون ہو ہی نہ۔" مہر النسا بولیں۔

"ڈر تو ہمیں بھی لگ رہا ہے امی جان ... پھر ہم کیا کریں... کہاں جائیں۔"

"نانی اماں کے ہاں چلتے ہیں ..."

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' اوہ ہاں ! اس طرح ہمیں کچھ تو ڈھارس رہے گی ... اگرچہ وہ عمر رسیدہ خاتون ہیں... لیکن پھر بھی... ان کی موجودگی سے بھی اطمینان کا احساس ہوگا ۔''

'' اچھی بات ہے ... وہیں چلتے ہیں... میں چادر لے لوں ۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھیں... اماں وہ خاتون تھی جنہوں نے انہیں سہارا دیا تھا ... شادی کرائی تھی ...بچے انہیں نانی اماں ہی کہتے تھے۔ ابھی وہ کپڑوں کی کھونٹی تک پہنچی تھیں کہ دروازے پر دستک ہوئی :

''کک... کون ۔'' انہوں نے کانپ کر کہا ۔

''یہ ہم ہیں... وہ لڑکے ...''

'' واہ ! بہت خوب! یہ ہوئی نا بات ... ابھی ہم آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے ۔''

یہ کہتے ہی وہ جلدی سے دروازے کی طرف گئیں... اور چٹخنی گرا دی ۔

دوسرے ہی لمحے ان کے منہ سے ایک گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی ... ساتھ ہی وہ زرد آدمی اندر آ گیا ... اور دروازہ اندر سے بند کر دیا :

'' نن ... نہیں... نہیں ۔'' بچے اور ان کی ماں کے منہ سے مارے خوف کے نکلا... اب وہ تھر تھر کانپ رہے تھے ۔

'' ڈرو نہیں... تمہیں کچھ نہیں ہوگا ... کوئی تکلیف نہیں ہوگی ... آرام سے موت کی نیند سو جاؤ گے ... اس لیے کہ تم چاروں کا موت کی نیند سونا بہت ضروری ہے ...وہ لوگ اگر یہاں نہ آ جاتے تو اور بات تھی ... لیکن بس... وہ آ گئے ... ان کا آنا ہمارے لیے خطرے کی گھنٹی ہے ... اس لیے ۔''

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ مہرالنسا کی طرف بڑھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا دیا...ہاتھ کا رخ ان کی گردن کی طرف تھا... مارے خوف کے وہ لڑکھڑانے انداز میں الٹے قدموں ہٹیں... اور پھر دیوار سے جا ٹکرائیں:

'' نن... نہیں... دو...دیکھو... رحم کرو ... ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے ... اللہ سے ڈرو ۔''

'' یہ رحم ہی تو کر رہا ہوں... ورنہ تمہیں اٹھا کر لے جاتا اور پھر جو حال کرتا... اسے دیکھ کر شہر کی پولیس بھی تھر تھر کانپتی ۔''

وہ ایک ایک قدم آگے بڑھ رہا تھا ... تینوں بچوں کا حال بہت برا تھا ۔ ان کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی ... وہ بری طرح رو رہے تھے... پھر ان تینوں نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے ... وہ ایک ساتھ بولے :

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

" نہ مارو ... ہماری امی کو نہ مارو... جو کچھ ہمارے پاس ہے ... وہ سب کچھ لے لو۔"

" بے وقوفو... تمہاری امی ہی کو نہیں... میں تو تمہیں بھی جان سے ماروں گا..."

" آخر کیوں... ہم نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔"

اور پھر اس کا ہاتھ مہرالنسا کی گردن تک پہنچ گیا ... عین اس لمحے دروازے پر زور دار دستک ہوئی ... ساتھ ہی کسی نے بلند آواز میں کہا:

" دروازہ کھولو۔"

مہرالنسا کے بیٹے نے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی ... زرد آدمی بڑی طرح چونکا... اس نے فوراً اپنا ہاتھ مہرالنسا کی گردن سے ہٹا لیا... اور بڑے لڑکے پر چھلانگ لگائی ... ابھی وہ دروازے پر نہیں پہنچا تھا... کہ اسے زبردست دھکا لگا ... وہ منہ کے بل گرا ... اتنی دیر میں دوسرا بیٹا دروازے کی طرف دوڑ لگا چکا تھا ... زرد آدمی اس کی طرف مڑا... ادھر وہ اس کی طرف مڑا... ادھر لڑکی دروازے تک پہنچ گئی... اس نے اپنا رخ لڑکی طرف کیا ... پھر گویا ہوا میں اڑتا ہو دروازے پر پہنچا ... دوسرے ہی لمحے اس نے دوسرے لڑکے کے کپڑوں پر ہاتھ ڈال دیا۔ اور ایک زور دار جھٹکا مارا... وہ ہلکے پھلکے کھلونے کی طرح دیوار سے جا

ٹکرایا۔ اب وہ لڑکی کی طرف مڑا... اس کے گال پر ایک طمانچہ لگا... اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی... اچھل کر دور جا گری ...اس نے دونوں ہاتھ گال پر رکھ لیے اور بری طرح تڑپنے لگی۔

مہرالنسا بدستور دیوار سے لگی بید کی طرح کانپ رہی تھی... اس نے ایک نظر اس پر ڈالی... پھر بولا:

" میں پھر آؤں گا..." یہ کہتے ہی اس کا رخ زینے کی طرف ہو گیا... عین اسی وقت دروازے کو زور دار دھکا لگا ... وہ چرچرا کے رہ گیا ... ساتھ ہی مہرالنسا نے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی ... وہ چلائیں:

" ٹھہریں... میں کھول رہی ہوں۔"

اور پھر انہوں نے چٹخنی گرا دی ...فوراً ہی چار افراد اندر آ گئے۔ انہوں نے دیکھا... ان میں دو لڑکے وہی تھے ... جو اس سے پہلے آ چکے تھے اور جنہیں خود انہوں نے اپنے گھر سے چلے جانے کے لیے کہا تھا۔

انہوں نے پورے صحن پر ایک نظر ڈالی ...سب کی حالت ردی نظر آئی... خوف تو گویا ان کی رگ رگ میں سما گیا تھا ... پھر جونہی مہرالنسا نے سیڑھیوں کی طرف خوف زدہ انداز میں اشارہ کیا اور اوپر چڑھتے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چلے گئے ۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا... انہوں نے ادھر ادھر دیکھا... کوئی نظر نہ آیا... اس کا مطلب ہے ... وہ چھتوں کے راستے نکل گیا تھا:

'' ہمیں افسوس ہے ... ہم دیر سے پہنچے ۔''

'' دو...دیر سے نہیں ... عین وقت ... اگر آپ نہ آتے ... تت... وہ ... وہ تو ہمیں مار دیتا جان سے ۔''

'' لیکن یہ چکر کیا ہے ۔''

'' ہمیں نہیں معلوم ... ان دونوں کے آنے سے مسئلہ پیدا ہوا تھا... ورنہ تین سال سے تو انہوں نے مجھے کچھ کہا تک نہیں تھا ۔''

'' یوں بات نہیں بنے گی ... آپ لوگ اس وقت بہت سہمے ہوئے ہیں... آپ ابھی اور اسی وقت ہمارے ساتھ چلیے ... یہاں آپ بالکل بھی محفوظ نہیں ہیں۔''

'' لل... لیکن کہاں... اور آپ کون ہیں۔''

'' میرا نام انسپکٹر جمشید ہے ... شاید آپ نے سنا ہو ... اللہ کی مہربانی سے میں اس ملک کا نیک نام پولیس انسپکٹر ہوں... آپ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جا رہا ہوں... وہاں آپ میری بیگم سے مل کر بہت سکون محسوس کریں گی... پھر وہ جو ہمارا گھر ہے ... اس قسم کے معاملات میں بہت ہی بہترین ہے ... وہاں آپ کی حفاظت کے کئی رخ

سے انتظامات کریں گے ۔''

'' آپ کی باتیں سن کر ایک اطمینان سا محسوس ہو رہا ہے ... اور میرا دل کہہ رہا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ چلے جائیں... لیکن ایک خوف بھی محسوس ہو رہا ہے ۔''

'' ذرا سوچیں... ہمارے یہاں سے چلے جانے کے بعد آپ کس قدر خوف زدہ ہو جائیں گی ۔''

'' ہاں! یہ تو ہے ۔'' وہ بولیں۔

'' بس تو پھر اب دیر نہ کریں... ہمیں اس سارے معاملے کو دیکھنا بھی ہے ... آپ کو کوئی چیز ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں... ہمارے گھر سے آپ کو ہر چیز مل جائے گی ... اور ہر سائز میں مل جائے گی ۔''

'' امی جان ! یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔'' ان کی بیٹی بول اٹھیں۔

'' اچھا تو پھر چلو بچو... اللہ مالک ہے ۔''

'' پہلے میں ایک نظر باہر ڈال لوں... باہر کوئی خطرہ نہ ہو ... کیونکہ چھت کے ذریعے وہ آس پاس ہی کہیں اترا ہوگا ... اس کا جائزہ پھر کرلیں گے کہ وہ کس راستے سے غائب ہوا ہے ... پہلے آپ کو گھر پہنچائیں گے ۔''

'' جج... جی... شش... شکریہ۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے... ایسے میں ان کی نظریں لڑکی کے گال پر پڑی ۔اس کے گال سے پانچ جگہوں سے خون رس رہا تھا... وہ یہ دیکھ کر کانپ گئے ... کیونکہ کسی انسانی ہاتھ کا تھپڑ لگنے سے کم از کم اس طرح پانچ جگہوں سے خون نہیں نکل سکتا تھا... یہ تو ایسا تھا جیسے لوہے کی پانچ سلاخوں سے وار کیا گیا ہو:

’’میری بچی ... میں اس ظالم سے تمہارے خون کا حساب لوں گا... اور تم مجھے اس سے حساب لیتے دیکھو گی ۔‘‘ یہ کہتے ہوئے انسپکٹر جمشید کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا۔

’’نن نہیں... ہمیں نہیں چاہیے حساب...‘‘ مہرالنسا خوفزدہ انداز میں چلائیں ۔

اب انہوں نے باہر نکل کر دور دور تک کا جائزہ لیا... اس حلیے کا آدمی دور دور تک نظر نہ آیا:

’’آیئے چلیں... فی الحال باہر کوئی خطرہ نہیں ہے ۔‘‘

ان کے اطمینان دلانے کے باوجود وہ ڈرے ڈرے انداز میں گھر سے نکلے ... دروازے کے ساتھ ہی ان کی کار کھڑی تھی ... ان چاروں کو فرزانہ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بٹھایا گیا۔ محمود اور فاروق اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے اور انسپکٹر جمشید نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی ... راستے

بھر خاموشی رہی ... کیونکہ وہ باتیں کر کے انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے... فی الحال انہیں سکون کی ضرورت تھی... خوف کو دور کرنے کی ضرورت تھی اور جب تک ان کا خوف دور نہ ہوجاتا، وہ ڈھنگ سے کوئی بات نہیں بتا سکتے تھے۔

آخر وہ گھر پہنچے ... دستک سن کر بیگم جمشید نے پوچھا:

’’اگرچہ میں نے دستک کی آواز پہچان لی ہے ... لیکن مزید اطمینان کے لیے بتا دیں ... کون صاحب ۔‘‘

’’بس ہم ہی ہیں بیگم۔‘‘

’’اللہ کا شکر ہے ... ورنہ جس انداز میں آپ گئے تھے... میں تو ڈر ہی گئی تھی ۔‘‘ یہ کہتے ہوئے انہوں نے دروازہ کھول دیا۔

’’اور بات تھی بھی ڈرنے کی بیگم ۔‘‘

’’اوہو... یہ... یہ اس کی بچی کو کیا ہوا۔‘‘

’’سب سے پہلے تو ان کی مرہم پٹی کرنی ہے ... یہ کام ہم کریں گے... تم ان کے لیے گرم دودھ تیار کرو ۔میں انہیں دوا بھی کھلاتا ہوں ۔‘‘

دروازہ اندر سے بند کر کے وہ اندرونی کمرے میں آگئے... بیگم جمشید نے باورچی خانے کا رخ کیا ... ادھر انہوں نے مرہم پٹی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شروع کی... مرہم پٹی کی ضرورت بس بچی کو تھی ... باقی تینوں کو کوئی زخم نہیں آیا تھا... مرہم پٹی اور دوا کھانے کے بعد بچی نے کافی سکون محسوس کیا اور اس کے چہرے سے تکلیف کے آثار کم ہوتے نظر آئے... گرم دودھ پینے کے بعد جب سب لوگ اطمینان سے بیٹھ گئے تب انسپکٹر جمشید نے کہا:

'' اب آپ کا ہمارے بارے میں اور ہمارے گھر کے بارے میں کیا خیال ہے۔''

'' اپنے گھر سے زیادہ سکون ملا ہے ... اور جو محبت ملی ہے ... اس کا تو جواب ہی نہیں... ہم آپ لوگوں کا کس منہ سے شکریہ ادا کریں۔''

'' فی الحال تو اسی منہ سے ... ارے باپ رے۔'' فاروق نے یک دم منہ پر ہاتھ رکھ لیا ... گویا اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ غلط جملہ بولنے چلا تھا... لیکن اس کے انداز سے وہ چاروں ہنس پڑے۔

'' پہلے تعارف ہو جائے ... دیکھیے میرا نام تو آپ کو معلوم ہو ہی چکا ہے ...مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں... یہ میری بیگم ہیں... ان کا نام ہے شکیلہ بیگم...اور یہ ہیں محمود، فاروق اور فرزانہ ...'' یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے اور ان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

'' میں شہزادی مہرالنسا ہوں... یہ میرے بچے عامر، صدیق اور میمونہ ہیں۔''

'' خوب! میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا ہوں... آپ کے شوہر کیسے قتل ہوئے ... اور یہ اس شخص کا کیا معاملہ ہے ...پہلے تو یہ بتائیں... وہ کہاں یا کیا کام کرتے تھے۔''

'' وہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے ... سیٹھ اکرم اینڈ کو ... شتر مرغوں کا کاروبار کرتا ہے۔''

''کیا !!!''

انسپکٹر جمشید کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سنسناہٹ

انہیں اس طرح چونکتے دیکھ کر محمود ، فاروق اور فرزانہ کے ساتھ وہ چاروں بھی حیرت زدہ رہ گئے ۔ بیگم جمشید کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئیں... انہوں نے گھبرا کر پوچھا:

'' آپ کس بات پر حیران ہیں۔''

'' ابھی بتاتا ہوں... پہلے ذرا ان کی پوری بات سن لی جائے ۔''

'' جی بہتر ۔'' بیگم جمشید نے منہ بنایا۔

'' ہاں تو بہن ! آپ بتائیں... تین سال پہلا کیا ہوا تھا ۔''

''جب میری ان سے شادی ہوئی تھی ... اس وقت کسی اور ادارے میں ملازم تھے... شادی کو دس سال گزر گئے تو ایک دن انہوں نے بتایا انہیں ایک اور ادارے میں اچھی ملازمت مل گئی ہے ... یہاں تنخواہ زیادہ ملا کرے گی... انہوں نے ادارے کا نام سیٹھ اکرم اینڈ کو بتایا تھا اور یہ کہ یہ ادارہ شتر مرغوں کا کاروبار کرتا ہے ... ایک سال انہیں اس

ادارے میں ملازمت کرتے گزر گیا ... لیکن جس طرح وہ پہلے پرسکون رہا کرتے تھے ...اس ادارے میں ملازمت کرنے کے بعد اس طرح پرسکون نہیں رہے تھے... پریشان پریشان سے رہتے تھے... میں نے کئی بار پوچھا بھی... لیکن انہوں نے ہر بار یہ کہہ کر ڈال دیا کہ کوئی بات نہیں ... یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جب وہ لوٹ کر نہ آئے... یعنی اس صبح ... وہ معمول کے مطابق ادارے میں گئے اور اپنے وقت پر لوٹ کر نہ آئے... کچھ وقت تو اس خیال میں گزر گیا ... کہ دفتر میں کوئی کام پڑ گیا ہوگا ... لیکن جب تین گھنٹے گزر گئے تو میں نے انہیں فون کیا ... فون بند ملا۔ میں نے دفتر کے نمبر پر فون کیا ... دفتر سے کسی نے بتایا کہ وہ تو آج دفتر آئے ہی نہیں... اور ان کا تو فون آ گیا تھا کہ ان کی طبیعت خراب ہے ...یہ سن کر میں بہت حیران ہوئی ... میں نے انہیں بتایا کہ وہ تو صبح ہی دفتر چلے گئے تھے... یہ سن کر وہ شخص بھی حیران ہوا ...اور اس نے کہا کہ وہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں... غرض یہ کہ صبح تک میں شدید پریشان رہی اور جب دوسرے دن بھی پتا نہ چلا تو میں پولیس اسٹیشن پہنچ گئی... پہلے تو وہ رپورٹ ہی درج کرنے پر تیار نہ ہوئے ...مجھے دو تین چکر لگانے پڑے ... آخر دو دن بعد انہوں نے رپورٹ درج کرلی ... پھر مجھے اطلاع دی گئی کہ شہر کی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شمالی سڑک سے ایک لاش ملی ہے ... لاش ہسپتال کے مردہ خانے میں لائی گئی ہے ... آپ وہاں آکر لاش کو شناخت کریں ۔ میرا تو دل بیٹھ گیا ... بہت مشکل سے مردہ خانے گئی... وہ لاش انہی کی تھی ... بس ... مجھ پر تو غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا... اس کے بعد پولیس نے دو چار چکر لگائے ... سوالات کیے اور چلی گئی... میں غریب عورت کہاں کہاں جاتی ... صبر کرکے بیٹھ گئی... انہی دنوں کسی نے میرے گھر کے دروازے کے نیچے سے ایک خط اندر سرکایا تھا ۔ میں نے خط پڑھا، اس میں لکھا تھا :

" اپنے خاوند کی موت کو بھول جاؤ ... اب وہ لوٹ کر تو آنہیں سکے گا... اس میں تمہاری بھلائی ہے ، اگر شور مچایا پولیس اسٹیشن کے چکر لگائے یا کسی اخبار کے دفتر میں گئیں تو پھر جو حال تمہارے خاوند کا ہوا ، وہی تمہارے بچوں کا ہوگا... بچوں کے بعد خود تمہاری باری آئے گی ... لہٰذا اپنے بچوں کے ساتھ صبر اور شکر کی زندگی گزارو... اور بس ۔"

یہ خط پڑھ کر میں نے واقعی اس پر عمل کیا اور چپ سادھ لی... اس طرح تین سال گزر گئے... ہاں یاد آیا ... تین سال پہلے جب وہ خط سرکایا گیا تھا تو ایک باریک سی آواز نے کہا تھا..." یہ خط پڑھ لو اور عقل کے ناخن لو ۔"

اس کے بعد اب میں نے وہی آواز سنی ہے ...وہ آواز اسی زرد آدمی کی تھی اور اسی لیے یہ آواز سن کر میں نے بے پناہ خوف محسوس کیا تھا..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہوگئی ...

کافی دیر تک خاموشی رہی... آخر انسپکٹر جمشید نے کہا :

" آپ شاہی خاندان کی ہیں... آپ کے پاس مغلیہ دور کی کوئی چیز نسل درنسل تو نہیں چلی آرہی ۔"

ان کا سوال سن کر مہرالنسا کے چہرے پر الجھن دوڑ گئی، پھر انہوں نے کہا :

"کیا اس بات سے بھی اس معاملے کا تعلق ہوسکتا ہے ۔"

" ہونے کو کس بات سے کس بات کا تعلق نہیں ہوسکتا ۔" فاروق بولا ۔

وہ مسکرا دیے ... پھر انسپکٹر جمشید بولے :

" ہاں ہوسکتا ہے ... اگر آپ کے پاس کوئی قیمتی یا نادر چیز ہے تو بتا دیں... ہم ہر پہلو سے اس معاملے کا جائزہ لینا چاہتے ہیں ۔"

" میرے پاس سونے کا ایک ہار تھا...وہ ہار میری والدہ نے مجھے دیا تھا ۔ اس میں قندھاری انار کے دانوں جیسے موتی جڑے ہوئے تھے... میری والدہ نے بتایا تھا کہ یہ ہار ہمارا خاندانی ہار ہے ... اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نسل در نسل چلا آرہا ہے... اس میں کافی سونا ہے اور اس لحاظ سے اس کے اچھے بھلے پیسے مل سکتے ہیں...ان موتیوں کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔"

"بہت خوب ! وہ ہار کہاں ہے ۔" انسپکٹر جمشید نے جوش کے انداز میں کہا ۔

مہرالنسا کی نظریں میز پر گڑی تھیں... ان کا سوال سن کر بھی انہوں نے حرکت نہ دی ... پتھر کا بت بنی بیٹھی رہیں... یہاں تک کہ وہ بڑی طرح بے چین ہوگئے :

"آپ نے ہمارے والد کے سوال کا جواب نہیں دیا ۔"

"سچی بات یہ ہے کہ مجھے نہیں معلوم ، وہ کہاں ہے ۔"

"کیا مطلب ؟" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا ۔

"تین سال پہلے تک وہ ہار میرے پاس تھا ... پھر جب میرے شوہر قتل ہوئے تو میں کافی دنوں تک حد درجے غم میں مبتلا رہی ... اس کے بعد کچھ سنبھلی تو اس ہار کا خیال آیا ... سوچا، اسے بیچ کر کسی کام میں لگاؤں گی ...یا خود کوئی کام کروں گی ، ہمارے محلے میں چند عورتیں ہیں... وہ کپڑا مل سے خرید کر گھر میں رکھتی ہیں اور ادھر ادھر کی عورتیں ان سے آکر خریدتی ہیں...اس طرح یہ ایک گھریلو کاروبار ہے ، جن

عورتوں کے خاوند نہ ہوں... یا جن کا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو ، وہ اس ذریعے سے اپنی روزی کما سکتی ہیں... تو میں نے بھی یہی سوچا تھا ... کیونکہ شوہر کی تنخواہ تو بند ہوگئی تھی ... لیکن جب میں نے اس ہار کے بکس کو کھولا تو اس میں ہار نہیں تھا...اب مجھے نہیں معلوم ... وہ میرے شوہر نکال کر لے گئے تھے یا ایسا کسی اور نے کیا ہے ۔"

"اور آپ نے اس سلسلے میں کچھ نہیں کیا ؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا ۔

"کیا کرتی ... پولیس یہی کہتی کہ یہ کام خود آپ کے شوہر کا ہے ... اور ان سے کوئی چور ڈاکو چھین کر لے گیا اور جاتے جاتے وہ انہیں قتل بھی کر گیا... تاکہ وہ کسی کو کچھ نہ بتا سکیں۔"

"ہاں واقعی... وہ یہی کہتے ... میرا خیال ہے ... آپ کے شوہر کو اس ہار کے لیے قتل کیا گیا ہے ... کیا اس میں اتنا زیادہ سونا تھا ۔"

"جی... کوئی چار پانچ تولے ہوگا بس ۔"

"یہ سونا اتنا زیادہ تو نہیں... لیکن لالچی لوگ تو بہت چھوٹی رقم کے بدلے میں بھی اس قسم کا کام کر ڈالتے ہیں ، اس لیے کچھ نہیں کہا جاسکتا ... جن موتیوں کا آپ نے ذکر کیا... کیا وہ عام موتی تھے ۔"

"میری والدہ نے ان موتیوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا، ظاہر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہے ، اگر وہ کوئی قیمتی چیز ہوتے تو ضرور بتاتیں...یعنی وہ عام موتی تھے ... جو خوب صورتی کے لیے ہار کے کنارے پر لگائے جاتے ہیں..."

" میں سمجھ گیا ... مہربانی فرما کر یہ بتا دیں کہ وہ بکس کہاں ہے ..."

" گھر میں ہی موجود ہے ... اندرونی کمرے کی الماری میں رکھا رہتا ہے ...وہیں ہوگا ..."

" اس کا مطلب ہے ... ہمیں وہاں جانا ہوگا ... مگر نہیں ... صرف میں وہاں جاتا ہوں... تم تینوں یہیں ٹھہرو ... اور پوری طرح چوکس رہو... دروازہ بند رکھنا... کسی صورت نہ کھولنا ... جب تک پورا اطمینان نہ کرلو ... کوئی خطرہ محسوس کرو تو مجھے یا انکل اکرام کو فوراً فون کر دینا۔"

" آپ فکر نہ کریں ۔" محمود مسکرایا۔

" آپ نہ جائیں انکل... ہم خوف محسوس کر رہے ہیں۔" ان کے بیٹے عامر نے کہا۔

" آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... اس معاملے پر کام تو کرنا ہوگا ...جب تک مجرموں کو قانون کے حوالے نہیں کر دیا جائے گا

... آپ کا خوف روز بروز زیادہ ہوتا چلا جائے گا ، اس لیے ... ہمیں اس کیس کو جلد از جلد ختم کرنا ہے ...آپ کے اطمینان کے لیے کہہ دیتا ہوں کہ یہ ہمارا گھر ہے ... اور یہاں حفاظت کے کچھ خاص انتظامات ہیں... زرد آدمی جیسے لوگ عام گھروں میں اس قسم کی کارروائی کر سکتے ہیں... جیسی کارروائی وہ کر چکا ہے ... ادھر کا رخ کرنا آسان نہیں ... پھر بھی ہم لوگ پوری احتیاط کریں گے ۔"

" اگر آپ مطمئن ہیں تو پھر ٹھیک ہے ۔"

اور پھر انسپکٹر جمشید گھر سے نکل آئے... محمود نے دروازہ اندر سے بند کرلیا... ساتھ ہی اس نے سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر وہ بولا :

" انکل! آپ ذرا ہوشیار اور تیار رہیے گا... اباجان ابھی ابھی ایک جگہ گئے ہیں اور ان کی عدم موجودگی میں ہم پر حملہ ہو سکتا ہے ۔"

" تم لوگ ہو کہاں ۔" اکرام نے پوچھا۔

" گھر میں ہی ہیں۔"

" بس تم فکر نہ کرو... میں یہاں سے زیادہ فاصلے پر نہیں ہوں... کوئی خطرہ محسوس کرو تو بس میسج کر دینا ۔"

" اچھی بات ہے ۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

محمود نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا ... عین اس وقت دروازے پر دستک ہوئی:

"ارے باپ رے ... اتنی جلدی دستک!" ان کے منہ سے نکلا۔

"اللہ اپنا رحم کرے ... فاروق فوراً چھت پر چلے جاؤ... دیکھو... دروازے پر کون ہے۔"

"اوکے ... جب تک میں نہ کہوں دروازہ نہ کھولنا۔" فاروق نے سیڑھیوں کا رخ کرتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔" محمود نے جلدی سے کہا ... پھر اپنی امی کی طرف مڑا:

"امی جان! آپ انہیں باورچی خانے میں لے جائیں... آپ کمرے کا دروازہ نہیں کھولیں..."

"تم بلاوجہ ڈر رہے ہو ... پہلے معلوم تو کرلو ... باہر کون ہے۔"

"نہیں! پہلے آپ انہیں اندر لے جائیں... آخر اس میں کیا حرج ہے ... باہر کوئی خطرہ نہ ہوا تو ہم آپ سے کہہ دیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

اب محمود نے سب انسپکٹر اکرام کا نمبر ملایا... اور آواز سن کر بولا:

"انکل! دروازے پر دستک ہوئی ہے۔"

"پھر ... معلوم کیا... باہر کون ہے۔"

"معلوم کررہے ہیں۔"

"فون بند نہ کرنا ... آن رکھنا ... تاکہ میں بھی سن لوں۔"

"جی اچھا۔"

ایسے میں فاروق اوپر سے واپس آتا نظر آیا...اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی:

"باہر ایک عورت ہے ... امی جان سے ملنے آئی ہے۔"

"اوہ ... لیکن نہیں... پہلے اس سے پوچھنا ہوگا ... وہ کون ہے ... اور کیا چاہتی ہے۔"

یہ کہہ کر محمود دروازے پر آگیا:

"کون؟" اس نے کہا۔

"یہ میں ہوں بیٹا صغراں بی بی ... آپ کی امی سے کام ہے۔"

محمود نے اپنی والدہ کی طرف دیکھا:

"ہاں! یہاں سے کوئی نو دس گھر پرے ان کا گھر ہے ... اکثر آتی رہتی ہیں۔"

"اوہ اچھا انکل آپ نے سن لیا۔"

"ہاں! مطلب یہ کہ کوئی خطرہ نہیں ہے ... الحمدللہ!" یہ کہہ کر اس

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نے فون بند کر دیا۔

اور ادھر محمود نے دروازہ کھول دیا ... صغراں بی بی اندر آگئیں... وہ برقعے میں تھیں... محمود نے دروازہ اندر سے بند کر لیا:

''آیئے خالہ۔''

اس نے کچھ نہ کہا اور قدم اٹھاتی صحن تک اور پھر باورچی خانے کی طرف بڑھیں... گویا اسے معلوم تھا کہ بیگم جمشید باورچی خانے میں ہوں گی...وہ اندر گئی اور پھر بیگم جمشید کے ساتھ باہر نکل آئی... اس وقت انہوں نے دیکھا ... بیگم جمشید کا چہرہ دھواں ہو رہا تھا ... ان کی آنکھوں میں سارے جہاں کا خوف سمٹ آیا تھا۔

یہ دیکھ کر وہ بری طرح اچھلے:

☆☆☆☆☆

ہار کا بکس

انسپکٹر جمشید نے مہرالنسا کے گھر کے سامنے پہنچ کر گاڑی روک دی۔ مہرالنسا کی دی ہوئی چابی سے انہوں نے تالا کھولا... اور اندر داخل ہو گئے ... وہ سیدھے اس الماری تک پہنچ گئے... الماری کے دروازے پر بھی تالا تھا... اس کی چابی بھی اس رنگ میں تھی... انہوں نے یہ تالا بھی کھول ڈالا ... لیکن الماری خالی تھی۔ اس میں زیورات کو کوئی بکس نہیں تھا۔

اب انہوں نے پورے گھر کی تلاشی لی ... لیکن ہار کا بکس کہیں بھی نہ ملا ... ان کے چہرے پر حیرت کے ساتھ مسکراہٹ بھی دوڑ گئی... ان کے منہ سے نکلا:

''آخر مجرم سے غلطی ہو ہی گئی ... اگر وہ یہ بکس نہ لے جاتا تو ہم یہی سمجھتے کہ اس ہار کی کوئی اہمیت نہیں ہے ... لیکن بکس کے غائب ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس ہار سے بھی کیس کا کوئی تعلق ہو-

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سکتا ہے۔

اب سوال یہ تھا کہ بکس غائب کیسے ہو گیا... مہرالنسا تو تالا لگا کر گئی تھیں۔انہیں یاد آیا، دوبارہ جب وہ زرد آدمی آیا تھا تو زینے کے راستے سے غائب ہوا تھا... گویا ہار کا بکس لے جانے کیلئے بھی اس نے یہی راستہ اختیار کیا تھا۔ ہوا یہ ہوگا کہ مہرالنسا جاتے وقت گھبراہٹ میں زینے کا دروازہ اندر سے بند کرنا بھول گئی تھیں یا پھر اس شخص نے کسی طرح زینہ کھول لیا تھا۔

یہ جاننے کے لیے وہ سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے... اوپر صرف چھت تھی... کوئی کمرہ وغیرہ نہیں تھا... انہوں نے دائیں بائیں اور پچھلی طرف کا جائزہ لیا۔دائیں طرف گلی کے مکانوں کی قطار چلی گئی تھی... اور چھتوں سے چھتیں آپس میں ملی ہوئی تھیں... البتہ اونچائی کے لحاظ سے مختلف تھیں... بائیں طرف بھی چھتیں نظر آئیں... شہزادی مہرالنسا کی چھت کے بالکل برابر اونچائی کی تین چھتیں اس طرف ملی ہوئی تھیں... گویا اس چھت سے تین چھت دور تو یوں بھی جا سکتے تھے۔

اب وہ گئے پچھلی سمت ۔ اس طرف ایک گلی نظر آئی... گویا زرد انسان اس طرف سے تو فرار ہو نہیں سکتا تھا... زیادہ امکان بائیں طرف کی چھتوں کے ذریعے ہی تھا... وہ شہزادی مہرالنسا کی چھت سے

بائیں طرف والی پہلی چھت پر اتر آئے۔ انہوں نے اس چھت کا جائزہ لیا... جوتوں کے واضح نشانات موجود تھے... یہ نشانات شہزادی مہرالنسا کی چھت پر بھی تھے... گویا وہ اسی طرف سے گیا تھا۔ وہ اس سے اگلی چھت پر آئے... یہاں بھی جوتوں کے نشانات موجود تھے... تیسری چھت پر بھی نشانات نظر آئے... لیکن اس کے بعد ایک بہت اونچا مکان تھا۔ اب اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس چھت سے آگے نہیں گیا تھا، بلکہ اس سے نیچے اترا تھا... انہوں نے نیچے جھانک کر دیکھا... وہ گھر شہزادی مہرالنسا کے گھر سے تین گھر آگے نظر آیا... پہلے تو انہوں نے اس چھت کا جائزہ لیا... پھر جوتوں کے نشانات زینے کی طرف تک دیکھ کر انہیں یقین ہوگیا کہ وہ اسی چھت سے نیچے اترا تھا... وہ واپس شہزادی مہرالنسا کی چھت پر آئے۔ وہاں سے نیچے اترے اور پھر اس گھر کے دروازے پر آئے جس کی چھت سے وہ اترا تھا۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی تو ایک خاتون نے ڈری ڈری آواز میں پوچھا:

"کک... کون؟"

"مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں... میرا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے، آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں... بے شک آپ دروازہ کھولے بغیر جواب دیں... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا، کیونکہ میں محسوس کر سکتا ہوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کہ آپ بہت خوف زدہ ہیں... ویسے کیا کوئی مرد گھر میں نہیں ہیں۔"

" جی میرے شوہر ابھی کام سے واپس نہیں آئے... آپ پوچھیں کیا پوچھنا ہے۔"

" کیا آج کوئی پراسرار سا آدمی آپ کی چھت پر سے نیچے اترا تھا۔"

" جج... جی ہاں... وہ ... وہ بہت خوفناک آدمی تھا... بہت زیادہ ... میں تو اب تک تھر تھر کانپ رہی ہوں۔"

" کیا آپ گھر میں اکیلی ہیں۔"

" نہیں... میری بچیاں میرے ساتھ ہیں... ان سب کا مارے خوف کے بڑا حال ہے۔"

" خیر... صرف اتنا بتا دیں... نیچے اتر کر اس نے کیا کہا تھا... یا کیا کیا تھا... اور کیا اس کے ہاتھ میں کچھ تھا۔"

" جی ہاں... ایک بکس ... بہت ہی پرانے ڈیزائن کا بکس ... زیورات رکھنے کے بکسوں جیسا اس کے ہاتھ میں تھا... ہم تو دراصل اس کے اوپر سے نیچے آنے سے ہی خوفزدہ ہو گئے تھے۔ ہم نے خیال کیا تھا کہ کوئی چور یا ڈاکو ہے... جو چھت کے راستے گھر میں داخل ہوا ہے ... لیکن اللہ کا شکر ہے...اس نے کوئی چیز لے جانے کی کوشش نہیں

ندیم

کی... بس صرف اتنا کہا تھا، مجھے صرف باہر جانا ہے اور کوئی بات نہیں ... اپنے گھر میں آرام سے اور خاموشی سے بیٹھے رہو... میری آمد اور جانے کا کسی سے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں... اور یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ اتنا خوفناک ہو گیا تھا کہ میں کیا بتاؤں... میں اور میری بچیاں تھر تھر کانپنے لگی تھیں... اس کے جانے کے کافی دیر بعد تک بھی ہم پر خوف سوار رہا تھا... اور سچ پوچھیں تو ہم اب بھی خوف محسوس کر رہے ہیں۔"

" آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں... اس نے صرف فرار ہونے کے لیے آپ کا گھر استعمال کیا ہے...اور بس... ویسے کیا اس کا رنگ زردی مائل تھا؟"

" اوہ ہاں! ہم نے اپنی زندگی میں اتنا زرد انسان کبھی نہیں دیکھا... یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم میں خون تو ہے ہی نہیں... لیکن بہرحال اس نے ہمیں کچھ نہیں کہا ..." یہاں تک بتا کر عورت خاموش ہو گی۔

انسپکٹر جمشید اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس مڑ گئے... اب وہ گاڑی میں بیٹھے گھر کا رخ کر رہے تھے... اور گہری سوچ میں گم ہو چکے تھے... وہ سوچ رہے تھے:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہ عجیب معاملہ ہے ... قتل تین سال پہلے ہوا تھا ... ہار بھی اس وقت ہی غائب ہوا تھا... لیکن ہار کا بکس گھر کی الماری میں موجود تھا ... پھر اب اس زرد آدمی کو اس بکس کے غائب کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی تھی ... اس کے ساتھ ہی ... یہ بات کس قدر عجیب ہے کہ اس خاتون کو قتل کے بعد یہاں رہتے ہوئے تین سال ہو گئے ۔ کوئی شخص نہیں آیا، لیکن ادھر محمود اور فاروق وہاں پہنچے ... وہ زرد آدمی آ گیا ... اور وہی بکس اڑا کر لے گیا ۔ اس کا مطلب ہے... اس قتل کے پیچھے جو لوگ موجود ہیں... وہ ہمیں اچھی طرح جانتے ہیں اور ہمارے اس کیس میں دلچسپی لینے سے پریشان ہو گئے ہیں۔اس کیس میں ایک عجیب ترین بات اور ہے ... تین سال گزرنے کے بعد محمود اور فاروق شہزادی مہرالنسا کے گھر میں آئے تو اس زرد آدمی کو کیسے پتا چل گیا کہ وہ یہاں آئے ہیں ۔ وہ کوئی ہر وقت دوربین لگا کر تو بیٹھا ہوا نہیں ہوگا... آخر اسے کیسے پتا چل گیا ... کہ اس قدر جلدی وہاں پہنچ گیا ... جب کہ ابھی محمود اور فاروق وہیں تھے ۔

اس خیال کے آتے ہی انہوں نے کار رفتار آہستہ کر دی اور پھر روک بھی لی ... وہ زیادہ گہری سوچ میں ڈوب چکے تھے... آخر انہوں نے کار واپس موڑی اور شہزادی مہرالنسا کے گھر واپس آئے ۔ تالا کھول کر

اندر داخل ہوئے ، دروازہ اندر سے بند کرکے انہوں نے پورے گھر کا جائزہ لیا ... ایک ایک چیز کو غور سے دیکھا... آخر آتش دان پر رکھے ایک کھلونا بھالو پر نظر پڑی... انہوں نے اسے اٹھا کر دیکھا... پھر اپنی گھڑی کا ایک بٹن دبایا تو اس کے ڈائل کے ایک طرف ایک ننھی سی سرخ سوئی تھرتھرانے لگی ۔

ان کے ہونٹ ہنسی کے انداز میں مسکرا گئے... اب وہ سمجھ گئے تھے کہ زرد آدمی وہاں کیسے پہنچ گیا تھا ۔ انہوں نے بھالو کے کپڑوں میں سے ایک ننھا سا سیاہ رنگ کا بٹن اتار لیا ...پھر بھالو سمیت باہر نکل آئے۔ اب ان کا رخ گھر کی طرف تھا ... ان پر جوش سوار ہو گیا تھا...وہ کبھی مسکراتے ، کبھی ان کی پیشانی پر بل نظر آنے لگتا...اسی حالت میں وہ گھر پہنچ گئے... اس سے پہلے کہ وہ دروازے پر دستک دیتے ... انہیں اندر ایک ہلکی سی آواز سنائی دی ... وہ چونک اٹھے... ان کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی ۔ انہوں نے باہر سے دروازے کو تالا لگا دیا اور خود فوراً بیگم شیرازی کے دروازے پر آئے... دستک کے جواب میں ان کی صورت دکھائی دی :

''آہا بھائی صاحب... ہم اتنے قریبی پڑوسی ہیں... دونوں گھروں کی دیواریں ملی ہوئی ہیں... لیکن سال بعد کبھی نظر آتے ہیں ۔''

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"گھر والے اس وقت خطرے میں ہیں... مجھے اوپر سے ہو کر اپنے گھر میں داخل ہونا ہے۔"

"اوہ! اچھا۔" وہ چونک اٹھیں... پھر انہیں راستہ دے دیا... وہ سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آئے... وہاں سے اپنی چھت پر آگئے... اس طرح کہ ہلکی سی آواز تک نہ ہو سکی۔ انہوں نے دیکھا... زینہ دوسری طرف سے بند تھا... گویا وہ سیڑھیوں کے ذریعے نیچے اپنے گھر میں نہیں جا سکتے تھے... انہوں نے صحن میں جھانکا تو بڑی طرح چونک اٹھے... ان کا ہاتھ جیب میں رینگ گیا... ہاتھ باہر آیا تو اس میں پستول تھا... اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے، انہیں ایک خیال آیا۔ نیچے صورت حال ایسی ہے کہ گولی کسی کو بھی لگ سکتی تھی۔ انہوں نے پستول جیب میں رکھ لیا اور ایک نیا قدم اٹھانے کے لیے تیار ہو گئے... کیونکہ اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

O

"کون ہو تم چھوڑ دو ہماری امی کو..." محمود چلا اٹھا۔

"ہی ہی ہی..." انہوں نے اس کے ہنسنے کی آواز سنی۔ دوسرے ہی لمحے وہ سکتے میں آگئے... کیونکہ ہنسی کی یہ آواز زرد آدمی کی تھی...

وہ انہیں چکر دینے میں کامیاب ہو گیا تھا... محمود نے خطرے کو بھانپ کر جوتے کی ایڑی میں سے اپنا چاقو نکال لیا:

"خبردار چھوڑ دو انہیں... ورنہ میں تمہاری گردن کاٹ دوں گا۔"

"اس خوش فہمی میں نہ رہنا... تمہارا چاقو تمہاری والدہ کو لگے گا... یقین نہیں تو تجربہ کر کے دیکھ لو۔"

"نن محمود... یہ تجربہ نہ کرنا... ہم اس سے ہاتھوں اور پیروں سے مقابلہ کریں گے۔" فرزانہ چلائی۔

"یہ ہوئی نا بات... بہت عقل مند ہو۔" وہ ہنسا۔

ایسے میں محمود نے چھلانگ لگائی اور اس کی کمر پر پہنچ کر اس کی گردن میں بازو ڈال دیا۔ ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی... زرد انسان نے گردن کو جھٹکا دیا تھا... اور محمود کسی کھلونے کی طرح اڑتا دیوار سے جا ٹکرایا تھا... اس وقت اسے معلوم ہوا... اس شخص میں غضب کی طاقت تھی:

"لگتا ہے... تمہاری والدہ کی گردن مروڑنی پڑے گی... تم یوں باز نہیں آؤ گے۔"

اسی وقت فاروق نے زمین پر لوٹ لگائی اور اس کی ایک ٹانگ پکڑ کر کھینچنے کی کوشش کی... اس نے ٹانگ کو جھٹکا مارا تو فاروق بھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سیدھا دیوار سے جا ٹکرایا۔

اس وقت تک فرزانہ محمود کے ہاتھ سے چاقو لے چکی تھی ... وہ چاقو لیے زرد انسان کی طرف بڑھی:

'' آؤ۔آؤ... تم بھی آؤ... لیکن یاد رکھنا... یہ چاقو تمہاری والدہ کے جسم میں پیوست ہو گا... مجھے نہیں لگ سکے گا۔''

فرزانہ نے جیسے اس کا جملہ سنا ہی نہیں...ایک ایک قدم اٹھاتی اس کی طرف بڑھتی رہی ... یہاں تک کہ اس کے بالکل نزدیک پہنچ گئی... عین اسی لمحے زرد آدمی کی ایک ٹانگ چل گئی ... اس کے پیر کی ٹھوکر فرزانہ کی پنڈلی پر لگی ۔ اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی... پھر وہ دھڑام سے فرش پر گری اور ساکت ہو گئی ۔ اس کے گرتے ہی اس کے منہ سے آواز نکلی :

'' ہو ہو ... ہی ہی ہی ۔''

یہ اس کی ہنسی تھی ... عجیب بے ڈھنگی ہنسی ... ان تینوں نے دیکھا... اس کے دونوں ہاتھ ان کی والد ہ کی گردن پر جم چکے تھے... اب اس کی ہونٹ ہلے :

'' بتاؤ... وہ عورت کہاں ہے... مہرالنسا... نہیں تو تمہاری گردن توڑ دوں گا۔''

''نہیں... نہیں۔''

باورچی خانے سے خوف میں ڈوبی آواز آئی... زرد آدمی کی نظریں دروازے کی طرف اٹھ گئیں...وہاں مہرالنسا کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھیں۔انہیں دیکھتے ہی اس نے بیگم جمشید کو چھوڑ دیا اور مہرالنسا کی طرف بڑھا:

'' نہیں... خبردار... یہ ہماری حفاظت میں ہے ... پہلے ہم اپنی جانیں دیں گے ... پھر ان کی طرف بڑھنا۔'' بیگم جمشید نے چیخ کر کہا اور دوڑ کر دونوں کے درمیان میں آ گئیں۔

'' خوب ! اگر یہ بات ہے تو میں پہلے تمہاری جان لے لیتا ہوں... مجھے کیا فرق پڑتا ہے ۔''

یہ کہہ کر اس نے قدم اٹھایا ہی تھا کہ دھم کی آواز گونج اٹھی :

☆☆☆☆☆

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جنگ

دھم کی آواز نے ان سبھی کو اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا ۔ یہاں تک کہ زرد آدمی بھی اچھلے بغیر نہ رہ سکا ، لیکن اس حالت میں بھی اس نے بیگم جمشید کی گردن نہیں چھوڑی تھی ۔وہ بھی اس کے ساتھ اچھلی تھیں... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید کی سرد آواز صحن میں گونجی:

'' تم اس وقت میرے پستول کی زد پر ہو ... میری بیگم کو چھوڑ دو، ورنہ میں فائر کردوں گا ۔''

اس نے ایک نظر ان پر ڈالی ، پھر بیگم جمشید کی گردن چھوڑ دی... اس نے مسکراتے ہوئے کہا:

'' پستول کی گولی سے خود کو بچانے کے لیے آپ کی بیگم کو چھوڑ رہا ہوں ... کیونکہ جونہی آپ فائر کریں گے ، مجھے اچھلنا کودنا پڑے گا ... لیکن میں صحیح طور پر اچھل نہیں سکوں گا، اس لیے گولی یا تو مجھے لگ جائے گی یا آپ کی بیگم کو ... لہٰذا اس وقت مناسب یہی ہے ... آپ سب

سے نبٹ لوں... اس کی باری پھر آجائے گی ۔''

'' ہاں کیوں نہیں... بہت آسانی سے ۔''

پہلی بار وہ اس زرد آدمی کو صاف طور پر دیکھ رہے تھے... اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں بھی کسی قدر خوف کا احساس ہو رہا تھا ... انہوں نے دیکھا، بیگم جمشید اپنے گلے کو مسل رہی تھیں... اور دیوار سے جا لگی تھیں ۔محمود، فاروق اور فرزانہ بھی دیوار سے جا لگے تھے ... اور اپنی چوٹوں کو مسل رہے تھے... تاہم ان کی نظریں اپنے والد اور اس زرد آدمی پر تھیں... انسپکٹر جمشید اس کے دل کا نشانہ لے چکے تھے... وہ چاہتے تھے ، اس خطرناک انسان کا کام تمام ہی کر دیں... کیونکہ وہ اس کے مقابلے میں مشکل صورت حال ہی کا شکار ہو رہے تھے اور پھر انہوں نے پوری احتیاط سے فائر کر دیا ۔ انہیں یوں لگا جیسے گولی اس کے جسم کے پار ہو گئی ہو، لیکن ہوا صرف اتنا تھا کہ وہ ذرا سا ترچھا ہو گیا تھا... اور گولی دیوار پر لگی تھی ... انہوں نے اس جگہ سے دیوار کا پلستر اڑتے دیکھا... ادھر زرد آدمی کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی :

''کیوں... کیسی رہی ۔''

'' اس میں شک نہیں ! تم بہت ماہر ہو ۔'' انسپکٹر جمشید نے اس کی تعریف کی ۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

''انسپکٹر جمشید! ابھی آپ نے میری مہارت کب دیکھی ہے... یہ تو ہلکا سا ایک نمونہ تھا...''

انسپکٹر جمشید نے جیسے اس کا جملہ سنا ہی نہیں... وہ تو پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے... وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ یہ شخص کس کس رخ سے خود کو بچاتا ہے... اس وقت انہوں نے دوسرا فائر کر دیا۔ زرد انسان دھڑام سے گرا اور لڑھک کر دیوار تک چلا گیا۔ گویا اب تک وہ دو گولیاں بچا گیا تھا اور یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی... فائر کرنے والے انسپکٹر جمشید تھے۔ دنیا کے ایک ماہر ترین نشانے باز... انہوں نے کئی عالمی مقابلے جیتے تھے... دوسرا فائر خالی جاتے دیکھ کر ان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ پھر کوئی جملہ کہتا، انہوں نے تیسرا فائر کر دیا... اس بار وہ اونچا اچھلا اور گولی اس کے نیچے سے نکل گئی... انسپکٹر جمشید کی پیشانی کے بل گہرے ہو گئے... ابھی ان کے پستول میں نو گولیاں اور تھیں... انہوں نے سوچا... نو کی نو گولیاں اوپر تلے فائر کر دیں... اس کے لیے انہیں گھر کے افراد کو ایک طرف کرنا ضروری تھی... یہ سوچ کر وہ بولے:

''تم میرے پیچھے آجاؤ، مہرالنسا اور ان کے بچے بھی... اور دیوار سے لگ کر دروازے تک چلے جاؤ۔''

''جی... دروازے تک... کیوں۔''

''تم باہر نکل کر بیگم شیرازی کے گھر چلے جاؤ... اس کے بعد میں اور یہ یہاں رہ جائیں گے... اس وقت کھل کر مقابلہ ہوگا۔''

''لیکن ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔''

''تب پھر تم چھت پر چلے جاؤ... اور زینے کا دروازہ چھت کی طرف سے بند کر لو۔''

''آپ... آپ یہ کیوں چاہتے ہیں۔''

''اس لیے کہ اس صحن میں ایک خونی جنگ لڑی جانے والی ہے... میں نہیں چاہتا، تم میں سے کوئی اس جنگ کی لپٹ میں آئے۔''

''عقل مند ہیں آپ...۔'' زرد آدمی ہنسا۔

''تم نے سنا نہیں۔''

''ہمارا جی نہیں چاہ رہا کہ یہاں سے جائیں۔''

''میں جو کہہ رہا ہوں... دراصل تم لوگوں کے صحن میں ہوتے ہوئے میں آسانی سے نہیں لڑ سکوں گا... ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہے گا کہ کہیں تم میں سے کوئی لپیٹ میں نہ آجائے اور پھر تم لوگوں کے ساتھ مہرالنسا اور ان کے بچے بھی ہیں۔''

''بات آپ کی معقول ہے... خیر ہم اوپر چلے جاتے ہیں... لیکن

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ضرورت پڑی تو ہم لڑائی میں دخل دیے بغیر نہیں رہیں گے۔"

" اچھا فی الحال تو تم اوپر جاؤ نا۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

اور پھر وہ پانچوں اوپر زینے کی طرف مڑنے لگے:

" جاؤ جاؤ... مجھے کوئی پروا نہیں... اس لیے کہ تم بھی بچ کر نہیں جا سکو گے۔"

" اللہ مالک ہے۔"

پھر وہ چھت پر آ گئے... صحن پر جھک گئے... ان کے دل زور زور سے دھڑک رہے تھے۔ شاید وہ اپنی زندگی کی خطرناک ترین لڑائیوں میں سے ایک دیکھنے جا رہے تھے:

" زینے کی کنڈی لگا لو۔" انسپکٹر جمشید نے اوپر دیکھے بغیر کہا۔

" جی اچھا۔" محمود نے کہا اور ان کی ہدایت پر عمل کیا۔

" مسٹر زرد! اب رہ گئے صرف میں اور تم..."

" لیکن یہ انصاف نہیں۔" زرد انسان نے منہ بنایا۔

" کیا مطلب؟"

" اتنا بڑا نام... اور مقابلے میں انصاف غائب۔"

" کیا کہنا چاہتے ہو۔"

" دیکھیے... میں خالی ہاتھ ہوں... اور آپ کے ہاتھ میں پستول

ہے... یہ بات نہیں کہ میں آپ کے پستول سے خوفزدہ ہوں... لیکن زیادہ مزہ آتا، اگر آپ بھی پستول ہاتھ میں نہ لیتے۔"

" ایسا نہ کیجیے گا ابا جان۔"

" کیا مطلب... کیسا نہ کروں۔" انہوں نے اب بھی اوپر دیکھے بغیر کہا۔

" پستول جیب میں نہ رکھیں... اپنی گولیاں اس پر ضرور آزمائیں۔" فرزانہ چلائی۔

" تم پریشان نہ ہو... مسٹر زرد... تمہارا نام کیا ہے۔"

" اب آپ مجھے باتوں میں لگا کر فائر کرنا چاہتے ہیں... لیکن آپ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے... میں پوری طرح چوکنا ہوں۔"

" ہونا بھی چاہیے... تم نے بتایا نہیں... کیا نام ہے تمہارا۔"

" اتنا ہی ضروری ہے جاننا تو پھر سن لیں... میں ستانی ہوں۔"

" اور یہ کیا چکر ہے... تم کیوں ایک غریب عورت اور ان کے بچوں کی جان کے دشمن ہو رہے ہو۔"

" یہ بتانا اتنا آسان نہیں... ہاں مجھے شکست دے لیں... پھر پوچھ لیجیے گا... اس وقت بھلا میں کیوں بتانے لگا۔"

" جواب معقول ہے... محمود! تم نے سنا۔" وہ عجیب لہجے میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بولے۔

’’جی سنا۔‘‘

’’نہیں سنا۔‘‘ انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

’’کیا فرمایا آپ نے ... نہیں سنا۔‘‘ محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

’’ہاں! جو میں نے کہا ہے، وہ کرو... ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گا... سمجھے!‘‘ انہوں نے آواز میں کہا۔

’’یہ کیا انسپکٹر جمشید... آپ تو اپنے بچوں سے باتیں کرنے لگے... فائر کریں نا۔‘‘

’’اوکے...‘‘

ادھر محمود کا مارے پریشانی کے بُرا حال ہو چکا تھا... اس نے فاروق اور فرزانہ کی طرف دیکھا:

’’اب کیا کریں۔‘‘

’’جو ابا جان نے کہا ہے۔‘‘

’’لیکن...‘‘

’’اب یہاں لیکن کی گنجائش کہاں رہ گئی۔‘‘

’’خوب خوب!‘‘ انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

’’خبر دار! تم لوگ ادھر نہیں آسکتے۔‘‘

چھت پر ایک آواز گونجی ... انہوں نے بیگم شیرازی کی چھت کی طرف دیکھا۔وہاں چار پستول ایک ہی وقت میں ان کی طرف اٹھے نظر آئے:

’’لو کر لو بات! اب ابا جان کی ہدایت پر کیسے عمل کریں۔‘‘ محمود نے منہ بنایا۔

’’مجبوری ہے ...‘‘۔ فاروق نے کندھے اچکائے دیے۔

’’ہمیں افسوس ہے ابا جان۔‘‘

’’افسوس وفسوس نہیں چلے گا ... جو کہا ہے، اس پر عمل کرو۔‘‘ انہوں نے جھلا کر کہا۔

’’لیکن وہ چلنے پر مجبور کر رہا ہے۔‘‘ فاروق بولا۔

’’کون؟‘‘ انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

’’افسوس!‘‘

’’حد ہو گئی ... تمہیں ایسے میں مذاق کی سوجھی ہے۔‘‘

’’یہ بات نہیں ابا جان ... ایسے میں مذاق کو ہماری سوجھی ہے۔‘‘ فرزانہ بولی۔

’’کیا مطلب؟‘‘

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"یہاں چار عدد پستول ہماری طرف اٹھے ہوئے ہیں ... اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں پستول ہیں... انہوں نے آنٹی شیرازی کی دیوار کی اوٹ لی ہوئی ہے ... جب کہ ہمارے پاس اس وقت ایک بھی پستول نہیں۔"

"اچھی بات ہے ... پھر تو واقعی افسوس نہیں چلے گا ..."

"جی ... جی ہاں! یہی تو ہم کہہ رہے ہیں... ہم ان چاروں کو لے کر کہیں نہیں جا سکتے۔"

"کوئی بات نہیں... ہوگا تو وہی ... جو اللہ چاہیں گے ... اب تم لڑائی دیکھو... چار پستولوں کی فکر نہ کرو ... جب تک تم اس طرف ہو، وہ گولی نہیں چلائیں گے۔"

"کتنے شریف ہیں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"انسپکٹر جمشید ... آپ ادھر ادھر کی ہانکنے میں مشغول ہو گئے... لگتا ہے، مجھے دیکھ کر آپ کا پتا پانی ہوگیا ہے ... اور آپ کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا... فائر کریں... ورنہ پھر مجھے حملہ کرنے دیں۔"

"تمہاری خواہش ابھی پوری کیے دیتا ہوں۔"

"شروع ہو جائیں۔"

انہوں نے پوری احتیاط سے نشانہ لیا اور فائر کر دیا ... لیکن صرف

ایک فائر کیا... لگاتار فائر نہیں کیے تھے۔ ان کا یہ وار بھی خالی گیا ...وہ بلا کی تیزی سے اچھلا تھا ...اور بالکل درست سمت میں اچھلا تھا ... انہوں نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر فائر کیا ...اس بار انہوں نے اس کا نشانہ نہیں لیا تھا... بلکہ اس جگہ گولی ماری تھی، جہاں اس کے اچھل کر آنے کا امکان تھا... لیکن ان کی یہ گولی بھی ضائع گئی ... کیونکہ اس بار وہ ہلا ہی نہیں تھا...اس پر انہیں حیرت ہوئی ۔اب انہوں نے لگاتار فائر کرنے کی ٹھانی ... اور پھر مسلسل ٹریگر دباتے چلے گئے ... ان کا پستول خالی ہوگیا ... جب کہ ستانی ایک طرف کھڑا ہنستا نظر آیا:

"اب کیا کرو گے انسپکٹر جمشید۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ستانی کے ہاتھ میں پستول نظر آیا:

"اب تم اپنا شوق پورا کرلو۔" انہوں نے پرسکون آواز میں کہا۔

ادھر اوپر محمود، فاروق اور فرزانہ نے محسوس کیا، کوئی غیر محسوس طور پر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا ہے ... انہوں نے چونک کر دیکھا...وہ چاروں بھی صحن کی گرل سے آ لگے تھے ... تاہم ان کے پستول اب بھی ان کی طرف تھے:

"ہم بھی اس لڑائی کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے، کیونکہ ہمارے خیال

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

میں یہ ایک دلچسپ مقابلہ ہو گا ۔"

" لیکن جناب ! اس کی ساری دلچسپی ، آپ کے یہ پستول خراب کیے دے رہے ہیں... آپ انہیں جیبوں میں رکھ لیں ۔" فاروق نے منہ بنایا۔

" ہمیں افسوس ہے ... ان کی موجودگی میں ہی مقابلہ دیکھنا پڑے گا۔"

" آپ کی مرضی ۔" فاروق نے کندھے اچکائے ... اور نیچے صحن کی طرف متوجہ ہوگیا ... اب ان سب کی نظریں نیچے کی طرف جم گئیں... ان چاروں کے پستول ضرور ان کی طرف اٹھے ہوئے تھے... لیکن دھیان پوری طرح نیچے ہی تھا ... انہوں نے دیکھا... شانی انسپکٹر جمشید پر پستول تانے کھڑا تھا... اور پوری طرح چوکنا نظر آرہا تھا :

" سنبھالو میرا پہلا وار ۔" اس کے منہ سے نکلا ۔

" میں تیار ہوں ۔" انسپکٹر جمشید نے پلکیں جھپکے بغیر کہا ۔

اور پھر شانی نے ٹریگر دبا دیا ... انسپکٹر جمشید ایک طرف لڑھک گئے... دوسرے ہی لمحے اپنے پیروں پر کھڑے نظر آئے۔

ان کے گھر کا صحن بہت کھلا تھا... ایسی لڑائی وہاں آرام سے لڑی جاسکتی تھی ۔ جونہی شانی کا پہلا وار خالی گیا ... اس نے حیرت زدہ

انداز میں پلکیں جھپکائیں... ساتھ ہی اس کے منہ سے نکلا :

" بہت خوب !"

اور پھر اس نے دوسرا فائر کیا ۔ انسپکٹر جمشید اس مرتبہ اونچے اچھلے تھے ، گولی ان کے نیچے سے نکل کر دیوار سے ٹکرائی اور بہت سا پلستر ادھڑ گیا۔

" نکو... الو... بے وقوف نہ بنو... تمہیں یہاں لڑائی دیکھنے کے لیے نہیں بلایا گیا ..." ایسے میں شانی کے منہ سے یہ الفاظ نکلے... ظاہر ہے... وہ اوپر موجود اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا تھا۔

" جج ... جی... اچھا ۔" اوپر سے ایک نے کانپ کر کہا ۔

اور ادھر شانی نے تیسرا فائر کیا ... یہ بھی خالی گیا... انسپکٹر جمشید نے اس مرتبہ نہایت مہارت سے لوٹ لگائی تھی :

" انسپکٹر جمشید ... اب میں لگا تار فائر کرنے لگا ہوں... پھر نہ کہنا... خبردار نہیں کیا ۔میری لگاتار فائرنگ سے آج تک کوئی نہیں بچا... گویا یہ لمحات تمہاری زندگی کے آخری لمحات ہیں... اپنے بچوں کو آخری بار دیکھنا چاہو... تو دیکھ لو ... میں اس دوران فائرنگ نہیں کروں گا ۔"

" فائر کرو ۔" انہوں نے اوپر دیکھے بغیر کہا ۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' گویا تم آخری بار انہیں نہیں دیکھو گے۔''

'' اس دنیا کے بعد ایک اور جہاں ہے ... میں ان سے وہاں مل لوں گا۔''

'' اوکے ... تمہاری مرضی انسپکٹر ... بتانا ضروری تھا... لو تم گئے کام سے۔''

اور اس نے ان الفاظ کے بعد واقعی لگاتار فائرنگ شروع کر دی... انسپکٹر جمشید گویا بجلی کی طرح اچھل کود رہے تھے۔

ادھر اوپر گرل سے چپکے ہوئے افراد اپنی زندگی کی حیرت انگیز ترین اور خوفناک ترین لڑائی دیکھ رہے تھے... ان کی آنکھوں میں حیرت سے زیادہ خوف سمایا ہوا تھا ...دل اس بڑی طرح دھڑک رہے تھے کہ کیا کبھی دھڑکے ہوں گے ...اور پھر سٹانی نے فائر کرتے کرتے خود بھی ایک چھلانگ لگائی...دوسرے ہی لمحے اس نے آخری فائر بھی جھونک مارا اور اسے بھی خالی جاتے دیکھ کر اس نے دروازے کی چٹخنی گرا دی ... اور باہر کی طرف چھلانگ لگا گیا:

'' ابا جان! وہ بھاگ نکلا۔'' محمود چلایا۔

انسپکٹر جمشید آخری گولی سے بچنے کے لیے لڑھک گئے تھے... یہ الفاظ سنتے ہی انہوں نے بھی دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی ... ادھر

اوپر محمود اور فاروق کے منہ سے بے ساختہ نکلا:

''ارے!''

پھر مارے حیرت کے ان کی آنکھیں پھیل گئیں:

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دعوت

"یہ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں؟" محمود کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"تم مجھے دیکھ رہے ہو، میں تمہیں۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"حد ہوگئی... کبھی تو موقع محل دیکھ لیا کرو۔" محمود جھلا اٹھا۔

"تم کہتے ہو تو دیکھ لیتا ہوں... کہاں ہے موقع محل۔"

"یار خدا کے لیے... ہم دیکھ رہے ہیں... یہاں چھت پر صرف ہم دونوں ہیں... فرزانہ کہاں ہے... شہزادی مہر النسا کہاں ہیں... ان کے بچے کہاں ہیں... اور وہ چاروں کہاں ہیں... جو ہم سب کو پستولوں کی زرد میں لیے کھڑے تھے۔"

"ان تمام باتوں کا بس ایک ہی جواب ہوسکتا ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"چلو شکر ہے... تم ایک ہی جواب بتا دو۔"

"ان سب نے سلیمانی ٹوپیاں پہن لی ہیں۔"

"اور اتنی ٹوپیاں کہاں سے آگئیں۔" محمود نے اسے گھورا۔

"ہاں! یہ سوال بھی اپنی جگہ معقول ہے... خیر پھر تم بتاؤ... اس سوال کا کیا جواب ہوسکتا ہے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"دھت تیرے کی... میرا دماغ چل گیا تھا... تم سے مغز مارنے لگا... ہمیں تو فوراً آنٹی شیرازی کے دروازے سے باہر نکل کر دیکھنا چاہیے تھا۔"

یہ کہتے ہی محمود دوڑ پڑا... پہلے اس نے منڈیر پھلانگی... پھر زینے کی طرف دوڑا۔

"میں بھی آرہا ہوں... یہاں اکیلے میرا جی نہیں لگے گا۔" فاورق پکارا۔

محمود نے کوئی جواب نہ دیا... بلا کی رفتار سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا... نیچے پہنچا تو بیگم شیرازی کا دروازہ چوپٹ کھلا نظر آیا... اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... باہر کی طرف چھلانگ لگا دی۔

فاروق بھی اسی وقت تیزی رفتاری کے ریکارڈ توڑتا باہر آگیا... دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... گلی سنسان نظر آئی۔ یہ دیکھ

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کر وہ سرپٹ دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے ۔

عشا کے بعد کا وقت ہو چلا تھا ... شدید سردی کی وجہ سے لوگ گھروں میں دبکے ہوئے تھے... لہٰذا سڑک بھی سنسان تھی ... البتہ کافی دور چند آدمی بے تحاشہ رفتار سے دوڑتے نظر آئے... انہوں نے بھی اسی سمت میں دوڑ لگا دی ... لیکن پھر انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا...وہ دوڑتے دوڑتے رک گئے... ایک سرخ رنگ کی کار ان دوڑتے لوگوں کے پاس اسی وقت سڑک کے درمیان میں آ گئی تھی ۔ غالباً پہلے وہ سڑک کے کنارے پر کھڑی تھی ... وہ بھاگنے والے آن کی آن میں کار میں بیٹھ چکے تھے... اور چلتی کار میں بیٹھے ، کار چلانے والے نے ان کے لیے کار آہستہ ضرور کی تھی ... جونہی وہ بیٹھے ... کار ہوا ہو گئی... اب ایسے میں وہ کیا کرتے دوڑ کر ... لہٰذا رک گئے :

'' یہ کیا ہوا ؟' محمود کھوئے کھوئے انداز میں بولا ۔

'' یہ وہی ہوا ہے ... جس کی کوئی امید قطعاً نہیں تھی ۔''

'' یہ چاروں تو چلو وہ تھے...جو آنٹی شیرازی کی چھت سے ہماری چھت پر آئے تھے ... سوال تو یہ ہے کہ فرزانہ کہاں ہے ... شہزادی مہر النسا اور ان کے بچے کہاں ہیں ۔''

'' لگتا ہے . . . ابا جان ہماری خوب خبر لیں گے ۔''

فاروق بڑبڑایا۔

'' سوال گندم جواب چنا ... اور ابا جان بھی نظر ... اوہ ... وہ... وہ تو اس سمت سے آ رہے ہیں۔''

'' تو وہ یرقان کا مارا ادھر بھا گا ہوگا ۔'' فاروق نے منہ بنایا ۔

'' کیا کہا ... یرقان کا مارا۔'' محمود ہنس پڑا،

اسی وقت انسپکٹر جمشید ان کے پاس پہنچ گئے ... ان کا سانس قدرے پھولا ہوا تھا... شاید بہت تیز دوڑے تھے :

'' افسوس! میں اسے نہیں پکڑ سکا... وہ مجھ سے بہت تیز رفتار نکلا ... پھر آگے ایک کار کھڑی تھی ... وہ اس میں بیٹھ گیا ...'' انہوں نے جلدی جلدی بتایا۔ پھر چونک کر بولے ۔

'' لیکن ... شہزادی اور فرزانہ کہاں ہے ... تم یہاں سڑک پر کیا کر رہے ہو۔''

'' یہ بہت دکھ بھری داستان ہے ابا جان ۔'' فاروق بولا ۔

'' چلو جلدی بتاؤ ۔''

محمود نے انہیں تفصیل سنا دی :

'' اس سے تو بس یہ معلوم ہوتا ہے ... کہ وہ چاروں بھاگ نکلے... سوال تو یہ ہے کہ فرزانہ کہاں ہے ۔''

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' جونہی نظر آئی... ہم اس سے پہلا سوال یہی کریں گے۔'' فاروق نے فوراً کہا۔

انسپکٹر جمشید نے اسے تیز نظروں سے گھورا... پھر گھر والی گلی کی طرف چل پڑے... گھر کے سامنے پہنچے تو بیگم شیرازی کا دروازہ اسی طرح چوپٹ کھلا نظر آیا:

'' اوہو... اس کا مطلب ہے... ان لوگوں نے بیگم شیرازی کو کہیں باندھ کر ڈال دیا ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا... اور پھر تیزی سے اندر داخل ہو گئے... دوسرے ہی لمحے انہیں زور دار جھٹکا لگا... صحن میں فرزانہ کرسی پر بیٹھی تھی:

'' حد ہوگئی... یہ محترمہ تو یہاں موجود ہیں۔'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

'' تب پھر مجھے کہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔''

'' سنا جواب آپ نے۔''

'' فرزانہ جلدی تفصیل سناؤ... مہرانسا صاحبہ اور ان کے بچے اور تمہاری امی کہاں ہیں۔'' انسپکٹر جمشید نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

'' میں آپ کا اشارہ سمجھ گئی تھی... آپ چاہتے تھے... ہم شہزادی صاحبہ، بچوں اور امی کو لے کر نکل جائیں... جب کہ محمود اور فاروق یہ

بات نہیں سمجھے تھے... وہ لڑائی میں پوری طرح محو ہو گئے تھے... پھر وہ چاروں دشمن بھی حد درجے محو ہو گئے... اور اس وقت میں نے مہرالنسا اور ان کے بچوں کو اشارہ کیا... ہم اور ساتھ میں امی جان بھی... غیر محسوس طور پر نیچے بیٹھ کر گھوم گئے اور رینگ کر آنٹی کی چھت پر آ گئے... وہاں سے سیڑھیاں اتر کر صحن میں آ گئے... آنٹی کمرے میں بندھی پڑی تھیں... اب ان حالات میں میں کیا کرتی... ان سب کو لے کر کتنی دور بھاگ سکتی تھی... آخر وہ ہم تک پہنچ جاتے... کیونکہ...'' فرزانہ کہتے کہتے رک گئی۔

'' کیونکہ کیا؟'' فاروق نے جل کر کہا... کیونکہ وہ محسوس کر رہا تھا... فرزانہ ہیروئن بن گئی ہے۔

'' کیونکہ میں اکیلی نہیں تھی... اور میرے ساتھی اس قدر تیز نہیں دوڑ سکتے تھے۔''

'' پھر... پھر تم نے کیا کیا۔'' محمود بے چین ہو گیا۔

'' میں نے... بس یہ کیا کہ باہر کا دروازہ چوپٹ کھول دیا... آنٹی جس کمرے میں تھیں... وہ دروازہ پہلے بھی کھلا ہوا تھا... وہ بھی کھلا رہنے دیا... ساتھ والے کمرے کا دروازہ بھی کھول دیا... اور بس۔'' فرزانہ ایک بار پھر کہتے کہتے رک گئی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' اور بس کیا۔'' دونوں ایک ساتھ چلائے۔

'' اور بس ... میں اپنے ساتھیوں کو آنٹی والے کمرے میں لے آئی اور ہم دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے ... میں نے سوچا... دروازے کھلے دیکھ کر وہ چاروں بے ساختہ باہر کا رخ کریں گے ...اور اللہ کی مہربانی سے ایسا ہی ہوا ...وہ اندھوں کی طرح نیچے اترے... ایک نظر کمروں کے کھلے دروازوں کی طرف دیکھا اور باہر بھاگ لیے ... اب میں نے تم دونوں کو نیچے اترنے کا انتظار کیا ... تم بھی لکیر کے فقیر نکلے ... اور باہر نکل گئے۔'' اتنا کہہ کر فرزانہ خاموش ہو گئی ... اس کے چہرے پر مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

'' کیا کہا... لکیر کے فقیر ... آپ نے سنا ابا جان۔''

'' ہاں ! فرزانہ بہت شاندار رہی ... لیکن اب ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہیے ...جلدی کرو۔''

چند منٹ بعد وہ سب گاڑی میں بیٹھ کر ایک سمت میں اڑے جا رہے تھے :

'' لیکن ہمیں اپنے گھر سے کہیں اور جانے کی کیا ضرورت تھی۔'' بیگم جمشید نے منہ بنا کر پوچھا۔

'' یہ دونوں گھر اُن کی نظر میں ہیں... وہ کسی نہ کسی رخ سے

ہمارے کام میں خلل ڈال سکتے ہیں... جب کہ ہمیں سوچ بچار اور حالات جاننے کے لیے کچھ دیر تک ان کی نظروں سے اوجھل رہنا ہے۔''

'' اوہ !'' ان کے منہ سے نکلا۔

اور پھر وہ خفیہ عمارت نمبر 1 میں پہنچ گئے ... عمارت کے انچارج کو ہدایات دے دی گئیں کہ ہر طرح چوکس ہو جائے ... اوروہ عمارت کے ہال میں آبیٹھے... یہاں کانفرنس کی شکل میں گول میز کے گرد کرسیاں موجود تھیں۔ وہ ان کرسیوں پر بیٹھ گئے... مہرالنسا اور ان کے بچوں کے چہرے اب بھی مارے خوف کے سفید تھے... گویا ان کا خوف دور نہیں ہوا تھا... اوراس وقت پہلی ضرورت اس بات کی تھی کہ ان کا خوف دور کیا جائے... کیونکہ وہ اسی صورت میں اطمینان سے بات کر سکتے تھے ...چنانچہ انسپکٹر جمشید نے بات شروع کی۔

''اب آپ کو بے فکر ہوجانا چاہیے ... وہ لوگ یہاں نہیں آسکتے... یہ ایک خفیہ عمارت ہے ... اس کے بارے میں ہمارے قریبی دوستوں کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں... دوسری بات یہ عمارت بہت ہی محفوظ ہے ... اس میں حفاظتی انتظامات اس قدر ہیں کہ آپ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے... یہاں تک کہ اگر اس عمارت سے ایک کلومیٹر دور کوئی خطرہ بڑھتا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نظر آئے تو عمارت میں لگے آلات فوری طور پر اسے نوٹ کر لیتے ہیں اور عمارت میں خطرے کی گھنٹیاں بج جاتی ہیں... اس کے علاوہ بھی کچھ ایسے انتظامات ہیں ، اگر کوئی پوری فوج بھی اس پر حملہ آور ہو جائے ... یا اسے بم سے اڑانے کی کوشش کر جائے تو بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچے گا... کیونکہ اس عمارت سے نکلنے کا ایک خفیہ راستہ موجود ہے... وہ راستہ ایک سرنگ کے ذریعے ہمیں ایسی جگہ لے جائے گا ... جو گھنے درختوں کے درمیان گھری ہے ... اور اس عمارت سے کوئی اس طرف آنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ...''

''اوہ !'' ان سب کے منہ سے نکلا ۔

''اس کے علاوہ آپ نے خود دیکھ لیا ... جس طرح اس نے میرا مقابلہ کیا ... بالکل اسی کے رنگ میں میں نے بھی اس کے وار خالی دیے... اور اس کے بعد اس نے فرار ہونے کی سوچی ۔اگر وہ یہ سمجھتا کہ میں ہاتھوں پیروں کی لڑائی میں اس کے مقابلے پر نہیں ٹک سکوں گا تو وہ کبھی نہ بھاگتا ... کم از کم اس نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ میرا اور اس کا مقابلہ برابر کی چوٹ ہے ... اسی لیے... بھاگ نکلا... مطلب یہ کہ اب وہ حملہ کرے گا بھی تو اتنی جلدی نہیں کرے گا ... اور اس وقت تک اللہ نہ چاہا تو ہم اسے پکڑ لیں گے ... لیکن ...'' یہاں تک کہہ کر

وہ خاموش ہو گئے۔

''لیکن کیا ۔'' ان کے منہ سے نکلا ۔

''لیکن ... ایسا آپ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکے گا ۔''

''کیا مطلب ؟'' مہرالنسا نے چونک کر کہا ۔

''اس سارے کھیل کی کوئی خاص وجہ ہے ... جب تک ہمیں وہ خاص وجہ معلوم نہیں ہو گی ... اس وقت تک ہم ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکیں گے ... اور وہ وجہ ہمیں آپ بتائیں گی ۔'' یہ کہتے وقت انہوں نے بغور مہرالنسا کی طرف دیکھا۔

''میں... یعنی کہ میں ۔'' انہوں نے حیران ہو کر کہا ۔

''ہاں ! آپ... آخر ان لوگوں نے تین سال پہلے آپ کے شوہر کو کیوں قتل کیا تھا ۔ وہ ہار کہاں ہے ... اس ہار میں کیا کوئی خاص بات تھی ... یہ باتیں تو ہمیں آپ ہی بتائیں گی ... اس سلسلے میں جیسا کہ آپ نے بتایا کہ جب تک آپ کے شوہر نے سیٹھ اکرم خان کی ملازمت نہیں کی تھی ... اس وقت تک کوئی مسئلہ درپیش نہیں آیا تھا... ان کے ہاں ملازمت کرنے کے بعد ہی وہ پریشان نظر آنے لگے تھے ... کیا یہ بات ٹھیک ہے ۔''

''جی ہاں! یہی بات ہے ۔'' وہ بولیں۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

’’اور آپ کے شوہر کو قتل کر دیا گیا ... اس وقت تک آپ کو ہار کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا... ان کے قتل کے بعد آپ نے ہار کے بکس کو کھولا تو اس میں ہار نہیں تھا۔‘‘

’’جی ہاں! یہی بات ہے۔‘‘

’’کیا اس ہار کے بارے میں آپ کی اپنے شوہر سے کوئی بات ان دنوں ہوئی۔‘‘

’’بالکل نہیں...ہار چونکہ میری والدہ نے مجھے دیا تھا ... اس لیے انہیں معلوم ہی تھا ... سو اس کے بارے میں انہوں نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔‘‘

’’تو کیا یہ بات حیرت کی نہیں... کہ ان کے قتل کے ساتھ ہی... یا اس سے پہلے ہی ہار غائب ہو گیا۔‘‘

’’ہاں بہت حیرت کی بات ہے۔‘‘

’’آپ نے آخری بار ہار کو کب دیکھا تھا... چلیے یہ بتا دیں... اور ذرا سوچ کر بتائیں۔‘‘

’’آخری بار۔‘‘ وہ سوچ کے انداز میں بولیں۔

’’ہاں! آخری بار۔‘‘

’’میں ذرا سوچ لوں... کیونکہ یہ باتیں ہیں تین سال پہلے کی۔‘‘

’’ٹھیک ہے ... آپ خوب سوچ لیں ...‘‘ انہوں نے فوراً کہا۔

اور وہ سوچ میں ڈوب گئے...ان کے بچے اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگے ... کوئی پانچ منٹ بعد انہوں نے کہا:

’’مجھے یاد آ گیا۔‘‘

’’اللہ کا شکر ہے۔‘‘ محمود نے فوراً کہا۔

’’آخری بار میں اسے پہن کر ایک دعوت میں گئی تھی ... دعوت کے بعد گھر آ کر میں نے اس ہار کو اتارا تھا اور بکس میں رکھ کر الماری کو تالا لگا دیا تھا... اس کے بعد میں نے اپنے شوہر کے قتل کے بعد بکس کو دیکھا تھا... اور وہ خالی تھا۔‘‘

’’اور وہ دعوت کس کے ہاں تھی۔‘‘ انسپکٹر جمشید نے کچھ سوچ کر پوچھا۔

’’جی ... سیٹھ اکرم خان کے گھر۔‘‘

’’اوہو ... اچھا۔‘‘ انسپکٹر جمشید چونک سے گئے اور پھر جلدی سے بولے:

’’اس دعوت کے دن کی باتیں خوب غور کر کے بتائیں... وہاں کیا ہوا تھا۔‘‘

’’وہاں کیا ہوا تھا... وہاں کچھ نہیں ہوا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

وہ سیٹھ اکرم خان کی سالانہ دعوت تھی... وہ ہر سال کے آخر میں اپنے تمام ملازمین کو دعوت دیتے ہیں... اس دعوت میں ملازمین کے بیوی بچے بھی شرکت کرتے ہیں۔“

”خوب! وہاں کسی نے اس ہار کو خاص طور پر توجہ سے دیکھا ہو؟“

”مجھے نہیں یاد۔“ انہوں نے کہا۔

انسپکٹر جمشید پھر سوچ میں ڈوب گئے:

”اچھا چلیے صرف اتنا یاد کر کے بتا دیں... اس روز آپ کے آس پاس کوئی عورت خاص طور پر تو نہیں رہی... جس سے آپ کا کوئی زیادہ تعلق بھی نہ ہو... لیکن وہ آپ کے آس پاس زیادہ ہی منڈلا رہی ہو۔“

”اوہ!“

مارے حیرت کے مہرالنسا کے منہ سے نکلا:

☆☆☆☆☆

تصویریں

انہوں نے دیکھا، مہرالنسا کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت پھیل گئی تھی... آخر انہوں نے کانپتی آواز میں کہا:

”اُف خدا! اگر آپ یہ بات نہ کہتے تو مجھے کبھی بھی یہ چیز یاد نہ آتی... کیونکہ میری نظروں میں تو اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی... میں تو اسے عورتوں کی عادت سمجھ کر نظرانداز کر چکی تھی... لیکن اب آپ نے پوچھا ہے تو میں آپ کو بتائے دیتی ہوں... اس روز میں وہ ہار پہن کر دعوت میں شریک ہوئی تھی...ایک خاتون میرے پاس سے گزریں تو ان کی نظر میرے ہار پر پڑی۔انہوں نے منہ سے ایک سیٹی سی بجائی... جیسے کوئی حیرت کے وقت بجا اٹھتا ہے... پھر وہ رک اس ہار کو غور سے دیکھنے لگیں... آخر بولیں:

”بہت خوب ہار ہے... کہاں سے خریدا۔“

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اس پر میں نے انہیں بتایا کہ یہ میرا خاندانی ہار ہے ... اس پر وہ کرید کرید کر پوچھنے لگیں... خاندانی سے کیا مراد ...اور میں نے انہیں بتایا کہ ہار کس طرح مجھ تک پہنچا... پھر وہ پوری دعوت کے دوران میرے پاس ہی بیٹھی رہیں...اور جب دعوت ختم ہوگئی ... میرے شوہر مجھے لینے کے لیے آگئے تو میں اٹھ کھڑی ہوئی، اس وقت انہوں نے کہا تھا...:

''بہت ہی اچھا، پیارا اور خوبصورت ہار ہے . پرانی چیز ہے نا۔''

میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی ، جہاں میرے شوہر میرا انتظار کر رہے تھے ۔''

'' اوہ اچھا... چلیے یہ ہمیں ایک بہت کام کی بات معلوم ہو گئی ... اب آپ یہ بتا دیں ، وہ عورت کون تھی ۔''

'' افسوس ! میں نے اس کا نام نہیں پوچھا... نہ اس نے بتایا... نہ جانے کون تھی ۔''

'' خیر کوئی بات نہیں ... اگر آپ اسے دیکھیں تو پہچان لیں گی ۔''

'' ہاں کیوں نہیں... میں اس کا حلیہ بتا سکتی ہوں ۔''

'' یہ بہت اچھی بات ہے ... آپ حلیہ تو بتا ہی دیں ۔''

'' اس کا قد لمبا تھا... دبلی پتلی تھی ... آنکھیں نیلی تھیں... چہرہ

بھی لمبا تھا اور اسی مناسبت سے ناک بھی لمبی تھی... بال سنہری مائل سیاہ تھے ۔ وہ گوری چٹی تھی...''

محمود نے اپنی نوٹ بک میں یہ حلیہ لکھ لیا... اب انسپکٹر جمشید ان تینوں سے بولے :

'' تم الگ الگ اس حلیے کے مطابق ایک چہرہ بناؤ ۔''

'' جی اچھا ۔''

وہ کاغذ اور پنسلیں لے کر بیٹھ گئے ... ان کے پاس رنگین پنسلیں بھی تھیں ۔ ان کی پنسلیں تیزی سے چل رہی تھی ... اور آخر صرف سات یا آٹھ منٹ میں تینوں نے اپنا کام مکمل کر لیا ... انہوں نے تینوں تصویریں شہزادی مہرالنسا کے سامنے رکھ دیں:

'' ان تصاویر کو دیکھ کر بتائیں... کیا وہ ایسی تھی ... یا اس سے ملتی جلتی تھی اور تینوں میں سے کون سی تصویر اس کے چہرے سے زیادہ ملتی جلتی تھی ۔''

جو نہی شہزادی مہر النسا کی نظران تصاویر پر پڑی ... وہ زور سے اچھلیں ۔ ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی ...پھر بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا:

'' حیرت ہے ... کمال ہے... اس قدر زبردست تصاویر... وہ ان

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تینوں تصاویر جیسی تھی ... بس یوں سمجھ لیں... پچانوے فیصد درست نقوش بنے ہیں ۔''

'' شکریہ ! یہ تصاویر ہمارے کام آئیں گی... محمود ، فاروق اور فرزانہ... تم تینوں ان کے ساتھ ٹھہرو ... تاکہ یہ خوف نہ محسوس کریں ... میں ذرا معلوم کرلوں کہ یہ عورت دراصل کون ہے ۔''

'' جی اچھا !''

انسپکٹر جمشید خفیہ عمارت سے نکل کر سیدھے سیٹھ اکرم کے گھر پہنچے...رات ہو چکی تھی ... اب وہ اپنے دفتر میں تو مل نہیں سکتے تھے... انہوں نے گھنٹی بجائی تو ملازم باہر نکل آیا ...وہ انہیں دیکھ چکا تھا... جب وہ باغ کو دیکھنے کے لیے آئے تھے :

'' سلام صاحب ! فرمائیے ۔''

'' مجھے سیٹھ اکرم سے ملنا ہے ... میرا نام انسپکٹر جمشید ہے ۔''

'' جی اچھا ... آپ شام کو بھی آئے تھے نا ۔''

'' ہاں بالکل !''

ملازم انہیں اندر لے آیا اور ڈرائنگ روم میں بٹھا کر کمرے سے نکل گیا ۔سیٹھ اکرم اندر داخل ہوا ۔ اس نے فوراً کہا :

'' میرے شتر مرغ کا کوئی سراغ ملا یا نہیں۔''

'' کوشش ہو رہی ہے ... آپ فکر نہ کریں... ہم بہت جلد تلاش کرلیں گے... آپ ذرا ان تین تصویروں کو دیکھیں ۔''

انہوں نے تینوں تصویریں میز پر اس کے سامنے رکھ دیں... وہ ان پر جھک گیا اور غور سے دیکھنے لگا۔ ادھر انسپکٹر جمشید ڈرائنگ روم کا جائزہ لے رہے تھے ۔ وہ بہت نفاست سے سجایا گیا تھا ... دیواروں پر بڑے بڑے فریم لگے ہوئے تھے ۔ ان میں خوب صورت مناظر فٹ تھے ...انہوں نے صاف محسوس کرلیا کہ فریم حد درجے قیمتی ہیں... بلکہ یہ کہا جاسکتا تھا کہ ان پر پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا ہے ... اس کا مطلب تھا ... سیٹھ اکرم بہت زیادہ دولت مند تھا ...اس کے پاس اتنی دولت تھی کہ خرچ کرتے ہوئے سوچتا بھی نہیں تھا کہ فلاں جگہ کتنا خرچ ہو رہا ہے یا ہو جائے گا ... کیونکہ فریم لاکھوں کے نظر آرہے تھے ... باقی رہ گئے صوفہ سیٹ اور کرسیاں، ان پر ہاتھی دانت کا کام صاف نظر آرہا تھا ... اور زری کا کام بھی کیا گیا تھا ... اور ایسا لگتا تھا جیسے سونے اور چاندی کی کیلیں لگائی گئی ہوں... ایسے میں سیٹھ اکرم نے سراٹھایا اور بولے:

'' میں سمجھا نہیں ۔''

'' آپ کیا نہیں سمجھے ۔'' انہوں نے پوچھا ۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"آپ نے مجھے یہ تصاویر کیوں دکھائی ہیں... یہ ایک ہی عورت کی تین تصاویر ہیں... تین عورتوں کی نہیں ہیں۔" اس نے کہا۔

"جی ہاں! بالکل یہی بات ہے ... کیا آپ اس عورت کو جانتے ہیں۔"

"نہیں! میں نے آج تک اس عورت کو نہیں دیکھا۔"

"حالانکہ یہ آپ کی دعوت میں شریک تھی۔"

"تو پھر... اس سے کیا ہوتا ہے ... دعوت میں تو میرے تمام ملازمین کے بیوی بچے شرکت کرتے ہیں... ویسے آپ کون سی دعوت کی بات کر رہے ہیں۔"

"آج سے تین سال پہلے جو آپ نے دی تھی۔"

"تین سال پہلے کی دعوت یہاں کہاں سے ٹپک پڑی... میرا شتر مرغ تو چند دن پہلے غائب ہوا ہے۔"

"آپ میرا ایک کام کر دیں۔"

"وہ کیا۔"

"آپ یہ تصویریں اندر لے جائیں... اپنی بیگم کو دکھائیں... دعوت کی عورتوں کو آپ کی بیگم تو جانتی ہوں گی۔"

"ہاں! ضرور جانتی تھیں۔" سیٹھ اکرم نے سرد آہ بھری۔

"آپ نے کہا... جانتی تھیں... کیا مطلب۔"

"دو سال پہلے میری بیگم اس دنیا سے رخصت ہو گئیں... ان کے ہاں کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی تھی... پچھلے سال میں نے دوسری شادی کی ہے... نئی بیگم پچھلے سال کی دعوت میں شریک نہیں ہوئی تھیں... ان کی والدہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی، اس لیے وہ دعوت میں شریک نہیں ہو سکی تھیں... مطلب یہ کہ تمام عورتوں کو وہ بھی نہیں دیکھ سکیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں... کسی بھی ذمے دار ملازم کی بیوی کو یہ تصویر دکھائی جا سکتی ہے، اتنی سی بات کو تو کوئی عورت بھی بتا دے گی۔"

"اوہ ہاں! آپ ٹھیک کہتے ہیں... میں آپ کو اپنے نائب کے پاس بھیج دیتا ہوں... آپ ان سے مل لیں، وہ یہ تصویر اپنی بیگم کو دکھا لیں گے... لیکن سوال تو یہ ہے کہ یہ چکر کیا ہے... یہ عورت کون ہے اور اس سے میرے گمشدہ شتر مرغ کا کیا تعلق ہے۔"

انسپکٹر جمشید نے فوری طور پر اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا... کیونکہ وہ اس وقت کچھ الجھن محسوس کر رہے تھے... وہ تو اس وقت ایک ہار کے چکر میں الجھے ہوئے تھے... اب اسے کیا بتاتے... آخر انہوں نے کہا:

"میں ابھی آپ کے سوال کا جواب نہیں دے سکتا... آپ ایک

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دو دن انتظار کریں... پھر میں آپ کو ساری بات بتاؤں گا۔"

"میرا شتر مرغ تو مل جائے گا نا۔"

"اللہ نے چاہا تو۔"

"ٹھیک ہے... میرے نائب کا نام جالینوس ہے... یہ شتر مرغ کے فارم پر ہوتے ہیں... دوسرے ملکوں میں مال بھیجنا اور یہاں سے مال خریدنا انہی کی ذمے داری ہے... اور بہت ذمے دار انسان ہیں... میں ان کا پتا لکھوا دیتا ہوں اور میں انہیں فون بھی کر دیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے... شکریہ۔"

یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے... اب ان کا رخ جالینوس کے گھر کی طرف تھا... جالینوس کا گھر تلاش کرنے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوئی... انہوں نے دیکھا، وہ ایک عالیشان کوٹھی تھی... انہیں بہت حیرت ہوئی... اتنی شان دار کوٹھی تو خود ادارے کے مالک سیٹھ اکرم کی بھی نہیں تھی... اسی حیرت کے عالم میں انہوں نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا... جلد ہی ایک ملازم نے دروازہ کھولا اور بولا:

"کیا آپ انسپکٹر جمشید ہیں۔"

"جی ہاں!" انہوں نے کہا۔

"آئیے! صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں... سیٹھ صاحب نے

آپ کے بارے میں فون کیا ہے۔"

وہ ملازم کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے اور دھک سے رہ گئے... یہاں سیٹھ اکرم سے بھی زیادہ دولت خرچ کی گئی تھی... ڈرائنگ روم کے ایک ایک انچ پر پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا تھا... وہ صوفے پر بیٹھے تو اس میں دھنستے چلے گئے... انہوں نے بہت بہت دولتمند گھر دیکھے تھے... اور ان کے صوفوں پر بیٹھنے کا اتفاق ہوا تھا... لیکن جو دولتمندی یہاں نظر آئی تھی... وہ انہیں ایوان صدر میں بھی نظر نہیں آئی تھی... ان کی الجھن بہت بڑھ گئی... ابھی وہ انہی خیالات میں گم تھے کہ قدموں کی چاپ سنائی دی... پھر ایک گول مٹول اور بھاری بھرکم سا آدمی اندر داخل ہوا... اس کی بڑی بڑی آنکھیں کافی خوفناک سی تھیں:

"تو آپ ہیں انسپکٹر جمشید۔" اس نے اندر قدم رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! اور آپ ہیں جالینوس صاحب... سیٹھ اکرم کے منیجر صاحب۔"

"جی... جی ہاں! آپ جس تصویر کے سلسلے میں آئے ہیں... وہ دکھائیں۔"

انہوں نے تصویریں اس کے سامنے رکھ دیں... وہ چند لمحے تک ان

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کو دیکھتا رہا ، پھر بولا :

'' ٹھیک ہے... میں اپنی بیگم کو دکھاتا ہوں ، امید ہے، وہ اس کے بارے میں بتا سکیں گی ۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور اندر چلا گیا ... وہ پھر ڈرائنگ روم کی چیزیں دیکھنے میں محو ہو گئے ... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی ... انہوں نے اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اس نے کہا :

''میری بیگم نے تصویر کو غور سے دیکھا ہے... لیکن چونکہ یہ ہاتھ کی بنی ہوئی ہے ... صرف خیالی تصویر ہے ... اس لیے وہ اسے پہچان نہیں سکیں... تاہم ان کا کہنا ہے ... یہ جانی پہچانی لگ رہی ہے ... اور وہ یاد کرنے کی پوری کوشش کریں گی... شرط یہ ہے کہ آپ ان میں سے ایک تصویر یہاں چھوڑ جائیں...وہ اسے دیکھ دیکھ کر یاد کرنے کی کوشش کریں گی ۔''

'' اچھی بات ہے ... یونہی سہی ۔''

اور وہ اٹھ کھڑے ہوئے... پھر جونہی وہ کوٹھی سے باہر آئے... انہوں نے وہاں ایک کار رکتے دیکھی ... کار سے اترنے والے شخص کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے :

☆☆☆☆☆

وہ عورت

دستک کی آواز سن کر وہ چونک اٹھے :

'' ابا جان آ گئے ۔'' محمود نے فوراً کہا ۔

'' لیکن وہ ناکام لوٹے ہیں ۔'' فرزانہ بول پڑی ۔

''تمہارا خیال بالکل درست ہے ... گھنٹی کا انداز ہی بتا رہا ہے ۔''

'' کیا مطلب ...؟'' مہرالنسا نے حیران ہو کر کہا ... بھلا گھنٹی کی آواز سے یہ انداز کس طرح لگایا جاسکتا ہے ... کہ آپ کے والد ناکام لوٹے ہیں ۔''

'' جی بس! اب آپ کو کیا بتائیں... ہم لگا لیتے ہیں ۔'' فاروق نے مسمی صورت بنائی ۔

ادھر عمارت کے انچارج نے خفیہ جگہ سے باہر کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا اور وہ دیکھ چکا تھا کہ باہر انسپکٹر جمشید ہی ہیں... بلکہ جس آئینے سے اس نے دیکھا تھا ... اس آئینے کی مدد سے اس نے یہ بھی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جان لیا تھا کہ آنے والے شخص میک اپ میں نہیں ہے...ورنہ اس بات کا بھی امکان ہوتا کہ کوئی انسپکٹر جمشید کے میک اپ میں نہ آ گیا ہو، لہٰذا اس نے دروازہ کھول دیا ...انسپکٹر جمشید تھکے تھکے انداز میں اندر آ گئے...وہ اس وقت عمارت کے خوب صورت لان میں بیٹھے تھے... لان میں بیسیوں قسم کے پھول اپنی بہار دکھا رہے تھے... اور چاروں طرف لگے سرو کے درخت گویا پہرے داری کر رہے تھے:

"آپ کے بچے حیرت انگیز ہیں۔" مہرالنسا نے واقعی حیرت ظاہر کی۔

"یہ بچے صرف حیرت انگیز ہی نہیں... خطرناک بھی ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے، ساتھ ہی وہ بولے:

"ویسے میں جانتا ہوں ... آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔"

"کیا مطلب... بھلا آپ کو کیا پتا کہ میں آپ سے کیا کہنا چاہتی ہوں۔"

"آپ یہی کہنا چاہتی ہیں نا کہ ان تینوں نے میرے گھنٹی بجاتے ہی یہ کیسے کہہ دیا کہ میں ناکام لوٹا ہوں۔"

"ارے باپ رے... چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں، بڑے میاں سبحان اللہ۔آپ تو ان کے بھی کان کاٹ گئے... میرا مطلب ہے، ان

سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گئے۔"

"آخر میں ان کا والد ہوں... ان سے دو ہاتھ تو پیچھے رہ نہیں سکتا۔" وہ مسکرائے۔

"سوال تو یہ ہے کہ ان تینوں نے یہ بات کیسے جان لی اور آپ نے یہ اندازہ کیسے لگا لیا۔"

"یہ میرے گھنٹی بجانے کے مختلف انداز ہیں ... جب میں دروازے پر آؤں اور خوش ہوں تو گھنٹی کا انداز اور ہوتا ہے... غمگین ہوں تو انداز اور ہوتا ہے۔ کسی مہم سے ناکام لوٹوں تو انداز اور ہوتا ہے ... لیکن انداز کے فرق صرف یہی جانتے ہیں۔ عام آدمی نہیں جان سکتا ... اور چونکہ میں ان کی اس عادت سے واقف ہوں لہٰذا، بتا سکتا ہوں کہ انہوں نے گھنٹی سن کر کیا کہا ہوگا۔"

"اوہ! میں سمجھ گئی ..."

"بلکہ ہم بھی سمجھ گئے۔" مہرالنسا کے بچے بھی ایک ساتھ بول اٹھے اور وہ مسکرا دیے۔

"اب ذرا اپنی ناکامی کی تفصیل سنا دیں۔"

"سیٹھ اکرم کی بیوی آج سے دو سال پہلے فوت ہو گئی ہیں، لہٰذا ان سے تو تصویر کے بارے میں پوچھ نہیں سکا ...ان کے بعد میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سیٹھ صاحب کے منیجر جالینوس صاحب کے پاس گیا تھا... اس خیال سے کہ ان کی بیگم بتا دیں گی کہ یہ کس عورت کی تصویر ہے ... لیکن بیگم جالینوس بھی تصویر کو نہیں پہچان سکیں... اس طرح میں ناکام لوٹا ہوں البتہ ۔'' وہ کہتے کہتے رک گئے ۔

'' تب پھر آپ یہ البتہ کہاں سے لے آئے ۔''

'' کیا کہا ... کیا کہاں سے لے آئے ۔'' مہرالنسا نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' جی البتہ !'' وہ ایک ساتھ بولے ۔

'' البتہ ! جب میں وہاں سے نکل رہا تھا تو میں نے ایک کار عین اس وقت وہاں رکتے دیکھی تھی ... اور اس کار سے جو شخص اترتا نظر آیا... میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا تھا ۔''

'' اوہ ... اور وہ کون تھا ۔''

'' سیٹھ اکرم کا دوست ذاکر تنولہ وکیل ۔''

'' اوہ ... لیکن ابا جان ! میرے خیال میں تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ... کیونکہ اگر مسٹر ذاکر سیٹھ اکرم کا دوست ہوسکتا ہے تو ان کے منیجر جالینوس کا دوست بھی ہوسکتا ہے ۔'' محمود نے جلدی سے کہا ۔

'' ہاں! یہ بات بھی ہے ... لیکن نہ جانے کیوں... مجھے اسے وہاں

آتے دیکھ کر حیرت ہوئی ہے ...'' یہ کہتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ گئے ۔

اتنے میں عمارت کا ایک کارکن چائے لے آیا :

'' لگتا ہے ... آپ کو کچھ اور باتیں بھی معلوم ہیں... جو ہمیں معلوم نہیں ۔'' فرزانہ نے بغور ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

'' تمہارا یہ اندازہ درست ہے ... میں بتاتا ہوں۔'' انہوں نے چائے کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے کہا ۔

'' میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی تھی ... خبر یہ تھی ... شہر کے ایک کاروباری آدمی کا شتر مرغ غائب ہوگیا ... اس کی گمشدگی نے انہیں بدحواس کر دیا ...''

'' اوہ اوہ ۔'' مارے حیرت کے ان سب کے منہ سے نکلا ... کیونکہ یہ بات انہیں معلوم تھی کہ مہرالنسا کے خاوند نے پہلی ملازمت چھوڑ کر ایک دوسرے ادارے میں ملازمت کر لی تھی ... اور وہ ادارہ شتر مرغوں کی تجارت کرتا ہے... اب وہ ایک شتر مرغ کی گمشدگی کی خبر سن رہے تھے ... حیران نہ ہوتے تو کیا کرتے ... وہ سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھنے لگے ...اس وقت انہوں نے کہا :

'' میں نے سیٹھ اکرم سے ملاقات کی ... تو وہ میرے پیچھے پڑ گئے... میرے آگے ہاتھ جوڑنے لگے ... کہ کسی طرح میں ان کا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شتر مرغ تلاش کر دوں... اس سلسلے میں آخر مجھے ان کے گھر کے لان میں جانا پڑا... کیونکہ شتر مرغ ان کے لان میں رہتا تھا ... وہیں گھومتا پھرتا تھا... میں نے ان کا لان دیکھا... وہ بہت خوبصورت ہے ... اور بہت دولت خرچ کرکے بنایا گیا ہے... اسی طرح سیٹھ اکرم کا ڈرائنگ روم حد درجے قیمتی چیزوں سے سجایا گیا ہے۔"

"تو ابا جان! اس میں حیرت کی کیا بات ہے ... سیٹھ آدمی ہیں... کاروبار چل رہا ہے ۔ خوب کماتے ہیں... تو خرچ بھی کرتے ہیں۔"

"لیکن بھئی... شتر مرغوں کا کاروبار اس قدر منافع بخش کس طرح ہوسکتا ہے۔"

"یہ تو وہی بتا سکتے ہیں... ہمارے لیے تو اس میں حیرت کی بات یہ ہے کہ سیٹھ اکرم کا شتر مرغ کہاں ہے۔"

"ہاں! یہ معاملہ واقعی بہت اہم ہے ... اور اس سے بھی زیادہ اہم مہرالنسا صاحبہ کے ہار والا معاملہ ہے ... اور ہمارے لیے مشکل یہ ہے کہ ہم اس تصویر والی عورت کے بارے میں کیسے معلوم کریں... ارے ہاں! ایک منٹ! کیوں نہ سیٹھ اکرم سے اس سلسلے میں بات کی جائے۔"

یہ کہہ کر انہوں نے سیٹھ اکرم کے نمبر ڈائل کیے ... پھر ان کی آواز

سن کر بولے:

"میں وہاں ہو آیا ہوں۔"

"تو پھر... کیا اس عورت کا نام معلوم ہوگیا۔"

"نہیں ہوسکا۔"

"اوہو اچھا... تو بیگم جالینوس بھی نہیں بتا سکیں۔"

"جی نہیں... انہوں نے بس یہ کہا ہے کہ یہ چہرہ جانا پہچانا ضرور ہے... لہٰذا انہوں نے ایک تصویر رکھ لی ہے تاکہ اسے دیکھ کر یاد کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔"

"اوہ اچھا۔"

"لیکن اس سلسلے میں آپ ضرور مدد کرسکتے ہیں۔"

"میں... بھلا میں کیا مدد کرسکتا ہوں۔" سیٹھ اکرم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ یہ چاہتے ہیں نا... کہ آپ کا شتر مرغ مل جائے۔"

"میں اور یہ نہ چاہوں گا... کیا کہہ رہے ہیں انسپکٹر صاحب۔" انہوں نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اگر آپ چاہتے ہیں، ہم آپ کا شتر مرغ تلاش کر دیں تو آپ ہمیں یہ معلوم کر دیں... یہ تصویر آپ کے کس ملازم کی بیوی کی ہے۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"لیکن اس معاملے سے شترمرغ کی گمشدگی کا کیا تعلق ۔"

"ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی ... لیکن آپ کا شترمرغ ہم اسی صورت میں تلاش کریں گے ... ورنہ اس کیس پر کام نہیں کریں گے ۔"

"نن ... نہیں... نہیں... ایسا نہ کہیں... آپ ہی سے مجھے یہ امید ہے کہ شترمرغ تلاش کر دیں گے ۔"

"بس تو پھر تصویر کے بارے میں معلوم کر دیں ۔"

"طریقہ آپ بتا دیں ... عمل میں کروں گا ۔"

"یہ کوئی مشکل کام نہیں آپ کے لیے ...اپنے ایک ایک ملازم کے پاس جائیں... اسے تصویر دکھائیں... اور اس سے کہیں ... وہ اپنی بیوی کو تصویر دکھا کر پوچھیں ۔ یہ عورت کون ہے ۔"

"اچھی بات ہے ... میں یہ کام کر دیتا ہوں... لیکن اس میں کچھ وقت تو صرف ہوگا ... آخر مجھے ایک ایک ملازم کے گھر جانا ہے ۔"

"ٹھیک ہے... لیکن آپ جتنی دیر لگائیں گے... آپ کا شترمرغ آپ سے اتنی ہی دور ہوتا جائے گا ..."

"نن نہیں... ایسا نہ کہیں... پہلے ہی میرا اس کے بغیر دل نہیں لگ رہا ۔"

"تو پھر شروع کریں کام ... ہم انتظار کریں گے ۔"

"اچھی بات ہے ...میں یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے گا... کروں گا ۔"

"ٹھیک ہے ... میں ایک تصویر آپ کو بھجوا رہا ہوں ۔"

اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا ۔ عمارت کے ایک کارکن کے ذریعے تصویر سیٹھ اکرم کو بھیج دی ۔ سیٹھ اکرم کا پتا بھی اسے سمجھا دیا تھا۔

"اب ہمیں انتظام کرنا پڑ گیا ... کاش یہ کام ہم خود کر سکتے ۔" انہوں نے سرد آہ بھری۔

"مجبوری ہے ۔" وہ مسکرا دیے ۔

"اچھا ! تم آج رات یہیں رہو گے ... میں گھر جاؤں گا ۔"

"آپ کا مطلب ہے ... ہمارے یہ مہمان یہاں بھی خطرے میں ہیں ۔"

"نہیں! اللہ کی مہربانی سے یہاں انہیں کوئی خطرہ نہیں... میں تم لوگوں کو ان کے پاس اس لیے چھوڑے جا رہا ہوں کہ یہ تنہائی محسوس نہ کریں گے... تمہاری موجودگی میں ان کا دل لگا رہے گا ۔"

"آپ نے یہ بات بہت اچھی کہی۔" شہزادی مہرالنسا کی بیٹی میمونہ فوراً بول پڑی۔ وہ مسکرا دیے اور ان سے رخصت ہو گئے... خادم نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور ان کے پاس آ کر بولا :

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' آپ لوگ بے فکر ہو جائیں... یہاں کوئی خطرہ نہیں... بے فکر ہو کر سو جائیں ۔ اوکے ۔''

'' اوکے ۔''

اور وہ بھی چلا گیا :

'' اب آپ آرام کریں ۔''

''نہیں! آپ لوگ بھی اسی کمرے میں رہیں... جب تک نیند نہیں آجاتی... ہم آپ سے باتیں کریں گے ۔''

'' اچھی بات ہے ۔''

کمرہ کافی بڑا تھا...انہوں نے وہیں تین بستر اور لگوا لیے اور اپنے اپنے بستر پر بیٹھ اور لیٹ کر باتوں میں لگ گئے... یہاں تک کہ مہرالنسا اور ان کے بچے سو گئے ... اس وقت محمود نے کہا :

'' فاروق ، فرزانہ ۔''

'' ہوں... کیا ہے ...''

'' میں ایک کام کرنا چاہتا ہوں ۔''

''کیا مطلب... کون سا کام ۔''

'' کان ادھر لے آؤ ۔''

پھر جونہی وہ تیزی سے کان اس کی طرف لائے... تینوں کے سر

ندیم

ایک دوسرے سے ٹکرا گئے :

'' حد ہوگئی ... تمہیں تو کان نزدیک کرنے کا بھی سلیقہ نہیں ۔''

'' مم... مجھے افسوس ہے ۔'' فاروق بولا ۔

'' اور مجھے بھی ۔'' فرزانہ نے کہا۔

'' چلو کوئی بات نہیں... اب سنو ۔''

محمود نے جونہی اپنی بات مکمل کی... وہ دونوں اچھل پڑے:

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

بہت خوب

انسپکٹر جمشید کے موبائل فون کی گھنٹی بجی ...انہوں نے دیکھا، فون محمود کا تھا:

'' خیریت ... ابھی ابھی تو تمہارے پاس سے یہاں آیا ہوں۔'' انہوں نے منہ بنایا۔

'' ابا جان! ہم بور ہو رہے ہیں۔''

'' بوریت کا یہاں کیا کام ... ان بچوں سے باتیں کرلو۔''

'' یہ سو گئے ہیں... ان کی والدہ بھی گہری نیند کے مزے لے رہی ہیں اور ہم تینوں بور ہو رہے ہیں۔''

'' تو تم بھی سو جاؤ۔''

'' یہی تو مشکل ہے۔''

'' اس میں مشکل کہاں ٹپک پڑی۔'' انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

'' آپ بھی کمال کرتے ہیں ... مشکل کا کیا ہے ابا جان،

یہ تو کہیں بھی کسی بھی معاملے میں ٹپک سکتی ہے۔''

'' بات تو معقول ہے ...'' وہ ہنسے... پھر بولے:

'' خیر... تم کیا چاہتے ہو ... گھر آنا چاہتے ہو ... آجاؤ۔''

'' جی نہیں۔'' محمود نے کہا۔

'' جی نہیں ... کیا مطلب؟''

'' مطلب یہ کہ ہم کچھ کام کرنا چاہتے ہیں... اور اس سلسلے میں ہمیں چند پتے درکار ہیں۔''

'' کس کس کے پتے۔'' ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

ندیم

محمود نے چند نام بتا دیے ...اس پر انسپکٹر جمشید نے جلدی سے کہا:

'' یہ جان کر خوشی ہوئی... پتے لکھ لو... لیکن کام ذرا احتیاط سے کرنا... جوش میں آکر خراب نہ کر دینا۔''

'' آپ فکر نہ کریں... ہم جوش میں بالکل نہیں آئیں گے اور میک اپ کر لیں گے، کوئی ہمیں پہچان نہیں سکے گا۔''

'' خوب!'' انہوں نے کہا اور پتے لکھوانے لگے۔

پتے لکھ کر محمود نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کی طرف مڑا:

'' یہ لو ... مل گئے پتے۔''

''بس تو پھر... اٹھو... نصف رات گزر چکی ہے ... اور باقی نصف

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

میں ہمیں اپنا کام مکمل کرنا ہے۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے... ریڈی میڈ قسم کے میک اپ کا سامان وہاں موجود تھا۔ انہوں نے میک اپ کے ذریعے اپنے چہروں کے نقوش میں ضروری تبدیلیاں کیں۔ عمارت کے انچارج کو بتایا کہ وہ ایک جگہ جارہے ہیں ۔ اس نے باہر کا جائزہ لیتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔ . . اور وہ عمارت کی چھوٹی کار میں شہر کی طرف روانہ ہوئے... ایک گلی کے باہر انہوں نے کار سڑک سے اتار کر کنارے پر کھڑی کر دی ... یہ ایسی جگہ تھی کہ وہ فوری طور پر کار میں بیٹھ کر جا سکتے تھے... اور خطرے کی صورت میں گاڑی بہت آسانی سے بھگا سکتے تھے۔

کار سے اتر کر وہ گلی میں داخل ہوئے ... اسٹریٹ لائٹیں جل رہی تھیں... ان کی روشنی میں وہ آسانی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر ایک مکان کے سامنے رکے ... انہوں نے اس مکان کا بغور جائزہ لیا... پھر چکر کاٹ کر اس کے پچھلی طرف آئے... اس طرف ایک کھلا میدان تھا:

"چلو فاروق! بسم اللہ کرو۔" محمود نے مسکرا کر سرگوشی کی۔

"یہ بسم اللہ کبھی تم بھی پڑھ لیا کرو۔" اس نے جل کر کہا۔

"اگر تم کہتے ہو تو یونہی سہی ... فرزانہ میرے جوتے سنبھالو ...

اور فاروق یہ لو ... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔"

یہ کہہ کر وہ لگا جوتے اتارنے ... فاروق گھبرا گیا:

"ارے ارے! تم تو بڑا مان گئے... یہ لو ... میں چلا۔" اس نے کہا اور جوتے اتار کر فوراً پائپ کی طرف بڑھ گیا ...دونوں مسکرانے لگے ...ادھر فاروق بندر کی سی تیزی سے پائپ پر چڑھ رہا تھا... جلد ہی وہ چھت پر نظر آیا۔ اس نے اشاروں سے کہا:

"میں نیچے جا کر کوئی دروازہ کھولتا ہوں۔"

دونوں نے سر ہلا دیے ...اب فاروق زینے کی طرف بڑھا... لیکن وہ دوسری طرف سے بند تھا۔ اس نے بڑا سا منہ بنایا اور جیب سے ریشم کی ڈوری نکال کر لوہے کی گرل سے باندھنے لگا... جلد ہی وہ اس رسی پر آہستہ آہستہ پھسلتا ہوا نیچے اتر رہا تھا...اس کے ہاتھ ریشم کی رگڑ کی وجہ سے بہت تیزی سے شدید گرم ہوتے جا رہے تھے... بلکہ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ان میں آگ لگ گئی ہو ... لیکن وہ اس کام کا عادی تھا... اکثر اسے کرنا پڑتا تھا، اس لیے اترتا چلا گیا... یہاں تک کہ اس کے قدم صحن کے فرش پر لگ گئے ۔ اب اس نے صدر دروازے کا رخ کیا ...اس پر اندر تالا نہیں تھا...اس نے دروازہ کھولا اور دونوں کو اندر بلا لیا۔ صحن میں زیرو کا بلب جل رہا تھا...

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اس نے ادھر ادھر دیکھا، گھر پر موت کا سناٹا طاری تھا...انہوں نے بند کمروں کے دروازے کا جائزہ لیا... دباؤ ڈال کر دیکھا... کمروں کے دروازے بند تھے۔ . .اب انہوں نے آواز پیدا کیے بغیر چابیاں آزمائیں... آخر محمود ایک کمرے کا تالا کھولنے میں کامیاب ہو گیا... اس نے آہستہ آہستہ دروازے کو دھکیلا...دروازہ ہلکی سی چوں کی آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔اندر ایک ڈبل بیڈ پر ایک عورت سو رہی تھی... انہوں نے عورت کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔ پھر فرزانہ نے جیب سے پنسل اور کاغذ نکال کر اس عورت کی تصویر کاغذ پر بنانی شروع کی۔ جلد ہی وہ اس سے فارغ ہو گئے۔ اس نے محمود اور فاروق کو واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ تینوں کمرے سے نکلنے کے لیے مڑے...ایسے میں ایک سرد آواز نے ان کا استقبال کیا:

"تم تینوں میرے پستول کی زد پر ہو۔"

وہ بری طرح اچھلے اور بیڈ کی طرف مڑے...انہوں نے دیکھا... مرد کے ہاتھ میں ایک خوفناک پستول تھا... عورت بھی جاگ چکی تھی اور ان کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھ رہی تھی:

"یہ...یہ کیا ہے۔"

"یہ چور ہیں۔"

"چ... چ... چور۔" عورت گھبرا گئی۔

"ہاں! چور۔"

"اس عمر میں چور بن گئے ہو۔"

"تم پولیس کو فون کرو۔"

"اس کی ضرورت نہیں جناب!" محمود مسکرایا۔

"کیوں... ضرورت نہیں... چوروں کو پولیس کے حوالے ہی تو کیا جاتا ہے۔" مرد بولا۔

"ہم چور نہیں ہیں۔"

"دیکھا بیگم ... اسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری...ہمارے گھر کے اندر موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں، ہم چور نہیں ہیں... بھلا کوئی ان سے پوچھے...رات کے ایک بجے یہ ہمارے گھر میں کیا کرنے کے لیے داخل ہوئے ہیں...وہ بھی بغیر اجازت بلکہ خفیہ طور پر۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں...یہ چور ہیں...میں فون کرتی ہوں۔"

"نہیں! اس کی ضرورت نہیں ...وہ دیکھیے آپ کے پیچھے ... کیا ہے۔" محمود چلا کر بولا۔

دونوں بوکھلا کر مڑے... عین اس لمحے محمود تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے ہی لمحے وہ مرد کے ہاتھ سے پستول چھین چکا تھا:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"بس! اب آپ فون نہیں کریں گے ... اور پرسکون رہ کر ہماری بات سنیں گے۔" محمود نے سرد آواز منہ سے نکالی ... پستول کی نالی کا رخ اب ان دونوں کی طرف تھا اور محمود کی انگلی ٹریگر پر تھی:

"یہ... یہ کیا ہوا۔"

"مم... میں بھول گیا تھا۔"

"ایک تو آپ میں بھولنے کی عادت بہت ہے، خیر... کیا بھول گئے تھے آپ۔"

"یہ کہ یہ چور ہیں۔"

"اب نہ بھولیے گا۔" عورت نے بڑا سا منہ بنایا۔

"اب کیا کروں گا بھول کر۔"

"اب آپ ذرا ہماری بات سن لیں... ہم چور نہیں ہیں... دیکھیے نا پستول میرے ہاتھ میں ہے ... میں اپنے دونوں ساتھیوں سے کہہ سکتا ہوں... تجوری میں سے نقدی اور زیورات نکال لو ... لیکن چونکہ ہم چور نہیں ہیں، اس لیے میں ان سے یہ نہیں کہوں گا... اب بھی آپ کو یقین نہیں آیا یا نہیں۔"

"کک... کچھ کچھ۔" عورت بولی۔

"خیر... کوئی بات نہیں۔ پورا یقین بھی آجائے گا۔" فاروق نے

چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" مرد نے جل کر کہا۔

"ہم یہاں ایک کام سے آئے تھے ... اپنا کام پورا کر کے جا رہے ہیں... اگر پولیس کو بلانے کا شوق ہے تو ضرور بلاتے رہیں... آؤ بھئی چلیں۔" یہ کہتے ہوئے محمود نے انہیں باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔

وہ کمرے سے نکل آئے... دروازہ بند کر دیا اور پستول رومال سے صاف کر کے وہیں دروازے پر رکھ دیا، ساتھ ہی محمود نے کہا:

"اللہ حافظ... ہم آپ کا پستول باہر چھوڑے جا رہے ہیں... ملازم کو بلا کر دروازہ کھلوا لیں، دروازے کی چابی بھی باہر پستول کے پاس رکھ رہے ہیں۔"

"تت... تم آخر کون ہو۔" مرد نے حیران ہو کر کہا۔

"بس جانے دیں... کیا کریں گے پوچھ کر۔"

اور پھر وہ گھر سے نکل کر تیزی سے سڑک پر آئے... دوسرے ہی لمحے ان کی کار ہوا ہو گئی... انہوں نے پولیس کی گاڑی کو چند لمحوں بعد اس کوٹھی کی طرف مڑتے دیکھا۔

وہ مسکرا دیے ... گویا گھر کے مالک نے آخر پولیس کو فون کر ہی دیا تھا... اب ان کا رخ خفیہ عمارت کی طرف تھا... وہ وہاں پہنچے ...

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

انچارج نے ان کے لیے دروازہ کھول دیا اور مسکرا دیا ...ہمارے مہمانوں کا کیا حال ہے :

''ان کی طرف سے کوئی آواز نہیں سنی ... اس کا مطلب ہے ... سوئے ہوئے ہیں۔''

'' آپ نے جھانک کر دیکھا ؟''

''نہیں... خاتون ان کے ساتھ ہیں نا ... اس لیے ایسا نہیں کیا ۔'' اس نے کہا ۔

'' آپ... آپ بہت اچھے ہیں۔''

'' شکریہ!'' اس نے مسکرا کر کہا ۔

وہ مہمانوں کے کمرے کی طرف آئے... کھڑکی کے شیشے سے اندر جھانک کر دیکھا ... مہمان گہری نیند میں نظر آئے... اب وہ اپنے کمرے میں آئے اور بستر پر چوکڑیاں مار کر بیٹھ گئے ...جس گھر میں وہ گئے تھے ... وہاں سے بنائی گئی تصویر نکال کر سامنے رکھی ... پھر اس کے برابر وہ تصویر رکھی جو انہوں نے حلیہ سن کر بنائی تھی ... اور لگے دونوں تصاویر کو غور سے دیکھنے :

'' کیا خیال ہے ... ہماری یہ مہم بے کار گئی ۔''

'' نقش ملتے جلتے سے تو خیر ہیں... لیکن بہرحال یہ وہ عورت نہیں

ہو سکتی ... پھر بھی صبح شہزادی مہرالنسا کو دکھائیں گے ... اور چونکہ ہمارا مقصد حل نہیں ہوا... لہٰذا ہمیں اب چند اور گھروں میں جانا پڑے گا۔'' محمود نے کہا ۔

'' کوئی بات نہیں... آخر یہ ہمارا کام ہے ۔'' فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

'' ارے باپ رے ... تو کیا دوسرے یا تیسرے گھر بھی آج ہی جائیں گے ۔''

'' ہاں بھئی... جو کام ہو جائے ... اچھا ہے ۔''

'' بس تو پھر ...تم دونوں جاؤ... مجھے تو نیند آرہی ہے ۔''

'' سنا فرزانہ ... ان صاحب کو نیند آرہی ہے ۔'' محمود نے منہ بنایا۔

'' ہاں سنا... کوئی پروا نہیں ... ہم دونوں چلتے ہیں۔''

'' اور پائپ پر کون چڑھے گا ۔'' محمود نے آنکھیں نکالیں ۔

'' تم !'' فرزانہ نے فوراً کہا ۔

'' ارے باپ رے ... '' محمود بوکھلا اٹھا۔

'' بس ... نکل گئی جان ... بڑے ہمدرد بنے پھرتے ہیں... چلو ... میں چل رہا ہوں ۔'' فاروق نے جلے بھنے انداز میں کہا ۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"شکریہ فاروق ... اس میں شک نہیں کہ تم بہت اچھے ہو۔"

"ہائیں... کیا واقعی۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

اور وہ ایک بار پھر انچارج کے پاس کھڑے نظر آئے:

"اب کیا ہے۔"

"بات کچھ بنی نہیں... ہمیں ایک اور جگہ جانا ہوگا ... اور اس کے بعد ایک اور جگہ بھی شاید جائیں گے۔"

"اسی لیے تو کامیابیاں آپ کے قدم چومتی ہیں ... اس طرح راتوں کو کون محنت کرتا ہے۔" وہ بولا۔

"کرنے والے کرتے ہیں انکل ... اچھا ہم چلے... دروازہ بند کر لیں اور ہمارے مہمانوں کا خیال رکھیں۔"

"فکر نہ کریں۔"

وہ ایک بار پھر روانہ ہوئے:

"ویسے یار محمود ... ہم ہیں بے وقوف۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی... لیکن یہ تم نے کہا کس خوشی میں۔"

"بھئی آخر یہاں واپس آنے کی کیا ضرورت تھی ... کہیں رک کر دونوں تصاویر کا جائزہ لے لیتے ... اور کام نہ بنتا دیکھ کر دوسرے گھر کا رخ کر لیتے۔" فاروق نے بھنا کر کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے ... لیکن اس وقت ہم نے یہی خیال کیا تھا کہ یہ وہی عورت ہوگی ... خیر کوئی بات نہیں... آخر وہ عورت کب تک نظروں سے اوجھل رہے گی ... ہم اس تک پہنچ ہی جائیں گے ان شاء اللہ!"

اور پھر وہ ایک اور کوٹھی کے نزدیک پہنچ گئے۔ پہلے انہوں نے اس کا گھوم پھر کر جائزہ لیا... گشت کرنے والی پولیس پارٹی کے آنے یا کتنی دیر بعد ان کے دوبارہ آنے کا حساب لگایا اور پھر فاروق پائپ کے ذریعے چھت پر پہنچ گیا... یہ دیکھ کر اس کے دانت نکل آئے کہ زینہ اندر سے بند نہیں تھا ... گویا اسے ریشم کی ڈوری کے ذریعے نیچے نہیں اترنا تھا ... وہ سیڑھیاں اترتا نیچے پہنچ گیا۔ اور پھر ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ... محمود اور فاروق تیار کھڑے تھے، فوراً اندر داخل ہو گئے... دروازہ اندر سے بند کر کے وہ صحن میں آ گئے... اب انہوں نے کمروں کا جائزہ لیا... ایک کمرے میں گھر کا مالک اور اس کی بیوی سوتے نظر آئے... انہوں نے دروازہ آسانی سے کھول لیا اور اندر داخل ہوئے... فرزانہ نے کاغذ پنسل سنبھال لیے اور تصویر بنانے لگی... چند منٹ بعد وہ فارغ ہو گئے۔ اس نے تصویر تہہ کی اور جیب میں رکھ لی ... پھر ان دونوں کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہی ہو:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"چلیں۔"

انہوں نے سر ہلا دیے اور باہر نکلنے کے لیے مڑے... اسی وقت ایک آواز گونجی:

"بہت خوب!"

وہ اچھل کر مڑے... دونوں میاں بیوی اٹھ کر بیٹھ چکے تھے... انہوں نے دیکھا... مرد کے ہاتھ میں ایک پستول تھا اور اس کا رخ ان تینوں کی طرف تھا:

☆☆☆☆☆

گھاس

"بہت خوب! تم سمجھتے ہو... میرے گھر میں چوری کرنا آسان کام ہے... اب ذرا جیل کی ہوا کھاؤ... بیگم پولیس کو فون کرو۔"

"ضرور میاں صاحب... کیوں نہیں۔" اس نے خوش ہو کر کہا۔

"پہلے آپ اپنے پیچھے تو دیکھ لیں..." محمود نے ہنس کر کہا۔

"بیگم... ان کی خواہش پوری کر دو۔" مرد نے کہا۔

"کون سی خواہش۔"

"یہ چاہتے ہیں... ہم اپنے پیچھے دیکھ لیں... تاکہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر یہ پستول چھین لیں... لیکن میں اتنی کچی گولیاں نہیں کھیلا ہوا۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا جان کر۔"

"یہ کہ آپ کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے۔"

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"ادھر ادھر کی باتیں کر کے تم میرا دھیان نہیں بٹا سکتے ۔"

"یہ جان کر اور زیادہ خوشی ہوئی ۔" محمود نے خوش ہو کر کہا ۔

"اصل خوشی تو تمہیں اس وقت ہو گی جب پولیس تمہیں یہاں سے گرفتار کر کے لے جائے گی ۔"

"ہائیں اچھا... اچھا تو پھر یہ لیں..." فاروق نے کہا اور اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھا دیا ۔اس میں ایک ٹافی تھی ۔

"اور یہ کیا ہے ۔"

"جی ٹافی ۔"

"اب تم ہم دونوں کو ٹافی سے بہلاؤ گے ۔" مرد ہنسا۔

"ارادہ تو ہے ... اگر بہل جائیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی ۔"

"بیگم ... ان تینوں کا دماغ خراب لگتا ہے ... پولیس کو فون کیا یا نہیں ۔"

"اوہ ہاں! میں ان کی باتوں میں لگ گئی تھی ۔"

"یہ کام بعد میں کر لینا ۔"

"جی اچھا ۔"

اس نے موبائل نکالا ... عین اس لمحے فاروق نے ٹافی ان کی طرف اچھال دی ... ایک ہلکا سا دھماکا ہوا، ٹافی میں سے تیز چمک نکلی

... اور پستول مرد کے ہاتھ سے نکل گیا ... ان کے ہاتھ آنکھوں سے جا لگے ۔

"اُف ... ارے باپ رے ... یہ ... یہ کیا کیا ۔"

"ہمارے جانے کے بعد آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مار لیجیے گا ... آؤ چلیں ۔" محمود نے جلدی سے کہا اور انہوں نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی ۔

تینوں نے وہاں سے نکلنے میں کافی تیزی دکھائی ... جلد ہی وہ اپنی کار میں اڑے جا رہے تھے ... اور راستہ تبدیل کرتے جا رہے تھے... اور پھر انہوں نے خفیہ عمارت میں پہنچ کر دم لیا ۔ انچارج نے بتایا ، مہمان گہری نیند کے مزے لے رہے ہیں ۔ وہ مسکرا دیے اور اپنے کمرے میں آ بیٹھے ... اب انہوں نے اس عورت کی تصویر پہلی والی تصویر سے ملائی ... حلیے میں بہت فرق تھا :

"دونوں تجربے فیل ہو گئے ... اب کیا کریں ۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"صبر!" فاروق بولا ۔

"اباجان ہمیں آڑے ہاتھوں لیں گے کہ چلے تھے تیر مارنے اور کوئی کام دکھا نہیں سکے ۔" محمود بولا ۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' ہم نے اپنی سی کی ... کام نہیں بنا ...''

ایسے میں عمارت میں گھنٹی بجی... انچارج نے آواز پہچان لی اور مسکرا کر دروازے کی طرف چلا گیا ۔ جلد ہی انسپکٹر جمشید آتے نظر آئے... تینوں پریشان ہو گئے... کہ کیا بتائیں گے ۔ ادھر انہوں نے آتے ہی کہا:

''ہاں بھئی ... کیا رہا ۔''

'' وہ ... ابا جان ... وہ ۔'' محمود گڑبڑا گیا ۔

'' وہ ابا جان وہ کیا...'' انہوں نے حیران ہو کر کہا ۔

'' پہلے ہم ایک گھر میں داخل ہوئے اور عورت کی تصویر بنا لائے ۔'' محمود نے ہمت کر کے کہا ۔

''بہت خوب! یہ ہوئی نا بات ۔کہاں ہے وہ تصویر ۔''

'' پہلے آپ پوری بات تو سن لیں ۔'' اس نے گھبرا کر کہا ۔

'' اچھا ٹھیک ہے ...پہلے پوری بات ہو جائے ۔'' وہ مسکرائے ۔

'' پھر ہم دوسرے گھر میں داخل ہوئے اور تصویر بنانے میں کامیاب ہو گئے ...''

'' بس تو پھر اور کیا چاہیے ۔''

'' لیکن ابا جان ... مہرالنسا صاحبہ نے جو حلیہ بتایا تھا اور جس سے

ہم نے تصویر بنائی تھی ۔ وہ تصویر ان دونوں تصاویر سے نہیں ملتی ۔''

'' او ہ... یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ... لیکن خیر... تم نے اپنا کام تو کیا ہے نا ۔''

'' فائدہ کوئی نہیں ہوا ۔'' فرزانہ نے منہ بنایا ۔

'' اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں... اور پھر ابھی سیٹھ اکرم خان کے اور ملازم ہیں ، جن کی بیویاں وہاں موجود تھیں...ہم اب انہیں باری باری چیک کریں گے اور آخر اس عورت تک پہنچ جائیں گے ... جو اس ہار کے بارے میں پوچھتی رہی تھی ...ویسے تم نے جو دو تصویریں بنائی ہیں... وہ مجھے ایک نظر دکھا دو ۔''

'' جی اچھا !''

محمود نے کہا اور تصاویر ان کے سامنے رکھ دیں... وہ پہلی تصویر سے انہیں ملا ملا کر دیکھنے لگے ... کافی دیر تک دیکھنے کے بعد ان کے چہرے پر مایوسی کے آثار ظاہر ہوئے ... انہوں نے کہا:

'' تم ٹھیک کہتے تھے . . . یہ دونوں تصویریں اس سے نہیں ملتیں...اب ہمیں اور کوشش... کوشش... کوشش ۔'' یہ کہتے کہتے وہ رک گئے اور ان کی پیشانی پر لکیریں ابھر آئیں... ایک بار پھر وہ ان تینوں تصویروں پر جھک گئے ... پھر انہوں نے سر اٹھایا اور ان تینوں کو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

باری باری دیکھنے لگے۔

"یہ ... آپ... اس طرح کیا دیکھ رہے ہیں۔"

"اللہ کی قدرت۔"

"آپ کا مطلب ہے ... آپ کو ہمارے چہروں میں اللہ کی قدرت نظر آرہی ہے۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! بالکل۔"

"تب پھر ... ہمیں بھی دکھا دیں۔"

"تمہارا مطلب ہے ... اللہ کی قدرت دکھا دوں۔"

"جی ہاں... جلدی دکھادیں... مارے حیرت کے ہمارا بُرا حال ہے۔"

"تو پھر ان تصویروں کو غور سے دیکھو ... چلو اس تصویر کو الگ کر دیتے ہیں...تم بس مہرالنسا کے بتائے ہوئے حلیے والی تصویر کو اور اس تصویر کو غور سے دیکھو۔"

"ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں۔"

"ایک بار اور دیکھو۔"

"جی اچھا... آپ کہتے ہیں تو دیکھ لیتے ہیں... ورنہ ان میں مشابہت کوئی نہیں ہے۔"

"اوہو ... تم دیکھو تو سہی۔" انہوں نے منہ بنایا۔

اب ان کی نظریں دونوں تصاویر پر جم گئیں... لگے باری باری دیکھنے ... آخر انہوں نے نفی میں سر ہلا دیے ... چہروں پر مایوسی نظر آئی... پھر محمود نے کہا:

"نہیں ابا جان ... اس میں کوئی مشابہت نہیں۔"

"مشابہت ہے۔" انسپکٹر جمشید نے پرزور لہجے میں کہا۔

"کیا کہا آپ نے ... مشابہت ہے۔"

"ہاں بالکل... یہ دیکھو ... کیا اس کی ناک اور اس کی ناک ایک جیسی نہیں ... یہ ہونٹ اور یہ ہونٹ ایک جیسے نہیں... یہ آنکھیں اور یہ آنکھیں کیا ایک جیسی نہیں... کیا دونوں کا رنگ ایک جیسا نہیں ... کیا دونوں چہرے گول نہیں ... آخر تم نے کیسے کہہ دیا ... ان میں کوئی مشابہت نہیں۔"

"یہ دیکھیے ... ہم نے اس عورت کے گھر جا کر جو تصویر بنائی ہے ... اس کے بائیں گال پر بڑا سا ابھرا ہوا تل ہے ... جب کہ مہرالنسا نے کسی تل کا ذکر نہیں کیا ... ان حالات میں بھلا دونوں تصویریں ایک عورت کی کیسے ہو سکتی ہیں۔" فرزانہ نے پھر زور دار انداز میں کہا۔

"بالکل ٹھیک کہا تم نے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' اگر فرزانہ نے بالکل ٹھیک کہا ... تو آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ان میں بالکل مشابہت ہے۔''

'' اب مہرالنسا کو جگانا پڑے گا ... قاسم ... تم انہیں جگا کر لے آؤ ... لیکن ساتھ ہی بتا دینا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ... کہیں جگائے جانے پر وہ گھبرا نہ جائیں۔''

'' ٹھیک ہے ... آپ فکر نہ کریں۔''

جلد ہی انچارج مہرالنسا کے ساتھ وہاں آ گیا:

'' معافی چاہتا ہیں ... آپ کی نیند خراب کی۔''

'' اور آپ جو ہماری خاطر سوئے تک نہیں ... ہم تو پھر بھی کافی دیر سو لیے۔'' وہ بولیں۔

'' یہ ہماری ڈیوٹی ہے ... خیر ... آپ اس تصویر کو دیکھیں ... یہ تصویر آپ کے بنائے ہوئے حلیے کے ذریعے بنائی گئی ہے ... آپ نے بتایا تھا کہ قریب قریب یہی شکل تھی اس عورت کی۔''

'' جی ہاں! میں نے یہی کہا تھا ...'' وہ بولیں۔

'' اچھا ہم آپ کو ایک اور تصویر دکھا تے ہیں ... اسے دیکھیں ... کیا یہ وہی عورت ہے۔''

مہرالنسا نے دوسری تصویر پر نظریں جما دیں ... پھر اس نے انکار

میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

'' نہیں ... یہ اس عورت کی تصویر نہیں جو دعوت والے دن میرے آس پاس منڈلاتی رہی تھی۔''

'' شکریہ! ہم نے آپ کو زحمت دی ... آپ آرام کریں۔''

وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں ... اب انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

'' اب آپ کیا کہتے ہیں۔''

'' ابھی میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ... میں شروع سے آخر تک کیس پر غور کرنا چاہتا ہوں ... ویسے میرا خیال ہے ... ہمیں کل رات پھر ایک مہم پر جانا پڑے گا ... لیکن نہیں رات سے پہلے دن میں بھی ہمیں ایک کوشش کرنا ہوگی۔''

'' ہم تیار ہیں۔'' تینوں بولے۔

اور وہ مسکرا دیے ... دوسرے دن صبح سویرے وہ سیٹھ اکرم خان کی کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں ان کے سامنے بیٹھے تھے:

'' میں سمجھ گیا ... میرا شتر مرغ مل گیا۔''

'' یہ بھاگ دوڑ آپ کے شتر مرغ کے سلسلے میں بھی ہے۔'' انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"بھی سے کیا مطلب ہے۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مطلب یہ ہم صرف شترمرغ کی گمشدگی پر ہی کام نہیں کر رہے... ایک اور چیز بھی گم ہوئی ہے۔" یہ کہتے وقت انہوں نے بہت غور سے سیٹھ اکرم خان کی طرف دیکھا۔

"ایک اور چیز... وہ کیا؟" مارے حیرت کے اس نے کہا۔

"ہم ابھی نہیں بتا سکتے... اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کا شترمرغ تلاش کر دیں تو آپ کو ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔"

"اور میں یہ کیوں نہیں چاہوں گا... میں تو اس کے بغیر مرا جا رہا ہوں... آپ نہیں جانتے وہ مجھ سے کس قدر مانوس ہے۔"

"اسی لیے تو کہہ رہا ہوں... ہمارے ساتھ تعاون کریں..."

"فرمائیے... آپ کیا چاہتے ہیں۔"

"آپ کے باغ کا چپہ چپہ دیکھنا چاہتے ہیں... کیونکہ شترمرغ باغ سے غائب ہوا ہے... ظاہر ہے، اسے غائب کرنے والوں نے اپنا کوئی سراغ ضرور چھوڑا ہوگا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں... آپ جو چاہیں کریں... آپ کہیں گے تو میں کچھ دن کے لیے کوٹھی بالکل خالی کردوں گا... تاکہ آپ پوری کوٹھی کو اچھی طرح دیکھ ڈالیں۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔"

"بہت بہتر! آپ کس وقت اپنا کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔"

"ابھی اور اسی وقت۔"

"آئیے۔"

وہ انہیں اپنے باغ میں لے آیا۔ انسپکٹر جمشید نے اس سے کہا:

"آپ جا سکتے ہیں... ہم اپنا کام خود کریں گے... اس میں آپ کی موجودگی ضروری نہیں۔ ہاں! کسی سلسلے میں ضرورت پیش آگئی تو ہم آپ کو بلا لیں۔"

"اچھی بات ہے... آپ لوگوں کے لیے کیا بھیجوں... چائے یا کافی۔"

"کچھ بھی نہیں... بس آپ آرام کریں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

سیٹھ اکرم باغ سے چلا گیا... اب انسپکٹر جمشید نے ان سے کہا:

"چلو اپنا کام شروع کرو۔"

"جی... اپنا... لیکن کون سا کام، بلکہ یہاں ہمارا کیا کام۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"تم نے سنا... محمود، فرزانہ... فاروق نے کیا کہا۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"جج... جی ہاں... سنا... فاروق نے کہا ہے... یہاں ہمارا کیا کام؟" محمود نے گڑبڑا کر کہا۔

"تب پھر بتاؤ... یہاں ہمارا کیا کام۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"وہ... یعنی کہ ہاں وہ۔" محمود گڑبڑا گیا۔

"فرزانہ تم بتاؤ۔"

"میں... آپ کا مطلب ہے میں بتاؤں۔" فرزانہ گھبرا کر بولی۔

"ہاں بھئی... اور میں یہاں کس سے بات کر رہا ہوں۔"

"جی اچھا! ابھی بتاتی ہوں... یہ بتانا کیا مشکل ہے... آپ نے تو بہت ہی آسان بات پوچھی ہے... اور وہ یہ کہ یہاں ہمارا کیا کام... یہی پوچھا ہے نا آپ نے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی اور اٹک اٹک کر کہا۔

"ہاں! یہی پوچھا ہے۔"

تینوں خاموش کھڑے رہے... نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

"بس معلوم ہوگیا... تم تینوں کتنا اونچا اڑ سکتے ہو۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"تو آپ ہمیں ہوائی جہاز دلوا دیں نا ابا جان۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"خیر! میں بتاتا ہوں... ہمیں یہاں... یہ دیکھنا ہے کہ شتر مرغ کو یہاں سے کس طرح لے جایا گیا... وہ ان کے ساتھ آسانی سے کیسے چلا گیا... پالتو جانور کو جب کوئی غیر لے جانا چاہے تو وہ اڑتا ضرور ہے... خود کو اس سے چھڑانے کے لیے بھی زور لگاتا ہے..."

"اوہ ہاں! یہ بات تو ہے۔"

"بس تو پھر باغ میں ایسے کوئی آثار تلاش کرو۔"

"مشکل ہے ابا جان۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اب پھر مشکل کہاں سے ٹپک پڑی۔" انہوں نے اسے گھورا۔

"باغ میں بہت گھنی اور گہری گھاس ہے... آپ جانتے ہی ہیں، گھاس پر آثار نہیں تلاش کیے جا سکتے۔"

"کیوں فاروق... تم کیا کہتے ہو۔"

"کیوں تلاش نہیں کیے جا سکتے... ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"خوب! بھلا کیسے۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"ایسے کہ گھاس پر قدموں یا شتر مرغ کے پنجوں کے نشانات بے شک نہیں مل سکتے... لیکن گھاس پر یا پودوں پر یا کسی درخت کی شاخ پر اس کے پر وغیرہ تو مل سکتے ہیں۔"

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"اوہ ہاں واقعی ..." محمود اور فرزانہ نے ایک ساتھ کہا۔

اور پھر وہ چاروں ایک طرف سے باغ کا معائنہ کرنے لگے... وہ گھاس کو بھی غور سے دیکھ رہے تھے... اور پودوں اور درختوں کو بھی... ان کے آگے بڑھنے کی رفتار بہت کم تھی ... اور باغ کوٹھی کے چاروں طرف موجود تھا... اس طرح بہت لمبا چوڑا تھا ...چلتے چلتے... وہ کوٹھی کے پچھلی طرف والے حصے میں پہنچ گئے ... اس وقت فرزانہ نے کہا:

"اگر آپ میرا مذاق نہ اڑائیں تو ایک بات کہوں۔"

"نہیں اڑائیں گے ..." فاروق مسکرایا۔

"اس جگہ ... جہاں سے اس وقت میں گزری ہوں... زمین نرم نرم سی لگی ہے۔"

"یہاں تو پورے باغ کی زمین نرم نرم ہے، گھاس جو اتنی گہری اور گھنی ہے۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ اس نے بات بتائی ہے... وہ بھی اتنی دیر بعد۔" فاروق نے بھی جل بھن کر کہا۔

"لیکن گہری اور گھنی گھاس تو پورے باغ کی ہے... میرا مطلب تو یہ ہے کہ اس جگہ کی زمین نسبتاً زیادہ نرم ہے۔"

"اوہ!" انسپکٹر جمشید چونکے...پھر وہ تیزی سے اس جگہ پر آئے

... جہاں فرزانہ نے اشارہ کیا تھا...انہوں نے وہاں اور اس کے آس پاس کی جگہ پر چل کر اور گھاس پر دباؤ ڈال کر دیکھا۔ آخر انہوں نے کہا:

"فرزانہ کا خیال سو فیصد درست ہے... اس جگہ سے زمین بہت نرم ہے۔"

"کیا!!!" محمود اور فاروق کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور یہی بات نہیں...یہاں مجھے ایک اور چیز بھی نظر آگئی ہے۔" انسپکٹر جمشید کے لہجے میں بے حد جوش تھا۔

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

گلاب کا خون

انہوں نے چونک کر پہلے اپنے والد کی طرف دیکھا اور پھر ادھر ادھر دیکھا... لیکن انہیں کچھ نظر نہ آیا... سورج اب کافی بلند ہوگیا تھا اور تمام درخت اور پودے گویا دھوپ میں غسل کر رہے تھے... اور غسل کرتے ایک پودے پر انسپکٹر جمشید کی نظریں جمی تھیں... یہ پودا ولایتی گلاب کا تھا... اور اس پر تیز سرخ رنگ کے گلاب کھلے تھے۔ اس وقت ہوا بھی قدرے تیز چل رہی تھی اور پودے لہلہا رہے تھے... انسپکٹر جمشید کے اس لہلہاتے پودے کو اتنے غور سے دیکھنے پر محمود، فاروق اور فرزانہ نے بھی اپنی نظریں اس پر جما دیں... اچانک فرزانہ کے منہ سے نکلا:

"اوہ... اوہ۔"

انسپکٹر جمشید اس کے منہ سے اوہ اوہ نکلنے پر مسکرا دیے:

"تو تم نے دیکھ لیا۔"

"جی ابا جان!" اس نے فوراً کہا۔

"کیا دیکھ لیا... ہمیں بھی دکھاؤ نا۔" محمود بولا۔

"خود دیکھ لو... اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں۔" فرزانہ پٹ سے بولی۔ انسپکٹر جمشید ہنس پڑے۔

"اچھا اچھا... دیکھو... اوہ اوہو... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" مارے حیرت کے محمود کے منہ سے نکلا۔

"رہ گیا بے چارہ میں... میں بھی انشاء اللہ دیکھ ہی لوں گا۔"

پھر اس نے بھی پودے کو نہایت غور سے دیکھنا شروع کیا اور آخر وہ بھی اچھل پڑا... اس کے منہ سے نکلا:

"اُف مالک... گلاب کا خون..." پھر خود ہی چونک کر بولا۔

"ارے! یہ تو کسی ناول کا نام ہوسکتا ہے۔"

"چلو خوشی کی بات ہے... تم تینوں نے وہ بات بھانپ لی... اس پودے کے سرخ پھولوں پر واقعی خون کے چھینٹے موجود ہیں... اور خون کے علاوہ یہاں چند شاخوں پر فضلے جیسی کوئی چیز بھی موجود ہے... جب ہم قربانی کرتے ہیں تو بکرے کی اوجھڑی میں جو فضلہ ہوتا ہے... بالکل ویسا ہی یہاں کہیں کہیں لگا ہوا ہے... یا پھر یوں کہہ لیں، جب ہم مرغی ذبح کرتے ہیں تو اس کے پوٹے میں سے جو فضلہ نکلتا ہے... اب ہمیں یہ جگہ کھودنی ہوگی... جاؤ فاروق گھر کے کسی ملازم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

سے کہو... وہ ہمیں کوئی کدال دے دے۔''

''جی اچھا۔''

جلد ہی ملازم کدال لے آیا۔ ساتھ ہی سیٹھ اکرم خان وہاں آ گیا... کیونکہ انہیں کدال منگوانے کا پتا چل گیا تھا:

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔'' اس نے حیران ہو کر کہا۔

''ہمارا خیال ہے... اس جگہ کھدائی کی گئی ہے... کھدائی کر کے کوئی چیز یہاں دفن کی گئی ہے۔''

''حد ہوگئی... بھلا یہاں کوئی چیز کوئی کیوں دفن کرتا۔''

''یہ تو ہمیں ابھی پتا نہیں... لیکن ہمارا اندازہ ہے کہ بات یہی ہے۔''

''آپ کا خیال بالکل غلط ثابت ہوگا۔'' سیٹھ اکرم نے منہ بسورا۔

''اب ہمیں اپنا اطمینان تو بہرحال کرنا پڑے گا۔''

''آپ کی مرضی... لیکن اس طرح میری گھاس کا ستیاناس ہو جائے گا۔''

''بالکل نہیں ہوگا... گھاس کی تہہ بہت احتیاط سے الگ کی جائے گی... اس کے بعد گڑھا کھودا جائے گا...'' انہوں نے اسے تسلی دی۔

''اور یہ کام کرے گا کون...''

''میں خود کروں گا۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

''آپ... آپ کریں گے یہ کام... آپ ایک پولیس آفیسر ہیں... کوئی کانسٹیبل نہیں۔''

''جب تک ہم کسی کو بلائیں گے... اس وقت تک یہ کام خود کر بھی لیں گے...''

یہ کہہ کر انہوں نے کدال سنبھال لی:

''میں اپنے ملازم سے یہ کام کروا دیتا ہوں۔'' سیٹھ اکرم خان نے کہا۔

''جی نہیں... اس کام میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے اور یہ مجھے ہی کرنا پڑے گا... یہاں تک کہ میں اپنے بچوں سے بھی نہیں کراؤں گا۔''

''آپ کی مرضی۔'' اس نے کندھے اچکا دیے۔

اور پھر وہ اپنے کام میں جت گئے... پہلے انہوں نے نہایت مہارت سے گھاس کی موٹی تہہ زمین سے الگ کی... اس طرح کہ پھر زمین پر اسی طرح بچھائی جا سکے۔ جب گھاس کی تہہ الگ ہوگئی تب انہوں نے کھدائی شروع کی... سیٹھ اکرم کی آنکھوں سے پریشانی کے آثار صاف جھلک رہے تھے... ادھر ان کی نظریں بھی گڑھے پر جمی

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تھیں... دل دھک دھک کر رہے تھے کہ نہ جانے اس گڑھے میں کسے دفن کیا گیا ہے۔

اور پھر اچانک انسپکٹر جمشید رک گئے... مارے حیرت کے ان کے منہ سے نکلا:

''یہ... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔''

وہ چاروں گڑھے پر جھک گئے... ساتھ ہی سیٹھ اکرم کی خوف میں ڈوبی چیخ بلند ہوئی... مارے غم کے اس کے منہ سے نکلا:

''نہیں... نہیں... نہیں۔''

O

ان سب کے چہروں پر حیرت کے بادل تیر رہے تھے... بار بار ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے... پھر فاروق کی آواز سنائی دی:

''یہ... یہ سب کیا ہے... اس گڑھے میں تو شتر مرغ کی لاش موجود ہے۔''

''ہاں! بے چارے شتر مرغ کا پہلے خون کیا گیا... پھر اسے یہاں دفن کیا گیا۔''

''لیکن کیوں... کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی... اس بے چارے سے کسی کو بھلا کیا دشمنی تھی۔'' سیٹھ اکرم خان چلا اٹھا۔وہ اسی کی طرف دیکھ رہے تھے... اس لمحے انہوں نے غور سے دیکھا... غالباً یہ جاننے کی کوشش میں تھے کہ وہ اداکاری تو نہیں کر رہا۔

''یہ آپ سے زیادہ کون جانتا ہوگا۔'' انسپکٹر جمشید نے سرسری انداز میں کہا۔

''کیا مطلب۔'' وہ چونکا۔

''میرا مطلب ہے... کسی کو آپ کے شتر مرغ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے بھلا... یہ آپ کو ہی معلوم ہوسکتا ہے۔''

ندیم

''نہیں... بالکل نہیں... ہرگز نہیں۔''

''خیر... پہلے ہم اپنا کام کرلیں... پھر دیکھیں گے... شتر مرغ کے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا۔''

''میری حالت خراب ہو رہی ہے... میں تو اپنے کمرے میں جا رہا ہوں... آپ کو کچھ پوچھنا ہو یا بتانا ہو تو وہیں آجائیے گا۔''

''ٹھیک ہے... آپ جائیں۔''

یہ کہہ کر وہ لگے اکرام کو فون کرنے... جلد ہی اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ پہنچ گیا۔انہوں نے شتر مرغ کی لاش کو نکالا... انہوں نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

دیکھا ، اس کا پیٹ چاک کیا گیا تھا... پہلے اسے گلے سے ذبح کیا گیا... اس کے بعد پیٹ چاک کیا گیا۔گویا وہی طریقہ اختیار کیا گیا تھا جو عید قربان کے موقع پر جانور ذبح کرتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

شتر مرغ کی تصاویر لی گئیں... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا:

'' اکرام ! کسی قصاب کو بلاؤ۔''

'' جی قصاب کو ... '' اس نے حیران ہو کر کہا۔

'' ہاں بھئی قصاب کو ... میں اس سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔''

'' جی اچھا۔'' اکرام نے ایک ماتحت کو فون کیا ... وہ جلد ہی قصاب کو لے آیا۔ اس کی نظریں جو ذبح شدہ شتر مرغ پر پڑی تو وہ حیران رہ گیا:

'' یہ... یہ کیا ہوا صاحب۔''

'' کسی نے اس بے چارے شتر مرغ کو ذبح کر دیا۔''

'' لیکن کیوں... اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔''

'' یہی معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ... آپ ذرا ہمیں یہ بتا دیں... شتر مرغ کے جسم کا کون سا حصہ غائب ہے۔''

'' جی اچھا۔''

اب وہ لگا اس کا جائزہ لینے...نیچے سے لے کر اوپر تک اور باہر سے لے کر اندر تک اس نے غور سے دیکھا بھالا ...پھر سیدھے ہوتے ہوئے اس نے کہا:

'' اسے پہلے گردن سے ذبح کیا گیا ... پھر پیٹ چاک کیا گیا۔''

'' اتنا اندازہ تو ہم بھی لگا چکے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

'' میں آگے بتاتا ہوں... اس کے بعد اس کا پوٹا چاک کیا گیا ہے... اور بس اور کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا... پوٹے میں آپ کو پتا ہوگا ... جو خوراک وغیرہ اس نے کھائی ہوتی ہے وہ ہوتی ہے...یا پھر جو کچھ بھی اس نے کھایا ہو... وہ فضلے کی شکل اختیار کر چکا ہوتا ہے ...'' قصاب نے بتایا۔

'' یہ ادھر دیکھیے ... ان شاخوں پر ... کیا یہ پوٹے سے نکلنے والا فضلا ہے۔''

اس نے ان شاخوں کو غور سے دیکھا، پھر اس نے ہاں میں سر ہلا دیا:'' جی ہاں ! بالکل۔''

'' اور یہ دیکھیے ... ان گلاب کے پھولوں پر ... یہ سرخ سرخ دھبے ہیں... یہ شتر مرغ کا خون ہوسکتا ہے۔''

'' جی ہاں... ذبح کرتے وقت خون اچھلا ہوگا ... اور ان گلاب

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کے پھولوں پر گر گیا ہوگا ، لیکن صاحب جی ... کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی... اس نے پھر حیران ہو کر پوچھا۔

'' ہم یہی معلوم کرنے کی کوشش میں ہیں... بس آپ کا کام ختم... آپ جا سکتے ہیں۔''

'' جی اچھا... لیکن مجھے یہ کیسے پتا چلے گا کہ یہ کیا معاملہ ہے ... کیونکہ مارے حیرت کے میرا بُرا حال ہے۔''

'' فی الحال تو ہمارا اپنا بُرا حال ہے... اچھا حال ہوگیا تو آپ کو بتا دیں گے۔''

'' جی اچھا۔'' اس نے کہا اور چلا گیا . . . اب وہ اندر سیٹھ اکرم خان کے کمرے میں آگئے... وہ بستر پر پریشان بیٹھا نظر آیا۔

'' کیا پتا چلا۔''

'' ابھی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی... آپ یہ بتائیں... آپ یہ شتر مرغوں کا کاروبار کب سے کر رہے ہیں۔''

'' آٹھ دس سال سے۔''

'' اس سے پہلے آپ کیا کرتے تھے۔''

'' اس سے پہلے میں شکاری لوگوں سے جانور خرید کر چڑیا گھروں کو سپلائی کرتا تھا . . . ایسے میں کسی نے شتر مرغوں کے کاروبار کا مشورہ

دیا... بس میں نے یہ شروع کردیا ... اور اس میں واقعی بہت منافع ہونے لگا... میں مطمئن ہو گیا کہ چلو بہت اچھا کاروبار شروع ہوگیا... بس ایسے میں میں نے ایک شتر مرغ پال لیا ...اور سچی بات یہ ہے کہ اس سے مجھے بہت اُنس ہو گیا تھا... نہ جانے کس ظالم نے یہ ظلم کیا ہے اور کیوں؟''

'' اللہ نے چاہا تو ہم اس راز سے پردہ اٹھائیں گے ... آپ فکر نہ کریں... ویسے آپ کو کسی ہار کے بارے میں کچھ پتا ہے۔''

'' جی ہار کیا... کک... کیا مطلب ... ہار ... کیسا ہار۔'' سیٹھ اکرم خان چونک کر بولا۔

'' خیر جانے دیں ... اگر کچھ نہیں معلوم تو رہنے دیں... آپ شتر مرغ کن کن ملکوں کو بھیجتے ہیں... اور کس طرح بھیجتے ہیں۔''

'' عرب ممالک کو اور کچھ اور دور دراز ملکوں کو۔'' اس نے بتایا۔

''لیکن ہمارے ملک میں تو شتر مرغ ہوتے ہی نہیں... جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ... یہ افریقہ اور شمال مشرقی ایشیا میں پائے جاتے ہیں۔'' انسپکٹر جمشید کے لہجے میں حیرت تھی۔

'' جی ہاں ! یہی بات ہے ... لیکن ہم نے یہاں تجربات کیے ہیں... افریقہ سے چند ماہرین یہاں بلوائے تھے...اس طرح ہم یہاں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شترمرغ کی نسل شروع کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں... اب یہ ہمارے فارم میں انڈے دیتے ہیں...انہیں سیتے ہیں... اس طرح ان انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں۔"

"خوب خوب ! تب یہ واقعی بہت منافع بخش کاروبار ہے ... آپ کو مبارک ہو ... آپ کا شکریہ ! اللہ نے چاہا تو ہم آپ کے شترمرغ کے قاتل کو بہت جلد گرفتار کر لیں گے ۔"

" بہت بہت شکریہ ! کم ازکم اس طرح میری حیرت تو دور ہو گی ۔"

" بالکل ہو گی ... آپ فکر نہ کریں ۔"

اور پھر وہ وہاں سے واپس لوٹ آئے :

" کامیابی اب بھی ہم سے دور ہے ... " انسپکٹر جمشید بڑ بڑائے۔

" ایک بات میرے ذہن میں آتی ہے ۔" فرزانہ نے سوچ میں گم لہجے میں کہا۔

" اللہ کا شکر ہے ۔" محمود نے خوش ہو کر کہا ۔

" سیٹھ اکرم کی بیوی فوت ہوچکی ہے ... ہم نے مہرالنسا صاحبہ سے یہ نہیں پوچھا کہ کیا وہ بیگم سیٹھ اکرم کو پہچانتی تھیں... کیونکہ اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ اس ہار کے بارے میں کرید کرید کر پوچھنے والی عورت خود بیگم سیٹھ اکرم خان ہو... اور اگر اس جرم کا تعلق

سیٹھ اکرم سے ہے تو وہ کیوں بتانے لگے کہ تصویر کس کی ہے ۔"

" یہ بات تو پھر ان کے ملازم وغیرہ سے بھی پوچھی جا سکتی ہے ... دوسری بات ... جالینوس تو اہم عہدے دار ہے ...اس کی بیوی تو اس تصویر کو دیکھتے ہی بتا دیتی کہ یہ تصویر سیٹھ اکرم کی بیگم کی ہے ... لیکن اس نے یہ نہیں کہا..."

" اب ہمیں کیا پتا ... اس نے سچ بولا ہے یا جھوٹ... کیا خبر جالینوس اور سیٹھ اکرم نے مل کر کوئی چکر چلایا ہو ...ان حالات میں جالینوس کی بیوی کیوں سچ بتانے لگی...ظاہر ہے ... وہ یہی کہے گی کہ اس تصویر والی عورت کے بارے میں وہ نہیں جانتی ۔"

" یہ بات ہو بھی سکتی ہے ... اس کا مطلب ہے دعوت میں موجود باقی عورتوں کو یہ تصویر دکھانا ہوگی ... تب ہی کام چل سکے گا ۔"

"اچھی بات ہے ...اب یہ بھی سہی ۔"

O

اب انہوں نے سیٹھ اکرم کے ہیڈ کلرک سے ملاقات کی... اس نے انہیں حیران ہو کر دیکھا ، پھر بولا:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"فرمائیے .... کیا خدمت کرسکتا ہوں۔"

"تین سال پہلے سیٹھ اکرم نے اپنے ادارے کے اسٹاف اور ان کی بیگمات کی دعوت کی تھی... ہمیں ان سب کے نام اور پتے چاہییں۔"

"اس کی کیا ضرورت پڑگئی۔" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سیٹھ اکرم صاحب کے گمشدہ شترمرغ کی تلاش کے سلسلے میں کوشش ہو رہی ہے اور ایک عورت کی شناخت کا مسئلہ ہے ... اگر آپ یا آپ کی بیگم اس سلسلے میں ہماری مدد کر دیں تو شاید ہمیں لمبے چوڑے پاپڑ نہ بیلنے پڑیں۔"

"عورت کی تصویر ... میں سمجھا نہیں۔" وہ مزید حیران ہو کر بولا۔

"میں بتاتا ہوں...یہ تصویر دیکھیے ... یہ عورت اس روز دعوت میں شریک تھی ...اس کا تعلق ایک جرم سے بنتا ہے ... آپ اپنی بیگم صاحبہ کو یہ تصویر دکھائیں ... شاید وہ بتا سکیں کہ یہ کس کی تصویر ہے۔"

"میں یہاں سے فارغ ہو کر ہی گھر جا سکوں گا۔" اس نے کہا۔

"آپ اپنا پتا بتا دیں... ہم خود چلے جاتے ہیں...میں اپنی بیٹی کو تصویر دے کر آپ کے گھر کے اندر بھیج دوں گا ... ہم باہر ہی ٹھہرے رہیں گے۔"

"اگر میں اس طرح آپ کے کام آسکا تو یہ میرے لیے خوشی کی

بات ہوگی۔"

"بہت بہت شکریہ۔" اس پتے کو نوٹ کر کے وہ وہاں سے نکل آئے اور ہیڈ کلرک کے گھر پہنچے۔ وہ گھر فون کر چکا تھا۔ اس لیے فرزانہ کو فوراً ہی اندر بلا لیا گیا ... وہاں ایک عورت اور ہیڈ کلرک کی ماں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ ان کا گھر بھی چھوٹا سا اور سادہ تھا:

"ہاں! اب بتائیں...مسئلہ کیا ہے۔"

"آپ تین سال پہلے دی جانے والی سیٹھ اکرم کی دعوت میں شریک ہوئی تھیں۔"

"ہر سال شریک ہوتی ہوں... گذشتہ پانچ سال سے سیٹھ صاحب کی ہر سالانہ دعوت میں شریک ہوئی ہوں...۔"

"میں آپ کو ایک تصویر دکھاتی ہوں ...اس تصویر کو دیکھ کر بتائیں... دعوت میں شریک خواتین میں سے یہ کس کی تصویر ہے۔"

یہ کہہ کر فرزانہ نے تصویر اس کے سامنے کر دی ...وہ تصویر کو غور سے دیکھنے لگی ... کافی دیر تک دیکھتی رہی ... آخر اس نے کہا:

"یہ چہرہ جانا پہچانا ہے ...بات تین سال پرانی ہوگئی ... اس لیے کچھ یاد نہیں آرہا۔"

"آپ کا آنا جانا بھلا ادارے کے اسٹاف کے کن کن گھروں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

میں ہے۔"

"میرا..." اس نے حیران ہو کر کہا ... پھر جلدی سے بولی:

"میں کسی کے گھر نہیں جاتی ... بس ادارے کی سالانہ دعوت میں چلی جاتی ہوں...۔"

"بہت خوب! تو کیا اس سال جو دعوت ہوئی ... اس میں یہ عورت نظر آئی؟"

"دیکھیے... اگر دعوت میں جانے سے پہلے یہ تصویر دکھائی جاتی تو اس وقت تو میں وہاں موجود عورتوں کو غور سے دیکھتی ... اب جب کہ یہ تصویر میرے سامنے آئی ہی نہیں تھی... اور یہ سوال بھی کیا ہی نہیں گیا تھا تو بھلا میں وہاں موجود عورتوں کو کیوں غور سے دیکھتی اور بات بھی آج کی نہیں... تین سال پہلے کی ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتی ہیں۔" فرزانہ نے مایوس ہو کر کہا اور پھر جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ... ابھی وہ دروازے تک گئی تھی کہ عورت کی آواز سنائی دی: "ٹھہریئے! مجھے ایک بات یاد آ رہی ہے۔"

فرزانہ چونک کر مڑی:

☆☆☆☆☆

وہ عورت

"کیا کہا آپ نے ... آپ کو ایک بات یاد آ رہی ہے۔"

"ہاں! میں اس وقت ایک پھولوں کے پودے کی طرف بڑھ رہی تھی... مجھے پھولوں سے بہت لگاؤ ہے ... اس پودے کے پھول مجھے اپنی طرف کھینچ رہے تھے... ایسے میں میں دو عورتوں کے پاس سے گزری تھی ... ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی ..."

"کس قدر خوبصورت ہار ہے... کیا میں اسے دیکھ سکتی ہوں..."

"آپ سمجھتی ہی ہوں گی، عورتوں کو زیورات سے کتنی محبت ہوتی ہے... میں نے بھی یہ سن کر اس ہار کی طرف دیکھا تھا... ہار والی عورت اپنا ہار گلے سے نکال کر اسے دے رہی تھی اور خوش اخلاق انداز میں کہہ رہی تھی ..." ہاں... کیوں نہیں... شوق سے دیکھیے۔"

"زبردست ... بہت شان دار ... اب بتایئے... وہ دوسری عورت کون تھی۔" فرزانہ نے پوچھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' آپ کا مطلب ہے ... ہار والی عورت ؟'' اس نے پوچھا ۔

'' نہیں ... دوسری عورت جس نے ہار دکھانے کے لیے کہا تھا ۔''

'' اوہ ہاں ! آپ نے مجھے جو تصویر دکھائی... وہ ضرور اسی عورت کی ہے ... اب میں یہ بات یقین سے کہہ سکتی ہوں ۔''

'' مہربانی فرما کر تصویر کو ایک بار پھر غور سے دیکھ لیں اور یہ یقین کر لیں کہ یہ تصویر اسی عورت کی ہے ۔'' فرزانہ نے کہا اور تصویر پھر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی ۔ وہ اسے غور سے دیکھتی رہی ... آخر بولی '' یہ وہی عورت ہے ۔''

'' شکریہ !...اب اگر آپ یہ بتا دیں کہ یہ عورت کون ہے ... تو ہم ایک بڑی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں... اور ایسا کر کے آپ قانون کی مدد کریں گی ۔''

'' اگر دعوت والی تمام عورتیں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو میں ان سب کو دیکھ کر بتا سکتی ہوں کہ وہ کون سی عورت تھی ۔''

'' اوہ ۔'' فرزانہ نے مارے پریشانی نے کہا ... کیونکہ یہ ایک اور مشکل کام ہوتا... پھر اس نے ہیڈ کلرک کی بیوی سے کہا :

'' آپ کا نام کیا ہے ۔''

'' جی ... میں ساجدہ نسرین ہوں ۔''

'' اچھا ساجدہ صاحبہ ! ہم اس بات کا انتظام کرنے کی کوشش کرتے ہیں... اگر ہم تمام عورتوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا پروگرام ترتیب دے سکے... تو آپ کو یہ موقع ضرور مل جائے گا ... لیکن ابھی آپ اس پروگرام کا ذکر کسی سے بھی نہ کیجیے گا اور اپنا موبائل نمبر بتا دیں ۔''

'' اچھی بات ہے ...'' اس نے کہا ۔ فرزانہ نے اس کا نمبر نوٹ کیا... اپنا نمبر بھی اسے دیا اور وہاں سے نکل آئی ۔

ان تینوں نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا... اس نے دبی آواز میں کہا :'' گاڑی میں بیٹھ کر بتاتی ہوں ۔''

'' اس کا مطلب ہے ... کوئی بات معلوم ہوئی ہے ۔'' محمود بولا ۔

'' ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔''

پھر وہ گاڑی میں آ بیٹھے :'' ہاں فرزانہ اب بتاؤ ۔''

اس نے ساری بات بتا دی :

'' اوہ ... اس کا مطلب ہے ... ایک بار پھر سیٹھ اکرم خان کو دعوت کا انتظام کرنا پڑے گا ۔''

'' اس کے علاوہ اور کوئی ترکیب نہیں ہو سکتی ۔'' فرزانہ نے کہا ۔

'' اچھی بات ہے ... چلو چلیں ۔''

اب ان کی گاڑی کا رخ ایک بار پھر سیٹھ اکرم کے گھر کی طرف

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہو گیا... سیٹھ اکرم نے انہیں دیکھ کر حیرت زدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں... پھر بولا: "لگتا ہے... جب کوئی کیس شروع ہو جاتا ہے تو نہ آپ خود آرام کرتے ہیں... نہ کیس سے متعلق دوسرے لوگوں کو آرام کرنے دیتے ہیں۔"

"بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔"

"خیر... فرمائیں... اب آپ کس لیے آئے ہیں۔"

"ایک بات تو یہ کہ آپ کسی کو یہ نہیں بتائیں گے کہ آپ یہ کام کیوں کر رہے ہیں..."

"کون سا کام۔"

"ابھی بتاتا ہوں... دوسرے یہ کہ آپ جلد از جلد یہ کام کر ڈالیں۔"

"آخر کون سا کام۔"

عین اس لمحے فرزانہ کے موبائل کی گھنٹی بجی... اس نے اسکرین پر دیکھا اور زور سے چونکی... اس پر ساجدہ نسرین کا نام تھا... اس نے فوراً موبائل آن کیا۔ دوسری طرف سے ایک گھٹی گھٹی چیخ سنائی دی:

"ارے باپ رے... ابا جان... وہ خاتون خطرے میں ہیں... جن سے ہم ابھی ابھی مل کر آئیں گے۔"

"کیا!!!" انسپکٹر جمشید چلا اٹھے۔

دوسرے ہی لمحے وہ اچھل کر باہر کی طرف دوڑے... ان تینوں نے بھی دیر نہ لگائی... ادھر سیٹھ اکرم خان کے منہ سے نکلا:

"ارے ارے... کچھ مجھے بھی تو بتاتے جائیں۔"

انہوں نے اس کی آواز ضرور سنی... لیکن جواب دینے کا وقت کہاں تھا... انسپکٹر جمشید نے گاڑی پوری رفتار پر چھوڑ دی:

"رابطہ ہوا یا نہیں۔" وہ بولے۔ نظریں سڑک پر تھیں۔

"جی بس خوف میں ڈوبی آواز ضرور آرہی ہے... جیسے وہ تھر تھر کانپ رہی ہوں... اور منہ سے کوئی لفظ نہ نکال پا رہی ہوں۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... اس کا مطلب ہے... یہ خاتون اس عورت کو شناخت کر سکتی ہے... اور اسی لیے مجرم اسے مار ڈالنا چاہتا ہے... اور اگر یہ عورت ماری گئی تو مجھے اس کا افسوس زندگی بھر رہے گا... کیونکہ نہ ہم اس سے ملتے نہ ایسا ہوتا... تم فون بند نہ کرنا..."

وہ ڈرائیونگ کا ریکارڈ توڑ رہے تھے... آخر پہلے کی نسبت نصف وقت میں وہ ساجدہ نسرین کے گھر کے سامنے پہنچ گئے... انہوں نے دیکھا... دروازہ بند تھا... گاڑی سے اترتے ہی انہوں نے دروازہ خوب زور سے دھڑا دھڑا ڈالا... فوراً ہی اندر سے آواز آئی:

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

”ک... کون۔“

”یہ ہم ہیں... آپ خیریت سے تو ہیں۔“

اس نے جواب دیے بغیر دروازہ کھول دیا... وہ فوراً اندر داخل ہوگئے... انہوں نے دیکھا... اس کا رنگ بالکل زرد تھا... آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا اور وہ بید کی چھڑی کی طرح کانپ رہی تھی۔ انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا:

”گھبرائیں نہیں... ہمیں بتائیں... ہوا کیا ہے۔“

”جونہی آپ لوگ گئے... کوئی اندر آ گیا... میں نے اندر سے دروازہ بند نہیں کیا تھا۔“

”اوہ... کون تھا وہ۔“

”وہ... اس کا رنگ بالکل ہلدی کی طرح ہے... اور وہ انتہائی بیمار سا لگتا ہے... یوں لگتا ہے جیسے ابھی قبر سے نکل کر آیا ہو... اس نے اندر داخل ہونے کے بعد پہلے تو میرا گلا گھونٹا اور جب میری سانس رکنے لگی... تب گلا چھوڑتے ہوئے بولا... اگر تم نے اس عورت کو شناخت کرنے کی کوشش کی تو جان سے مار دوں گا اور تمہیں میرے ہاتھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا...“

”ہوں! اب آپ کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑے گا... ویسے آپ

فکر نہ کریں۔ وہ اب آپ تک نہیں پہنچ سکے گا... اب باہر پولیس کا پہرہ ہوگا...“

”لل... لیکن...“ وہ کانپ کر بولی۔

”ہاں! کہیے... لیکن کیا۔“

”اس نے کہا تھا... پولیس بھی تمہیں میرے ہاتھ سے نہیں بچا سکے گی۔“

”ایسے ہی کہا کرتے ہیں... دو مرتبہ یہ شخص ہمارے آگے سے بھاگ چکا ہے... اتنا ہی بہادر ہے تو مقابلے میں رکتا کیوں نہیں۔“

”اسی لیے رک گیا ہوں... اوپر سے آواز آئی۔

انہوں نے بوکھلا کر اوپر دیکھا... وہ گرل پر جھکا ان کی طرف دیکھ رہا تھا... اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

”اوہ... تو تم ابھی یہیں ہو۔“ وہ بولے۔

”اس... اس نے پستول مجھ پر تان رکھا تھا... اور کہا تھا، آپ کو فون کروں اور بتاؤں... میں خطرے میں ہوں۔“ ساجدہ نسرین نے کانپتے ہوئے کہا۔

”آپ پریشان نہ ہو... ہم اسے جانتے ہیں۔“

”اور اب اور اچھی طرح جان جائیں گے... کیونکہ۔“ یہ کہتے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوئے وہ ہنسا۔

'' کیونکہ کیا!''

'' آپ چاروں طرف سے اس وقت میری زد پر ہیں...اور میں اوپر ہوں... آسانی سے فائر کر سکتا ہوں، اسی لیے میں نے آپ لوگوں کو یہاں بلوایا... کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے... یہاں آپ لوگوں کو اس عورت سمیت گولیوں کا نشانہ بنا کر میں اوپر سے اوپر چلا جاؤں گا... یہاں سے نکلنے کا راستہ موجود ہے... میرا پستول ہے بھی بے آواز... مزہ رہے گا... رہے گا نا۔''

'' جو اللہ چاہیں گے، وہ رہے گا۔'' فاروق نے منہ بنایا۔

'' لیکن فائر شروع کرنے سے پہلے اتنا تو بتا دو... مہرالنسا کا ہار کہاں ہے... تم نے شتر مرغ کو کیوں ذبح کیا۔''

'' یہ باتیں بتا دوں... واہ... خوب...'' وہ ہنسا۔

'' کیوں! بتا دینے میں کیا حرج ہے... جب کہ تم ہم سب کو اپنی گولیوں کا نشانہ بنا ہی لو گے...راز تو پھر بھی راز رہے گا۔''

'' میں اتنا بے وقوف نہیں۔'' اس نے ہنس کر کہا۔

'' تو بتا دیں نا۔'' فاروق ہنسا۔

'' کیا بتا دوں۔''

'' یہ کہ آپ کتنے بے وقوف ہیں۔''

'' ابھی جب تم اس دنیا سے رخصت ہو رہے ہو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں کتنا بے وقوف ہوں۔''

جب یہ باتیں ہو رہی تھیں... اس وقت فرزانہ ساجدہ نسرین کے بالکل سامنے کھڑی تھی... اس نے اس کی کمر کی طرف سے کپڑا ذرا سا کھینچا...اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا... فرزانہ نے اسے اشارہ کیا... وہ اس کا اشارہ سمجھ گئی... دونوں کی کمر کی طرف ذرا فاصلے پر اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں تھیں... فرزانہ نے اسے اشارہ کیا تھا... غیر محسوس طور پر سیڑھی کی طرف کھسکتی رہو۔ وہ عورت کافی ذہین تھی... بات فوراً سمجھ گئی اور لگی کھسکنے... ادھر فاروق کی بات کے جواب میں شافی کہہ رہا تھا:

'' تمہیں معلوم ہو جائے گا... میں کتنا بے وقوف ہوں۔''

'' صرف ہمیں ہی نہیں... خود تمہیں بھی معلوم ہو تب مزہ ہے نا۔''

''اچھا تو پھر یہ لو... میں پہلا فائر کر رہا ہوں۔''

'' ایک منٹ... وہ عورت کون تھی... جس نے دعوت میں ہار کے بارے میں دلچسپی ظاہر کی تھی اور مہرالنسا سے باتیں کی تھیں۔'' انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"نہیں بتاؤں گا۔"

"یہ بتانے کا شکریہ!" فاروق بولا۔

"کیا بتانے کا شکریہ۔"

"یہ کہ نہیں بتاؤں گا۔"

"تم بالکل فضول لڑکے ہو ... بس ادھر ادھر کی ہانکتے رہتے ہو۔"

اسے غصہ آ گیا۔

"لیکن مجھ سے زیادہ فضول تم ہو... جو انسانوں کا خون بہاتے پھرتے ہو۔" فاروق جھلا کر بولا۔

"کیا کہا ..." وہ چیخا۔

"بلکہ مجھے تو تم بالکل گدھے لگ رہے ہو ..." محمود نے کہا۔

"خاموش!" وہ خوفناک انداز میں غرایا... اس کی آنکھوں سے اس وقت شعلے نکلتے محسوس ہوئے...اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ... محمود پر ایک فائر جھونک مارا ... محمود فوراً لوٹ لگا گیا ... شاید غصے کی زیادتی سے شانی درست نشانہ نہیں لے سکا تھا...اور اسی لیے انہوں نے اسے غصہ دلایا تھا ...ادھر محمود لڑھکا ... ادھر اس نے ایک فائر اور کر دیا ... لیکن محمود تو گیند کی سی تیزی سے لڑھک رہا تھا... اپنا یہ وار خالی جاتے دیکھ کر وہ اور طیش میں آ گیا ... اس نے لگاتار کئی فائر محمود پر کر ڈالے ...

اور پھر اس کا پستول خالی ہو گیا ... اس وقت اس نے صحن کی حالت کو دیکھا ... اس کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا:

"ارے یہ کیا ..."

☆☆☆☆☆

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

ہوٹل

اس نے دیکھا... صحن میں صرف محمود رہ گیا تھا... باقی لوگ غائب ہو چکے تھے:

"کہاں گیا!" محمود ہنسا۔

"باقی لوگ کہاں گئے۔"

"یہ دیکھو ... یہ رہے اس طرف۔" محمود نے زینے کی طرف بایاں ہاتھ نچایا... پھر جونہی اس نے زینے کی طرف دیکھا... محمود کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر انہوں نے شافی کی دل دوز چیخ سنی ... ساتھ ہی اس کے سینے سے خون ابل پڑا اور صحن میں بھی بہت سا خون آگرا... لڑھکنے کے دوران محمود اپنی ایڑی سے چاقو نکالنے میں کامیاب ہو گیا تھا... اور اس نے چاقو اس پر کھینچ مارا تھا:

"ارے ! یہ کیا کیا ... اسے تو زندہ گرفتار کرنا تھا۔" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"ارے باپ رے ... آپ نے یہ بات پہلے کیوں نہ بتائی۔" محمود بوکھلا اٹھا۔

"اوہ ... نن نہیں ..." انسپکٹر جمشید بوکھلا کر اوپر چڑھتے چلے گئے... لیکن زینہ تو چھت کی طرف سے بند تھا... وہ چلائے:

"شافی ... دروازہ کھول دو... ہم تم کو ہسپتال لے جائیں گے... تم کو بچانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔"

"کک... کیا فائدہ ... مم... میں... میں تم لوگوں کے مقابلے میں کچھ بھی تو نہ کر سکا... میرا مر جانا ہی اچھا ہے۔"

"تو پھر... اتنا بتا دو... تم کون ہو... وہ عورت کون تھی... جس نے ہار کے بارے میں پوچھ تاچھ کی تھی۔"

"مم... میں ... میں گگ... گیا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اسے گرل سے ہٹ کر گرتے دیکھا... اب تک وہ گرل سے ٹکا ہوا تھا:

"مسٹر شافی ... مہربانی کر کے ... مرنے سے پہلے ہمیں کچھ تو بتاتے جائیں۔" فاروق بلند آواز میں بولا۔

شافی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا:

"محمود ! تم دروازہ کھول کر باہر نکل جاؤ ...ساتھ والے مکان کی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

چھت پر جاکر جائزہ لو ... وہ مر گیا ہے یا ابھی زندہ ہے ...اگر زندہ ہے تو پھر اسے فوری طور پر ہسپتال لے جانا ہوگا ... کوئی خطرہ نہ دیکھو تو چھت کی طرف سے زینے کا دروازہ کھول دو ۔'' انہوں نے جلدی جلدی کہا ۔

محمود فوراً حرکت میں آگیا... جلد ہی اس نے زینہ کھول دیا اور وہ چھت پر آگئے ...ساجدہ نسرین نے کب اس قسم کے حالات کا سامنا کیا ہو گا... لہٰذا اسے چھت پر نہیں آنے دیا گیا ... بلکہ اسے نیچے کمرے میں پہنچا دیا تھا... سٹافی مر چکا تھا ... محمود کا چاقو ٹھیک دل میں جا لگا تھا :

'' فاروق ! تم اکرام کو فون کرو ۔''

یہ کہہ کر انہوں نے سٹافی کی جیبوں کی تلاشی لی ... اور جو کچھ ملا نکال لیا... اس وقت ان کے منہ سے نکلا :

'' سٹافی ساؤتھ افریقہ کا رہنے والا تھا ...'' یہ کہہ کر انہوں نے سیٹھ اکرم خان کو فون کیا ... فوراً ہی اس کی آواز سنائی دی :

'' آپ کے کاروبار کا تعلق ساؤتھ افریقہ سے بھی ہے نا ۔''

'' جی ہاں! بالکل ہے ۔''

'' آپ وہاں سے شتر مرغ منگواتے ہیں ۔''

'' جی بالکل منگواتے ہیں... بلکہ زیادہ مال ہم وہیں سے منگواتے ہیں ۔''

'' آپ سٹافی نام کے کسی شخص کو جانتے ہیں ۔''

'' نہیں! پہلی بار نام سنا ہے ۔''

'' دعوت کا انتظام کر رہے ہیں ۔''

'' بالکل ... لیکن اب اس کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے ...شتر مرغ تو مارا جا چکا ہے ، وہ تو مجھے اب ملے گا نہیں ۔''

'' سوال تو یہ ہے کہ کسی نے ایسا کیوں کیا ...''

'' ہاں! یہ الجھن ہے ۔''

'' بس تو پھر اسی الجھن کا جواب تلاش کر رہے ہیں ہم لوگ ۔''

'' آپ کی مرضی ... دعوت کل شام دی جا رہی ہے ۔''

''بس ٹھیک ہے ۔''

انہوں نے فون بند کر دیا... اور اپنی کارروائی میں مصروف ہو گئے... اسٹافی کے کاغذات سے پتا چلا ... یہ شخص اکثر ملک میں آتا جاتا رہتا ہے... عام طور پر ہوٹل المارا میں ٹھہرتا ہے ... وہ ان تینوں کو وہیں چھوڑ کر ہوٹل المارا پہنچے ... انہوں نے کارڈ ہوٹل کے منیجر کو بھجوایا ۔ وہ خود دوڑتا ہوا آیا :

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

'' میں کیا خدمت کرسکتا ہوں جناب۔''

'' میں آپ کو چند تصاویر دکھاتا ہوں... کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں... یا آپ کا عملہ جانتا ہے۔''

یہ کہہ کر انہوں نے سٹافی کی واضح تصاویر اسے دکھائیں... تصاویر دیکھتے ہی وہ بول اٹھا:

'' یہ... یہ تو مسٹر سٹافی ہیں... ہمارے پکے گاہک ہیں... جب بھی اپنے ملک سے آتے ہیں... ہمارے ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں۔''

''بہت خوب! ان سے ملاقات کے لیے بھلا کون کون لوگ آتے ہیں یہاں۔''

'' کیا کوئی گڑ بڑ ہے۔''

'' ایک جرم کے سلسلے میں ان کا عمل دخل پایا گیا ہے... اس لیے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔اگر آپ نے معلومات دے دیں تو ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے... کچھ چھپایا تو یہ بات آپ کے لیے مفید نہیں ہو گی۔''

'' میں قانون کا احترام کرتا ہوں... لہٰذا جو آپ پوچھیں گے بتادوں گا اور کچھ نہیں چھپاؤں گا۔''

'' شکریہ! میں آپ کو اپنی گھڑی کی اسکرین پر چند تصاویر دکھاتا

ہوں... مہربانی فرما کر آپ یہ بتائیں کہ ان میں سے کوئی یہاں مسٹر سٹافی سے ملنے کے لیے آتا رہا ہے۔''

'' اچھی بات ہے... دکھائیں۔'' اس نے کہا۔

اب انہوں نے باری باری چند تصاویر دکھائیں... ان میں سے ایک تصویر دیکھنے پر اس نے کہا:

'' یہ صاحب مسٹر سٹافی سے ملنے کے لیے آتے رہے ہیں۔''

یہ سنتے ہی انہیں ایک جھٹکا لگا...ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی... پھر وہ اس سے بولے:

'' دیکھیے! یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے... سرکاری راز کہہ لیں... آپ کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے... جس تصویر کو آپ نے پہچانا ہے، اگر یہ صاحب بھی کوئی بات پوچھیں تو کچھ نہیں بتائیں گے... اس طرح بتانے سے معاملہ بگڑ جائے گا... اور میں آپ کو بتاتا چلوں... یہ قتل کا معاملہ ہے... ایک انسان کو قتل کیا گیا ہے... اور کچھ اور لوگوں کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی گئی ہے... آپ نے زبان کھولی تو ہوسکتا ہے، ہم مجرم تک نہ پہنچ سکیں۔''

'' آپ فکر نہ کریں... میں زبان بند رکھوں گا۔''

'' بہت بہت شکریہ... آپ کا نام۔''

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

"جی الیاس بھاکڑا۔"

"شکریہ بھاکڑا صاحب...اب ہم چلتے ہیں اور یہ امید لے کر جا رہے ہیں کہ آپ بہت احتیاط کریں گے۔"

"آپ مطمئن رہیں۔"

اور وہ ہوٹل سے نکل آئے... انہوں نے بہت تیزی سے چند فون کیے ...پھر واپس ہیڈ کلرک کے گھر آئے ... اس وقت تک اکرام وہاں پہنچ چکا تھا... اس کے ماتحت اپنا کام شروع کر چکے تھے:

"آؤ بھئی گھر چلیں...انکل اپنا کام کر لیں گے۔"

وہ وہاں سے نکل کر گھر آ گئے... بیگم جمشید کا منہ پھولا ہوا تھا:

"آپ کو کسی چیز کا ہوش بھی ہے... نہ یہ پتا کہ آدمی کو کھانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور پینے کی بھی ...اور آرام کی بھی۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو بیگم ... اور ہم وعدہ کرتے ہیں... آج رات آرام کریں گے۔ شام کا کھانا بھی ساتھ کھائیں گے اور صبح کا ناشتا بھی ساتھ کریں گے ...بلکہ دوپہر کا کھانا بھی ساتھ کھائیں گے۔" انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے بھلا۔" بیگم جمشید نے مارے حیرت کے کہا۔

"کیا کیسے ہوسکتا ہے امی جان۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کہ شام کا کھانا ... صبح کا ناشتا اور پھر دوپہر کا کھانا ہم ساتھ کھائیں گے ...یعنی آپ کہیں نہ جائیں ...اوہ سمجھی۔"

"اور تم سمجھ کیا گئیں۔"

"کیس ختم کر کے آئے ہیں۔"

"ارے نہیں بیگم ... کیس ختم ہونے والا ضرور ہے... ابھی ہوا نہیں۔"

"تب پھر آپ مسلسل گھر میں کیسے رکے رہیں گے۔"

"یہی مجبوری ہے۔"

"توبہ ہے بھئی ... مجبور ہیں... اس لیے رکیں گے۔" بیگم جمشید نے جھلا کر کہا۔ اس روز واقعی انہوں نے شام کا کھانا ایک ساتھ کھایا ... پھر اپنے وقت پر وہ بستروں پر چلے آئے۔

رات کے ٹھیک ایک بجے انسپکٹر جمشید آواز پیدا کیے بغیر اٹھے اور باہر کا رخ کیا ...انہوں نے دروازے پر باہر تالا لگایا اور اپنی گاڑی میں روانہ ہوگئے... ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی ... نہ بیگم کی آنکھ کھلی تھی... نہ محمود، فاروق اور فرزانہ کی ... حالانکہ عام طور پر ایسا ہوتا نہیں تھا... جونہی وہ تنہا نکلنا چاہتے ... ان کی آنکھ کھل جاتی تھی۔

جلد ہی وہ ایک عمارت کے پچھلی طرف اس کے پائپ پر چڑھ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

رہے تھے... چھت پر پہنچ کر انہوں نے زینے کی طرف دیکھا... وہ بھی دوسری طرف سے بند تھا... انہوں نے جیب سے ریشم کی ڈوری نکال کر گرل سے باندھی اور اس کا دوسرا سرا نیچے لٹکا دیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اس کے ذریعے نیچے اتر رہے تھے... صحن میں اتر کر انہوں نے چاروں طرف کا جائزہ لیا... صحن کے چاروں طرف کمرے تھے... ان کے دروازے بند تھے... موسم سرما میں یوں بھی کون دروازے کھول کر سوتا ہے... اب انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا... ان کا کام کافی مشکل تھا اور اس میں کافی وقت لگ سکتا تھا اور اس دوران گھر کے کسی فرد کی آنکھ کھل سکتی تھی۔ اس لیے انہوں نے پہلے اس کا انتظام کیا کہ کسی کی آنکھ نہ کھل سکے... جب وہ اس کا بندوبست کر چکے... تب انہوں نے اپنا اصل کام شروع کیا... آج ان کی ماسٹر چابی ان کے بہت کام آرہی تھی... اور اس چابی کی وجہ سے ان کا کام جاری رہا... کوئی دو گھنٹے تک وہ کام میں مصروف رہے... اب انہیں پھر اسی راستے سے واپس جانا تھا... کیونکہ اگر وہ کوئی دروازہ کھول کر وہاں سے جاتے تو گھر کے افراد کو معلوم ہوجاتا کہ رات کوئی اندر داخل ہوا ہے... اور اس راستے سے آنا تو پھر بھی ان کے لیے اتنا مشکل نہیں تھا، لیکن واپس رسی کے ذریعے اوپر جانا خالہ جی کا گھر نہیں تھا... لیکن انہیں بہرحال یہ

ندیم

کام کرنا تھا۔ چھت پر پہنچ کر انہوں نے رسی کھولی اور پائپ کے ذریعے نیچے اترتے چلے گئے... جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو تین گھنٹے گزر چکے تھے اور گھر کے تمام افراد گہری نیند کے مزے رہے تھے... وہ مسکرا دیے اور اور اپنے لحاف میں گھس گئے۔

اب وہ پوری طرح مطمئن ہو چکے تھے... انہیں جو معلوم کرنا تھا، کر چکے تھے... دوسرے دن شام کے چھ بجے وہ دعوت میں جانے کے لیے گھر سے نکلے:

''ستانی کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ابا جان۔''

''ہاں! میں ہوٹل المارا گیا تھا۔ یہ شخص کاروباری سلسلے میں اکثر یہاں آتا رہا ہے... جب بھی آتا تھا، ہوٹل المارا میں ٹھہرتا تھا... ہمارے موجودہ کیس سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اس سے ہوٹل المارا میں ملاقات کرتا رہا ہے۔'' انہوں نے پرسکون انداز میں بتایا۔

''اوہ... کون ہے وہ۔''

''یہ میں دعوت کے بعد بتاؤں گا... کیونکہ ابھی ایک کام باقی ہے... اور وہ کام فرزانہ کو انجام دینا ہے۔''

''جی... کیا مطلب... کون سا کام۔'' فرزانہ چونکی۔

''اس عورت کی شناخت کرنے کا کام اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تصویر لے کر تم عورتوں میں جاؤ گی اور ایک ایک عورت سے ملاؤ گی... بس جونہی وہ عورت سامنے آئے گی ... ہمارا کیس حل ہو جائے گا۔"

"اوہ!"

ان کے منہ سے نکلا ... اسی وقت وہ سیٹھ اکرم خان کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے ... انہوں نے گاڑی پارک کی اور آگے بڑھے ... دروازے پر ہی سیٹھ اکرم خان موجود تھا... اس نے ان کا استقبال کیا:

"کیا سب مہمان آچکے ہیں۔"

"ہاں بالکل۔"

"اچھی بات ہے ... ہم مردوں والے حصے کی طرف چلتے ہیں... آپ میری بیٹی کو عورتوں والے حصے میں پہنچا دیں۔"

"لیکن یہ تو بچی ہیں... آپ انہیں اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں۔"

"نہیں... انہیں وہاں کچھ کام کرنا ہے۔"

"اوہ۔" وہ حیران ہو کر بولا۔

اور پھر فرزانہ کو لے کر چلا گیا ... جبکہ وہ مردوں والے حصے میں پہنچ گئے... لان میں میزیں بہت نفاست سے بچھائی گئی تھیں... ہر میز پر مہمانوں کے نام لکھے تھے... گویا ہر گھرانے کی ایک ایک میز تھی۔

اور پھر کھانا شروع ہوگیا ... وہ کھانے کے دوران مہمانوں کے

چہروں کا غیر محسوس طور پر جائزہ لیتے رہے ... اس دوران انہیں شدت سے فرزانہ کا بھی انتظار رہا ... کیونکہ اس کے آنے پر ہی معاملہ آگے بڑھ سکتا تھا... اس سے پہلے وہ کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں تھے... اور اگر فرزانہ ناکام لوٹتی تو شاید انہیں اپنی حکمت عملی تبدیل کرنا پڑتی ... اسی لیے اس وقت وہ بہت بے چینی محسوس کر رہے تھے۔

آخر خدا خدا کر کے فرزانہ آتی نظر آئی۔ انہوں نے دیکھا... اس کے چہرے پر بلا کی حیرت تھی:

☆☆☆☆☆

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کہانی

جونہی فرزانہ نزدیک آئی ، فاروق نے دبی آواز میں کہا :

'' فرزانہ تمہارے چہرے پر حیرت دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے ۔''

'' اور مجھے بھی ... اللہ کی مہربانی سے کامیاب لوٹی ہوں۔''

'' تو تمہیں وہ عورت مل گئی ۔''

'' جی ہاں ! بالکل ۔''

'' تب تو مسئلہ حل ہوگیا ... میں تمہیں ایک نام کاغذ پر لکھ کر دیتا ہوں... نام پڑھ کر مجھے بتاؤ... کیا وہ یہی عورت ہے ۔'' انسپکٹر جمشید نے کہا :

'' جی اچھا ۔''

انہوں نے ہاتھ کی اوٹ رکھ کر کاغذ پر نام لکھا اور فرزانہ کو دکھایا...جونہی فرزانہ نے نام پڑھا ، اس کی آنکھیں چمک اٹھیں ...وہ بولی :

'' آپ نے بالکل درست اندازہ لگایا اور آپ کے اندازے پر مجھے حیرت ہے ۔''

'' اپنی حیرت کو سنبھال کر رکھو ... پھر کام آئے گی ۔'' فاروق نے منہ بنایا اور وہ مسکرا دیے ۔

'' تب پھر اب کیا پروگرام ہے ابا جان ۔'' فرزانہ نے پوچھا۔

'' بس گھر چلتے ہیں... یہاں سب مہمانوں کے سامنے بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں... جب یہ لوگ چلے جائیں گے ... تب بات کر لیں گے... یا پھر یہاں بات ہی نہیں کرتے ... اس وقت یہ لوگ بہت تھکے ہوں گے ... کل بات کرلیں گے ۔''

ندیم

'' کل تک تو مارے سسپنس کے ہمارا بہت برا حال ہو جائے گا ۔''

'' مجبوری ہے ۔'' انہوں نے مسکرا کر کہا ۔

'' جیسے آپ کی مرضی ۔'' محمود نے جلدی سے کہا ۔

اور پھر وہ دعوت ختم کرنے کے بعد گھر آگئے ۔ دوسرے دن انسپکٹر جمشید نے سیٹھ اکرم خان کو فون کیا ...انہوں نے کہا :

'' ہم نے کیس مکمل کرلیا ہے ۔''

'' اوہو ... اچھا ۔''

'' ہاں بالکل... اور اب ہم پوری تفصیل سنانا چاہتے ہیں... آپ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

اپنے گھر سننا پسند کریں گے یا میرے گھر۔"

" میرا خیال ہے ... اس کام کیلئے تو پھر میرا گھر بہتر رہے گا۔"

سیٹھ اکرم نے پریشان سی آواز میں کہا۔

" اچھی بات ہے ... آج شام چار بجے ہم آپ کے گھر میں ہوں گے... آپ اپنے قریبی لوگوں کو بلالیں... اور ادارے کے بھی چند ضروری لوگوں کو بلا لیں... اپنے وکیل دوست ذاکر تنولہ کو بھی بلا لیں..."

" اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور انہوں نے فون بند کر دیا۔

اب انہوں نے خفیہ عمارت نمبر ایک کے انچارج کو فون کیا:

" مہرالنسا اور ان کے بیوی بچوں کو ہمارے گھر پہنچا دیں۔"

" لیکن وہ تو خطرے میں ہیں... اس طرح کیسے پہنچا سکتا ہوں... خاص انتظامات کرنے ہوں گے۔"

" نہیں! خطرہ مارا جا چکا ہے۔"

" کیا مطلب... خطرہ مارا جا چکا ہے ... یہ کیا کہہ رہے ہیں سر۔"

" میں ٹھیک کہہ رہا ہوں... اب اللہ کی مہربانی سے مہرالنسا اور ان کے بچوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

" بہت بہتر... میں لے آتا ہوں انہیں۔"

ایک گھنٹے بعد مہرالنسا اور ان کے بچے ان کے گھر پہنچ چکے تھے اور ٹھیک چار بجے وہ سیٹھ اکرم کی کوٹھی میں داخل ہو رہے تھے... ان کے ساتھ بیگم جمشید بھی آئی تھیں... کیونکہ مہرالنسا کے ساتھ اندر انہیں رہنا تھا... اور فی الحال انہیں الگ کمرے میں رکھا جانا تھا... سیٹھ اکرم انہیں دیکھ کر فوراً ان کی طرف آئے... اس وقت انہوں نے کہا:

" میرے ساتھ دو خواتین ہیں ... انہیں ایک بالکل الگ کمرہ دے دیں۔ جب ان کی ضرورت ہو گی ... دوسری عورتوں میں انہیں بھیج دیا جائے گا۔"

" بہت اچھا۔"

" دوسری بات ایک لیڈی پولیس آفیسر اندر دوسری خواتین کے ساتھ موجود رہیں گی۔"

" اس ... اس کی کیا ضرورت ہے۔" سیٹھ اکرم کے منہ سے نکلا۔

" اس کی ضرورت ہے ... وہ بھی ابھی آنے والی ہوں گی ... بلکہ وہ دیکھیے ... میرے ایک ماتحت اپنی جیپ میں انہیں لا رہے ہیں۔"

ان کی نظریں اس سمت میں اٹھ گئیں... جب طرف سے جیپ آ رہی تھی:

" ٹھیک ہے ... آپ کی ہدایات پر عمل کیا جائے گا۔" سیٹھ اکرم

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ باقی لوگوں میں آکر بیٹھ گئے...انہوں نے دیکھا... وہاں دوسروں کے ساتھ ذاکر تنولہ، جالینوس، ہیڈکلرک اور خود سیٹھ اکرم خان موجود تھے...ادارے کے چند اور لوگ بھی تھے... ان سب کی نظریں انسپکٹر جمشید پر جمی تھیں... آخر انہوں نے کہا:

"آپ لوگ حیران ہوں گے کہ آپ کو یہاں کیوں بلایا گیا ہے... تو میں عرض کرتا ہوں... آج سے تین سال پہلے سیٹھ اکرم صاحب کے ادارے کے ایک ملازم کو پراسرار طور پر قتل کر دیا گیا تھا...اور ان کا نام تھا... ادریس خان...اور ادریس خان ایک سیدھا سادا ملازم تھا... اس کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی... نہ وہ مالدار تھا... کہ کہا جا سکتا کسی نے اس کی دولت حاصل کرنے کے لیے اسے مار ڈالا ہے... ایسی کوئی بات بھی نہیں تھی۔لیکن اسے قتل کیا گیا تھا...پولیس نے کیس درج کیا... لیکن قاتل کا سراغ لگانے کی کوئی خاص کوشش نہ کی... یوں بھی وہ ایک غریب آدمی تھا... اس کے کیس کی کوئی پیروی کرنے والا نہیں تھا... اس بیچارے کی غریب بیوہ تھی اور اس کے بچے تھے۔ ایسے کیس عام طور پر یونہی فائل کر دیے جاتے ہیں... مجرم تک پہنچنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی... یا پھر پولیس قاتل تک تو پہنچ

جاتی ہے... لیکن جب دیکھتی ہے کہ مقتول کی طرف سے کوئی پیروی کرنے والا نہیں ہے تو مجرموں سے بڑی رقم لے کر کیس کی فائل یہ نوٹ لکھ کر بند کر دی جاتی ہے کہ کوئی سراغ نہیں مل سکا... وغیرہ... ایسا ہی اس کیس میں ہوا... یعنی پیروی کرنے والا کوئی تھا نہیں...بس معاملہ دبا دیا گیا۔ قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہی نہیں گئی... لیکن اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے... وہ جب برستی ہے تو پھر بڑے سے بڑے مجرموں کو کوئی نہیں بچا سکتا...مجرم لاکھ پردے میں خود کو چھپا لے... وہ سامنے آکر رہتا ہے...ہاں تو تین سال پہلے والا قتل دبا دیا گیا... قتل ہونے والے کا نام ادریس خان تھا... اس کی بیوہ کا نام ہے شہزادی مہر النسا... اب دیکھیے... قدرت کس طرح اس معاملے کو سامنے لاتی ہے... بے چاری بیوہ کھانے پینے تک سے تنگ ہے... کوئی کمانے والا نہیں... کوئی کھلانے والا نہیں، کوئی مدد کرنے والا نہیں... شوہر کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہ ہوسکا کہ کسی نے اسے آخر قتل کیوں کردیا...یہ بیوہ نیشنل پارک میں جاتی ہے... وہاں ایک کونے میں لوگ کھانے پینے کی بچی ہوئی چیزیں کافی مقدار میں پھینک دیتے ہیں... آج کل یوں بھی فیشن ہوگیا ہے، ضرورت سے زیادہ کھانا لیا اور پھر پھینک دیا... اس بیوہ کو وہاں سے کچھ کھانا مل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

جاتا ہے ... ویسے یہاں میں بات درمیان میں چھوڑ کر سیٹھ اکرم صاحب سے بھی کہوں گا... انہیں چاہیے تھا ... ادریس خان ان کے ادارے میں ملازمت کرتا تھا... اس کے قتل ہونے کے بعد یہ اس کے بیوی بچوں کی اتنی تو مدد کرتے کہ وہ دو وقت کی روٹی کھا لیا کرتے ... لیکن افسوس! انہوں نے اتنا بھی نہیں کیا..."

ان کے ایسا کہنے پر سیٹھ اکرم کی نظریں مارے شرم کے جھک گئیں:

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا ... وہ خاتون اس روز نیشنل پارک گئیں... اس وقت میرے بچے محمود اور فاروق وہیں تھے... انہوں نے اسے بچے کھچے کھانے کے ڈھیر سے کچھ اٹھاتے دیکھا تو یہ چونک اٹھے۔ ان کی طبیعت میں تجسس بہت ہے... بس انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے گھر پہنچ گئے... تب پتا چلا کہ یہ وہاں سے کھانے کی چیزیں اٹھانے جاتی ہیں... اب قدرتی بات ہے... انہوں نے پوچھا... بچوں کے والد کیا کرتے ہیں ... اس بیچاری نے رو کر بتایا کہ تین سال پہلے انہیں کسی نے قتل کر دیا تھا... یہ حالات اور واقعات پوچھنے لگے... یہ ان کی فطرت میں شامل ہے ... ابھی یہ حالات پوچھ رہے تھے کہ وہاں ایک عجیب و غریب شکل صورت کا غیر ملکی آدھمکا... وہ اس خاتون کو قتل کرنا چاہتا تھا... ان دونوں نے خاتون کو بچانے کی کوشش کی اور اس آدمی

سے ٹکرا گئے... وہ حیرت انگیز طور پر بہت زیادہ طاقتور اور ماہر لڑاکا تھا... اگرچہ شکل صورت سے بیمار اور کمزور لگتا تھا... بہت زیادہ طاقتور اور ماہر لڑاکا بنے رہنے کیلئے شاید وہ کوئی خاص قسم کی ادویات یا زہر استعمال کرتا تھا ... بہرحال اس کے مقابلے میں محمود اور فاروق کی خوب دھنائی ہوئی... اور آخر وہ مہرالنسا کو یہ وارننگ دے کر چلا گیا کہ اپنے شوہر کے بارے میں زبان بند رکھو...ورنہ تمہیں بھی قتل کر دیا جائے گا۔"

یہ دونوں وہاں سے گھر آئے... ادھر اسی روز کے اخبار میں ایک حیرت انگیز خبر چھپی تھی... خبر یہ تھی کہ سیٹھ اکرم خان کا شترمرغ غائب ہو گیا... غالباً کوئی اسے اغوا کر کے لے گیا ہے ... اور سیٹھ اکرم اس کے غم میں بدحواس ہو گئے ہیں... پاگل ہو رہے ہیں... میرے لیے یہ خبر انتہائی عجیب تھی... کیونکہ ایک شتر مرغ کے لیے پاگل ہونا عجیب سی بات تھی... میں نے سوچا، ان صاحب سے ملاقات کرنی چاہیے ...چنانچہ میں اپنے ماتحت سب انسپکٹر اکرام کے ساتھ ان سے ملا ...یہ واقعی شتر مرغ کے غم میں بدحواس تھے۔ شترمرغ باغ سے غائب ہوا تھا... میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ شترمرغ تلاش کر دوں گا... گھر آیا تو محمود اور فاروق کے ذریعے ان خاتون کا مسئلہ سننے میں آیا...اب

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

یہاں عجیب بات یہ سامنے آئی کہ مقتول بھی تین سال پہلے یعنی اپنے قتل کے وقت تک سیٹھ اکرم خان کے اسی ادارے میں کام کرتا تھا جہاں سے چند روز قبل یہ شتر مرغ غائب ہوا تھا ... مہرالنسا کے شوہر کے قتل کے معاملے میں اس غیرملکی شخص ستافی کی اس قدر گہری مداخلت نے ہمیں سوچنے پر مجبور کردیا کہ اس قتل کے تانے بانے بہت پھیلے ہوئے ہیں۔ معاملے کی سنگینی میں مزید اضافہ اس وقت سامنے آیا جب یہ معلوم ہوا کہ دراصل تین سال پہلے ہی یعنی قتل کے فوری بعد مقتول کے گھر یعنی میں کوئی خفیہ آلہ چھپا دیا گیا تھا... تاکہ کوئی اس قتل کے بارے میں بات بھی کرنے کی کوشش کرے تو قاتلوں کو پتا چل جائے۔ اب یہ نہایت ہی انہونی اور عام روٹین سے ہٹ کر بات تھی۔ عام طور پر قتل کے کیسوں میں ایسا ہوتا نہیں ہے۔ بظاہر یہ سارا انتظام اس ستافی نے کیا تھا۔

ہم نے مہرالنسا سے تفتیش کی تو پتا چلا کہ تین سال پہلے یعنی جب ان کے شوہر کو قتل کیا گیا تھا، اس سے چند روز پہلے سیٹھ اکرم خان صاحب نے اپنے تمام ملازمین کو دعوت دی تھی... ایسی دعوت یہ ہر سال دیتے ہیں... اس دعوت میں شہزادی مہرالنسا نے بھی شرکت کی تھی۔ اور اس دعوت میں وہ اپنا خاندانی ہار پہن کر گئی تھیں۔

"خاندانی ہار!" کئی لوگوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"جی ہاں! خاندانی ہار ... ان کے پاس ایک خاندانی ہار تھا... جو نسل درنسل چلا آرہا تھا... ہار سونے کا تھا... اور کسی حد تک وزنی بھی تھا... اس میں چاروں طرف قندھاری انار کے دانوں جتنے اور اسی رنگ کے بہت خوبصورت موتی بھی جڑے ہوئے تھے... یہاں میں بتاتا چلوں کہ بیچاری مہرالنسا مغلیہ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں... اور اس طرح یہ ہار بھی پرانے زمانے کی چیز تھی ... خیر تو یہ اس دعوت میں وہ ہار پہن کر چلی گئیں... جیسا کہ خواتین کو شوق ہوتا ہے ... وہاں دعوت میں شریک خواتین میں سے ایک خاتون کی نظر ان کے ہار پر پڑی ... وہ ان کے نزدیک آگئی... ہار کو چھو کر دیکھا... اس کی تعریف کی اور اس کے بارے میں ان سے پوچھتی رہی ... ظاہر ہے... انہوں نے یہی بتایا ہوگا کہ یہ ان کا خاندانی ہار ہے ... اس کے بعد کیا ہوا ... یہ انہیں معلوم نہیں... بس اس کے چند دن بعد ان کے خاوند کو قتل کر دیا گیا ... ان کے قتل کے بعد انہیں اس ہار کا خیال آیا ... کیونکہ اب گھر میں تنگ دستی شروع ہو گئی تھی ... انہوں نے سوچا ہار کو فروخت کرکے گھر میں ملبوسات کا کام شروع کرتی ہیں... تاکہ روزگار کا مسئلہ حل ہو... انہوں نے الماری کھولی... بکس کو کھولا تو اس میں ہار نہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

تھا... یہ دھک سے رہ گئیں... گھر میں تو کوئی آیا گیا نہیں تھا...اور اس کا ایک مطلب تو یہ تھا کہ ہار ان کے شوہر ہی گھر سے لے گئے تھوں... اور غالباً قاتل نے انہیں اس ہار چھیننے اور انہیں لوٹنے کے سلسلے میں ہی قتل کر دیا گیا ہو... اس شریف عورت نے اس ہار کے سلسلے میں بھی پولیس اسٹیشن جانے کی کوشش نہیں کی... بس صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئیں... اور جیسے تیسے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے لگیں... اس طرح یہ کہانی بہت درد ناک ہے...اگر شترمرغ کے غائب ہونے کا واقعہ نہ ہوتا ... یا میرے بچے اس خاتون کو پارک میں سے کچھ اٹھاتے نہ دیکھتے تو شاید یہ کہانی دفن ہی رہتی۔

شتر مرغ کی گمشدگی ہمیں حیران کر رہی تھی... ادھر ہم نے اس عورت کا سراغ لگانے کی کوشش کی ... جس نے شہزادی کے گلے میں ہار دیکھ کر سوالات کیے تھے... شہزادی مہرالنسا سے ہم نے یہ پوچھا کہ اس عورت کا حلیہ کیا تھا...مہرالنسا کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق ہم اس عورت کی تصویر بنائی ...مہرالنسا نے تصدیق کی کہ وہ ایسا ہی یا قریب قریب ایسا ہی چہرہ تھا...اب ہم نے وہ تصویر سیٹھ اکرم کو دکھائی...اور ان سے پوچھا، یہ کس کی تصویر ہے ... انہوں نے کہا، میں نہیں جانتا...اس روز دعوت میں عورتوں کا الگ انتظام تھا، مردوں کا

الگ ... بلکہ وہ ہر سال الگ ہی انتظام کرتے ہیں...اب ہم نے ان سے کہا ... اچھا... وہ اپنے منیجر صاحب کو فون کر دیں، ہم یہ تصویر ان کی بیوی کو دکھا دیتے ہیں... بلکہ پہلے انہیں دکھائیں گے ... کہ کہیں یہ ان کی بیوی کی تو نہیں... چنانچہ ہم وہاں گئے... انہیں تصویر دکھائی...انہوں نے کہا ... یہ میری بیوی کی تصویر نہیں ہے... البتہ میں انہیں دکھاتا ہوں... شاید وہ کچھ بتا سکیں، وہ تصویر اندر لے گئے ... واپس آ کر انہوں نے بتایا کہ ان کی بیگم تصویر کو نہیں پہچان سکیں...اب ہم وہاں سے لوٹ آئے... اس رخ سے ہم ابھی تک ناکام رہے تھے۔اب ہم نے کیس کا دوسرے رخ سے جائزہ لینا شروع کیا ... ہم سیٹھ اکرم صاحب کی کوٹھی گئے... ان کے باغ کو غور سے دیکھا...ان کے گراؤنڈ میں پھرتے ایک جگہ ہمیں زمین اندر کو دھنسی نظر آئی... ہم نے وہاں سے زمین کھودی تو... آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہاں سے شترمرغ کی لاش نکلی۔

"کیا !!!"

وہاں موجود سب لوگ چلا اٹھے... ان کے چہروں پر حیرت دوڑ گئی:

"شتر مرغ کی لاش... گویا وہاں کسی نے سیٹھ صاحب کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

شتر مرغ کو مار کر دبا دیا تھا۔'' کسی نے کہا۔

''ہاں... بلکہ مار کر نہیں... ذبح کر کے... اسے باقاعدہ ذبح کیا گیا۔ اس کا پوٹا نکالا گیا تھا... جس میں خوراک جمع ہوتی ہے... یہ معاملہ اور زیادہ حیرت انگیز تھا۔''

یہاں تک کہہ کر انسپکٹر جمشید خاموش ہو گئے... سب کی نظریں ان پر جمی تھیں...

''آگے کہیے نا... آپ خاموش کیوں گئے۔''

''اب معاملہ حد درجے عجیب ہو گیا تھا... سوال یہ تھا کہ آخر کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسے میں ہمیں ایک خیال آیا... ہم نے سوچا... منیجر صاحب کی بیگم تو چلو اس تصویر کو دیکھ کر کچھ نہیں بتا سکیں... کیوں نہ ہم دعوت میں شریک کسی اور خاتون کو تصویر دکھائیں... اس خیال کے تحت ہم ان کے ہیڈ کلرک سے ملے... ان سے گھر کا پتا لے کر ہم وہاں پہنچے... اور فرزانہ کے ذریعے تصویر ان کی بیگم صاحبہ کو دکھائی... انہوں نے بتایا کہ یہ تصویر جانی پہچانی ہے اور وہ یاد کرنے کے بعد اس قابل ہو جائیں گی کہ بتا سکیں... یہ کس کی تصویر ہے... ہم ان سے مل کر اور غور کرنے کی درخواست کر کے چلے آئے... لیکن ادھر ہم گھر پہنچے، ادھر وہ زرد آدمی یعنی ستافی وہاں پہنچ گیا... اور اس نے اس

خاتون سے ہمیں فون کرا دیا۔ فون پر ان سے کہلوایا گیا کہ وہ خطرے میں ہیں... ان کے گھر کے آس پاس خطرہ موجود ہے... ہم یہ سنتے ہی وہاں پہنچے... اور زرد آدمی یعنی ستافی پھر ہم پر حملہ آور ہوا... دراصل وہ خوفزدہ تھا کہ کہیں ہم اصل بات کی تہہ تک نہ پہنچ جائیں۔

اس مرتبہ جنگ میں وہ آخر محمود کے ہاتھوں مارا گیا... محمود کا پھینکا ہوا چاقو اس کے دل میں اتر گیا۔ ہم نے اس کی تلاشی لی... پتا چلا کہ وہ ساؤتھ افریقہ کا باشندہ ہے اور ہمارے ملک میں بظاہر کاروباری دوروں پر اکثر آتا رہتا ہے... اور ہوٹل المارا میں ٹھہرتا ہے۔ ہم نے ہوٹل المارا کے منیجر سے ملاقات کی... ان سے پوچھا... یہاں مسٹر ستافی سے کوئی ملنے آتا تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک شخص آتا تھا... میرے پاس کیس سے متعلقہ سب لوگوں کی تصاویر میری گھڑی کی ہارڈ ڈسک میں محفوظ ہیں... میں نے اسے وہ تصاویر دکھائیں تو اس نے ایک پر انگلی رکھ دی اور بتایا کہ یہ شخص اس سے ملنے کے لیے آتا تھا... بس اس کے بعد میرا کام آسان ہوتا چلا گیا... میں رات کے وقت ایک شخص کے گھر میں داخل ہو گیا... اس کے گھر کی ہر طرح سے تلاشی لی... آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے یہ کام آسانی سے کس طرح کر لیا اور گھر کے کسی فرد کی آنکھ کیوں نہ کھلی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

... تو میں بتاتا ہوں... ہم لوگ اس قسم کے کام کرتے رہتے ہیں... میں نے ایک ہلکی سی نیند آور گیس کا اسپرے گھر میں کر دیا تھا۔ اس طرح میں بے فکری سے اپنا کام کرتا رہا... اور میں نے جان لیا... اصل مسئلہ کیا ہے۔

اصل میں ہوا یہ تھا کہ اس شخص کی بیوی یعنی جو المارا ہوٹل میں سٹافی سے ملتا رہا ہے، اس کی بیوی... ایک جوہری یا جیولر کی بیٹی ہے... اور وہ جواہرات کو پہچاننے کی بہت ماہر ہے کیونکہ شادی سے پہلے وہ اپنے والد کے ساتھ ان کے کاروبار میں شریک رہی ہے اور یہی نہیں بلکہ اس شعبے میں باقاعدہ بیرون ملک کی ایک معروف یونیورسٹی سے ڈگری بھی حاصل کر چکی ہے... اب اس نے جو وہ ہار دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئی... اس نے فوراً بھانپ لیا کہ وہ ہار کوئی عام ہار نہیں ہے۔ اب اس نے گھر جا کر یہ بات اپنے خاوند کو بتائی... یہ لوگ پہلے ہی ہیروں اور جواہرات کی اسمگلنگ میں ملوث تھے اور شترمرغوں کے ذریعے یہ کام ہو رہا ہے... شتر مرغوں کے پیروں میں موتیوں کی مالائیں پہنا دیتے ہیں... بالکل کھلے انداز میں یعنی انہیں چھپانے کی کوئی کوشش ہی نہیں کی جاتی ہے... لہٰذا ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور ساؤتھ افریقہ سے ہیرے ہمارے ملک میں اسمگل ہو

جاتے ہیں... بلکہ اور بھی کئی اطراف میں یہاں سے بھیجے جاتے ہیں... تو دراصل شتر مرغوں کی آڑ میں جواہرات بھیجے جاتے رہے ہیں۔ اب مسئلہ سامنے آگیا۔ ان موتیوں کا جو اس ہار میں لگے ہوئے تھے... وہ تھے یاقوت... اور عام یاقوت بھی نہیں... کسی مغل شہنشاہ کی ملکہ کے ہار میں جڑے ہوئے یاقوت تھے... بس ہمارے شاطر مہربان نے وہ ہار اڑانے کا فیصلہ کر لیا... اب اس نے مہرالنسا کے شوہر ادریس خان سے ملاقات کی... اس بیچارے کو ہار کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تھا... وہ تو بس اسے صرف سونے کا سمجھتا تھا۔ اس شخص نے اس سے کہا... آپ کی بیگم دعوت میں بہت خوبصورت ہار پہن کر گئی تھی... میری بیوی بھی ایک دعوت میں اس ہار کو پہن کر جانا چاہتی ہے... لہٰذا بس ایک رات کے لیے وہ ہار دے دیں... اب ادریس اس ادارے میں اس کا ماتحت... مرتا کیا نہ کرتا... لیکن اس نے شہزادی مہرالنسا کو بتائے بغیر ہار بکس سے نکالا اور جا کر ہمارے مہربان کو دے دیا... اس نے کہا... کل آ کر وہ ہار واپس لے جانا ... ادریس خان اپنے گھر واپس آ گیا... ان دنوں سٹافی بھی یہاں آیا ہوا تھا... یہ شخص سیدھا اس کے پاس گیا اور ہار اسے دکھایا... سٹافی تو اس ہار پر لٹو ہوگیا... کیونکہ وہ تو اسی نوے کروڑ کا ہار تھا... اور انہیں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مل رہا تھا مفت ... اب دونوں نے مل کر پروگرام بنایا کہ ہیرے آدھے آدھے کر لیتے ہیں اور ادریس خان کو ٹھکانے لگا دیتے ہیں... اس طرح کسی کو پتا تک نہیں چلے گا ... اور ہار ہمارا ہو جائے گا ... اس طرح بیچارے ادریس خان جب ہار لینے آئے... انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا... ان دونوں نے ہیرے تقسیم کر لیے ... اس طرح تین سال گزر گئے... ایسے میں شافی کی نیت اور خراب ہو گئی ۔ اس نے اس شخص سے کہا ... تم باقی ہیرے بھی میرے حوالے کردو... یہ شخص بہت گھبرایا ... کیونکہ شافی کی سفاکی اور طاقت سے ڈرتا تھا... اور وہ یہ بات کسی کو بتا بھی نہیں سکتا تھا... اس طرح قتل کا راز کھل جانے کا بھی اندیشہ تھا...اسے اور تو کچھ نہ سوجھا... بس یہ پروگرام بنایا کہ ہیروں کو کہیں دفن کر دے اور شافی سے کوئی بہانہ گھڑ کے اسے کچھ دن کیلئے ٹال دیا جائے...جب شافی کی ملک میں ٹھہرنے کی مدت ختم ہوجائے گی تو وہ اپنے یاقوت نکال کر یہاں سے غائب ہو جائے گا...ایک طرف تو اس نے شافی سے چند دنوں کی مہلت مانگی... اور یاقوتوں کو چھپانے کا انتظام بھی کر ڈالا... اس نے یاقوتوں کو چھپانے کیلئے سیٹھ اکرم خان کا باغ منتخب کیا... یہ رات کے وقت وہاں داخل ہوا... چوکیدار بھی اس کا ساتھی تھا...اور جانتا تھا کہ یہ لوگ کیا کاروبار کرتے

ہیں...اسے بھی حصہ ملتا ہوگا ،لہٰذا اس نے اسے باغ میں جانے دیا...اس نے گڑھا کھودا... اور بکس اس میں رکھنے لگا... ایسے میں اس کا جی چاہا... یاقوتوں کو دیکھ تو لے ... اس نے بکس کھولا ... بکس نہ کھلا ... زور جو لگایا تو وہ یک دم کھلا اور یاقوت اچھل کر گھاس پر گر گئے... اب وہ پاگلوں کی طرح یاقوت تلاش کرنے لگا ... ایسے میں شتر مرغ وہاں آگیا ... شتر مرغ ایسی چیزوں کو چگ لینے میں بہت ماہر ہوتے ہیں... اس نے دیکھتے ہی دیکھتے کئی یاقوت چگ لیے... مطلب یہ کہ یاقوت اس کے پوٹے میں چلے گئے...اب وہ پریشان ہوا ... اسے اور تو کچھ نہ سوجھی... شترمرغ کو ذبح کر دیا...تاکہ اس کے پوٹے سے یاقوت نکال لے ...اس طرح اس نے یاقوت نکال لیے ... اور باغ میں کسی اور جگہ دفن کر دیے ...لیکن اس سارے چکر میں شترمرغ مارا جا چکا تھا...اب کیا ہوسکتا تھا... دوسرے دن سیٹھ اکرم صاحب کو باغ میں اپنا شتر مرغ نظر نہ آیا تو وہ پریشان ہو گئے...اس کی گمشدگی کی خبر تک چھپوا دی ...یہ خبر پڑھ کر میں ان کی طرف متوجہ ہوا ... ادھر شافی ان یاقوتوں کے لیے پاگل ہو رہا تھا...ہمارے مہربان نے اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے اسے بتا دیا کہ ہم لوگ یاقوتوں کے چکر میں ہیں... پہلے ان سے چھٹکارا حاصل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کر لو... پھر ہم یاقوت آپس میں بانٹ لیں گے ... یا سارے تم ہی لے لینا... اس نے سوچا تھا ، شافی ہمارے ہاتھوں مر جائے گا اور یاقوتوں کا مالک وہی رہ جائے گا ...بس یہ ہے کل کہانی ۔'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے ۔

'' لیکن آپ نے اس شخص کا نام تو بتایا ہی نہیں اور نہ یہ بتایا کہ ہیروں کا یہ ناجائز کاروبار کیا سیٹھ اکرم خان کر رہے ہیں ۔'' ذاکر تنولہ بول اٹھا۔

'' نہیں... بلکہ یہ سارا کام سیٹھ اکرم کے نائب جالینوس صاحب کا ہے ۔''

'' اوہ ... نہیں ۔'' ان سب کے منہ سے نکلا۔

سب کی نظریں جالینوس کی طرف اٹھ گئیں جو اپنی کرسی پر کچھ اس طرح بیٹھا تھا کہ اب گرا کے تب گرا۔ گویا وہی حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ۔

'' اور کیا اس کاروبار میں سیٹھ اکرم شامل ہیں ۔''

'' نہیں... انہیں تو معلوم تک نہیں کہ یہ کاروبار ان کے شتر مرغوں کے کاروبار کے ذریعے ہو رہا ہے ۔اب رہ گئی یہ بات کہ پہلی بار فرزانہ کو جالینوس کی بیوی کا چہرہ اس تصویر کے مطابق کیوں نہیں لگا...تو اس

نے احتیاط کے طور پر اپنے حلیے میں کسی قدر تبدیلی کر لی تھی ...ایک مصنوعی تل گال پر لگا لیا تھا ...اور ہیئر اسٹائل تبدیل کرلیا تھا تاکہ ہم دھوکا کھا جائیں اور ہوا بھی یہی کہ ہم دھوکا کھا گئے ۔''

'' لیکن ابا جان ! ہمارے مہرالنسا کے گھر پہنچتے ہی شافی کے اس طرح فوری طور پر وہاں آ دھمکنے والی بات کچھ ہضم نہیں ہوئی... کوئی مسلسل تین سال سے اس خفیہ ٹرانسمیٹر کے ریسیونگ سیٹ کے آگے بیٹھا کیسے رہ سکتا ہے ...یہ کام تو صرف خفیہ ادارے یا سراغرسانی کے محکمے ہی کر سکتے ہیں ۔''

'' تمہارا خیال سو فیصد درست ہے فاروق ! دراصل خفیہ ٹرانسمیٹر ملنے کے بعد ہی سے میں نے اس لائن پر کام شروع کردیا تھا اور اپنے محکمے کے انجینئروں کی مدد سے یہ پتا لگانے میں کامیاب ہوگیا تھا کہ وزارت خارجہ کی سیکرٹ سروس کے ایک مرکز میں اس ٹرانسمیٹر کے سگنل وصول کئے جارہے ہیں...اس سلسلے میں میرے محکمہ سراغرسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے صاحبزادے علی عمران نے میرے ساتھ تعاون کیا۔ اور میں نے کل رات اس اہلکار کے خلاف اس کے گھر سے وہ تمام ثبوت حاصل کرلئے جس کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی جالینوس شافی گینگ میں شامل تھا اور یہی وجہ تھی کہ تین سال سے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

مسلسل مہرالنسا کے گھر کی گفتگو ریکارڈ کی جا رہی تھی....اس کا بھی امکان ہے کہ سیکرٹ سروس کا کوئی اور شخص بھی ان کا ساتھی ہو.... یہی کچھ تھا جس کے ذریعے تم دونوں کی مہرالنسا کے گھر آمد اور گفتگو کے بارے میں شافی کو فوری اطلاع ملی تھی۔''

'' لیکن شافی تو ہمارے ملک آتا جاتا رہتا تھا.... یہ بھی تو ممکن تھا کہ جس وقت ہم لوگ مہرالنسا کے گھر گئے اور خفیہ ادارے کے اہلکار نے شافی کو اطلاع دی اس وقت شافی اس ملک میں ہوتا ہی نہیں۔''

'' ہاں ایسا عین ممکن تھا .... لیکن اس صورت میں شاید کسی متبادل شخص کو مہرالنسا کے گھر بھیجا جاتا...شافی سے نہیں کسی اور دشمن سے تمہارا ٹکراؤ ہوتا۔''

'' کیا ایسا نہیں لگتا ابا جان کہ اگر شافی کی حرکتوں نے ہمیں اس معاملے سے دور رکھنے کے بجائے مزید قریب کردیا۔''

'' ہاں محمود ! کسی حد تک .... دراصل کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کا مظاہرہ کرنے اور دشمن کو کمتر سمجھنے کی غلطی کر بیٹھتے ہیں...اور اسی الٹ پھیر میں اپنی ہی چال ان پر الٹی پڑ جاتی ہے۔''

'' اس کا مطلب یہ کہ ابھی اس گروہ کے اور افراد پر بھی ہاتھ ڈالنا باقی ہے۔'' سیٹھ اکرم کے منہ سے نکلا۔

'' جی ہاں !''

'' مگر مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ یہ کم بخت جالینوس میرے ہی کاروبار کی آڑ میں اپنا اسمگلنگ کا نیٹ ورک چلا رہا تھا... اور میں نے اس پر اس قدر بھروسا کیا کہ اسے اپنا نائب بنائے رکھا۔لعنت ہے ایسے لوگوں پر۔''

'' اُف مالک... بے چاری مہرالنسا کس طرح زندگی بسر کر رہی تھی... جو ان کی اصل مالک تھیں... اور جو اصل مالک نہیں تھے...وہ کروڑوں میں کھیل رہے تھے اور آئندہ کھیلتے رہنے کے پروگرام بنا رہے تھے...'' فرزانہ افسوس کے انداز میں بولی

'' لیکن اب باقی یاقوتوں کا کیا ہوگا...اور شافی والے یاقوت کیسے حاصل ہوں گے ۔''

'' فکر کی ضرورت نہیں...ساؤتھ افریقہ میں اس سلسلے میں سرکاری سطح پر کام شروع ہوگیا ہے ... یہاں والے یاقوت باغ میں پہلے ہی تلاش کر لیے گئے ہیں... بہت جلد ہم تمام یاقوت مہرالنسا صاحبہ کی خدمت میں پیش کریں گے اور بس ... اب ہم چلیں گے ۔''

وہ ان سب کو ہکا بکا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے...ادھر اکرم کے ماتحت مجرم کی طرف بڑھ گئے ... دوسری طرف لیڈی پولیس اس کی بیوی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

کا رخ کر رہی تھی۔

O

پندرہ دن بعد انسپکٹر جمشید نے شہزادی مہر النسا کے گھر کے دروازے پر دستک دی ... فرزانہ ، محمود اور فاروق ان کے ساتھ تھے... بلکہ بیگم جمشید بھی ساتھ تھیں۔انہوں نے دروازہ کھول کر ان کا استقبال کیا۔انہیں اندر لائیں... انسپکٹر جمشید کے ہاتھ میں ایک بکس تھا...وہ انہوں نے ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

''آپ کے یاقوت ... آپ کی امانت۔''

''اوہ ... اوہ ... مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہی ہوں۔'' وہ بولیں۔

''یہ خواب نہیں... حقیقت ہے...اب آپ ان کی مالک ہیں... یوں کہہ لیں آپ چوراسی کروڑ کی مالک بن گئی ہیں۔''

''اور یہ سب آپ کی مہربانی سے ہوا ۔ ان میں سے آپ بھی چند یاقوت لے لیں۔''

''یہ تو خیر نہیں ہوگا ... اور کسی صورت نہیں ہوگا ... یہ آپ کی چیز ہیں، آپ کو مبارک ہوں ...''

''میری خوشی کی خاطر لے لیں۔''

''نہیں! ہماری خوشی اسی میں ہے کہ یہ سب آپ رکھیں... اور دوسری بات آپ ابھی ہمارے ساتھ چلیں...انہیں بنک کے لاکر میں رکھوا دیتا ہوں... اس کے بعد پھر آپ اپنے لیے ایک اچھا سا مکان خریدیں... پھر انہیں کاروبار میں لگانے کی سوچیں گے ... اس سلسلے میں ہمارے دوست خان رحمان آپ کی مدد کریں گے ... بس میری درخواست یہ ہے کہ آپ ان کے ذریعے کوئی فلاحی کام ضرور کریں... کوئی ہسپتال بنوا دیں ، کچھ اسکول بنوا دیں... اور کوئی سائنسی تحقیق ادارہ کھلوا دیں... اور زکوۃ بھی ادا کریں ... میری گزارش تو یہ ہے۔''

''آپ جو جو کہیں گے... میں کردوں گی ... آپ میرے بھائی ہیں... میرے محسن ہیں... اور ... اور۔''

بیگم جمشید نے آگے بڑھ کر مہرالنسا کو گلے لگا لیا اور وہ سب مسکرانے لگے ... چند منٹ بعد وہ گاڑی میں بیٹھ کر بنک کا رخ کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

آئندہ ناول

سازشی دیوتا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

آئندہ شائع ہونے والا ناول

سازشی دیوتا

مصنف: اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

* جب ان کے منہ سے نکلا "یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔
* محمود، فاروق اور فرزانہ ایک محفل میں اچانک چلانے لگے۔
* اور ایسا کرنے کے لیے خود ان کے والد نے کہا تھا۔
* فرزانہ ایک اچانک خیال کے تحت اس قدر زور سے اچھلی کہ آئی جی صاحب تک سے ٹکرا گئی۔
* جب انہیں ایک اور رخ سے تفتیش کرنا پڑی۔ وہ ایک اور رخ کیا تھا؟
* نواب فاضل کی کوٹھی سے ایک مجرم عجیب انداز سے فرار ہوا۔
* ان کے اوپر گرنے والی چیز جتنی نرم تھی، اتنی ہی سخت تھی۔
* اور جب ان پر مقدمہ چلا۔
* ایک ہولناک کیس ان پر بن گیا تھا۔
* ایک درخت سے انسپکٹر جمشید لٹکے ہوئے تھے۔
* لاش کے پاس ایک گھڑی دیکھ کر محمود، فاروق اور فرزانہ دھک سے رہ گئے۔
* انسپکٹر جمشید ان دنوں شمالی افریقہ میں تھے، لیکن۔

* محمود، فاروق اور فرزانہ ایک چھلاوے کے تعاقب میں۔ وہ چھلاوہ کون تھا؟
* ایک کھنڈر کی دیوار نے انھیں خوف میں مبتلا کر دیا۔
* عدالت میں انھیں مجرم ثابت کرنے کا مکمل انتظام ہو چکا تھا۔
* آئی جی صاحب تک ان کے لیے پریشان تھے۔
* ایک عجیب و غریب ہوٹل کے سامنے ان پر کیا گزری۔

اٹلانٹس پبلیکیشنز
A-36 ایسٹرن اسٹوڈیوز کمپاؤنڈ، B-16 سائٹ، کراچی
0300-2472238, 32578273, 34228050
e-mail: atlantis@cyber.net.pk
www.inspector-jamshed-series.com

اشتیاق احمد کے شاہکار خاص نمبر

انکارہ مشن 230/-	تین کا طوفان 230/-	خلا میں ہنگامہ 240/-
شاگورہ کا بازیگر 260/-	کالا زار 220/-	چن گام کا جرم 220/-
بلیک بارٹ 220/-	ایک ارب ڈالر کا منصوبہ 220/-	بٹوما کے شیطان 400/-
زاران کی زنجیر 240/-	پانچ ملکوں کی سازش 240/-	لی شن پلان 240/-

ان میں سے کوئی چار ناول منگوانے پر
65 روپے والے تین ناول فری...

ندیم